دیوانِ غالبؔ

(نسخۂ حمیدیہ)

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

تصحیح و اضافۂ حواشی: جویریہ مسعود

نظرِ ثانی: اویس قرنی، اعجاز عبید

فہرست

حرفِ چند

جویریہ مسعود

ایک سال پہلے کی بات ہے میں نے اردو گوگل سرچ میں ''دیوان غالب'' لکھا اور میں اردو ویب ڈاٹ آرگ کے فورم "محفل" پر موجود تھی۔ یہ کیا؟ یہاں تو سارا دیوان غالب لکھا موجود تھا۔ میں نے ورق گردانی بلکہ پیج گردانی جاری رکھی۔ "محفل" میں دیوان غالب کے ساتھ ساتھ اور بہت سی کتابیں آن لائن تھیں۔ نہ صرف کتابیں بلکہ اردو کمپیوٹنگ کے حوالے سے بھی بہت کچھ موجود تھا، اردو فانٹس، اردو، پشتو اور عربی صوتی کی بورڈز، انگریزی اصطلاحات کے اردو ترجمے۔ میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ یہ کون لوگ ہیں جو اس نفسا نفسی کے دور میں جب نیٹ صرف چیٹینگ اور غیر اخلاقی سائٹس کی سرفنگ ذریعہ بن کے رہ گیا ہے، اردو کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس محفل کو جوائن کرنے کے سوا مجھے چارہ ہی نہیں تھا اور یوں 9 اپریل 2006 کو اس محفل کی رکن بن گئی اور گپ شپ کے دھاگوں پر مصروف ہو گئی۔ گپ شپ کے دھاگوں میں غالب کے اشعار پوسٹ کرنے لگی۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اسی محفل پر دیوان غالب کی پروف ریڈنگ بلکہ تصحیح اور اضافے کا کار گراں مجھے کرنا پڑے گا مجھے یہ کام کیسے سونپا گیا اور میں نے اسے کیسے سر انجام دیا؟ اس تفصیل کا نہ موقعہ ہے اور نہ آپ کے ساتھ اس تفصیل کے جاننے کا وقت۔ بہر حال دیوان غالب نسخۂ اردوڈاٹ ویب اب نہ صرف محفل کے وکاوکی بلکہ اردو وکیپیڈیا پر بھی موجود ہے۔

محفل پر ہی میری ملاقات ایک نابغۂ روز گار شخصیت سے ہوئی۔ میں نے ان کے لیے نابغۂ روز ترکیب استعمال کر کے کوئی مبالغہ نہیں کیا۔ کونسا میدان ہے جس کے وہ شہسوار نہیں۔ ارضیات کے ماہر، بہترین نثّار، مزاح نگار، شاعر، علم عروض کے ماہر، اردو کمپیوٹنگ کے بانیوں میں سے ایک، فانٹس اور صوتی کی بورڈز بنانے کے ماہر۔ آن لائن کتابوں کے دو دو سائٹس کے

روح رواں، انٹرنیٹی ادبی میگزین سہ ماہی "سمت" کے مدیر۔ غرض کونسا شعبہ ہے جس کے وہ ماہر نہیں۔ میرا تو دل کرتا ہے کہ ان کو "بابائے اردو کمپیٹنگ" کا خطاب دوں۔ جی ہاں۔ بابائے اردو کمپیوٹنگ جناب اعجاز عبید المعروف اعجاز اختر۔

مجھے فخر ہے کہ غالب پر کام کرنے موقعہ مجھے ان کی زیر سرپرستی ملا۔ حق تو یہ ہے کہ ان کی سرپرستی اور شفقت کے بغیر میں نہ متداول دیوان پر کام کر سکتی تھی اور نہ میں اس قابل ہوتی کہ اس نسخۂ حمیدیہ کو آن لائن لا سکتی۔ ان ہی کے "ہل من مزید" کے نعرے نے مجھے مجبور کیا کہ اس نا کتاب کو ٹائپ کروا کر اور اس کی تصحیح کرنے کے بعد آئن لائن لا سکوں۔

میں جانتی ہوں کہ عام قاری کو نہ غالب سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ غالب کے مسترد کردہ دیوان (نسخۂ حمیدیہ) سے اور نہ ہی مجھے یقین ہے کہ کوئی نیٹ پر کتابیں پڑھنے آتا ہے مگر پھر بھی اس دیوان کو آئن لائن لانے پر میں کوئی غلطی نہیں کر رہی۔ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے وطن سے میلوں لب کو پڑھنے، سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ہمہ وقت سرگرداں ہیں جیسے کہ امریکہ کے پروفیسر سید تفسیر احمد جو آج کل دیوان غالب کی تشریح پر ایک آن لائن کتاب لکھ رہے ہیں۔ اردو کتابیں ان کے دسترس سے باہر ہیں مگر انشاء اللہ ایک دن ضرور آئے گا کہ ن سب کے لیے محفل کے وکاوکی، محفل کے اردو ڈجیٹل لائبریری، اعجاز اختر کی کتابیں ڈاٹ آئی فاسٹ نیٹ ڈاٹ کام ☆ جیسے ویب سائٹس پر ہر قسم کی کتاب آن لائن موجود ہو گی۔

اس کتاب کو ہم نے بعینہٖ ویسا ٹائپ کیا ہے جیسا کہ چھپی ہوئی کتاب تھی۔ البتہ چند الفاظ و تراکیب کو جدید املا سے ہم آہنگ کرنے کی سعی ضرور کی ہے جیسے "دلہا" کو "دل ہا" "غلطیہاے" کو "غلطی ہائے" "بوے گل" کو "بوئے گل" کیا ہے تا کہ پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی رہے۔ جہاں ضروری سمجھا، کچھ نوٹس میں نے بھی دیے ہیں مگر بقول غالب:

حق تو یوں ہے حق ادا نہ ہوا

جویریہ مسعود

سوات، پاکستان

14 اپریل 07

☆ اب برقی کتابیں

http://kitaben.urdulibrary.org

پر دستیاب ہیں۔ اعؔ

***

تعارف

اعجاز عبید

جویریہ مسعود، یا جو جو ہی کہوں، میں جس سے ان محترمہ کو پکارتا ہوں۔ لیکن محترمہ؟ نہیں احترام تو محض ان ہی معنوں میں جس طرح کا احترام اپنے بچوں کے ساتھ روار جاتا ہے۔ بیٹی جویریہ نے یہاں بھی میرے تئیں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے جس کے لئے میں اس کوئی شکریہ ادا نہیں کرتا۔

غالب سے عقیدت تو کس اردو والے کو نہیں ہو گی، اور جب معاملہ ایسا ہو کہ اس کو ٹائپ کر کے آن لائن کیا جائے، تو اردو محفل کے ارکان سامنے آئے اور تقریباً میری نگرانی میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا۔ متداول دیوان (اردو ویب اڈیشن) تیار ہونے پر بھی جو جو نے بس نہیں کیا، کچھ مزید کلام انہوں نے شامل کیا اور اس طرح دیوان غالب کا 'رویژن' ہوتا ہی رہا، نسخۂ حمیدیہ میں سے کچھ اشعار ہی ہم نے اس نسخے میں شامل کئے تھے۔ یہ جو جو کا ہی کارنامہ ہے کہ اس نے مکمل نسخہ حمیدیہ اپنے خرچ پر ٹائپ کروایا، اور اس طرح مہیا کیا۔ اس سلسلے میں میں صرف پروف ریڈنگ کی حد تک ذمہ دار ہوں۔ اس نسخے میں اگر اب بھی کچھ اغلاط رہ گئی ہیں، تو اس کا ذمہ میں تنہا لیتا ہوں۔ اور اگر مواد میں کچھ کمی بیشی ہے تو اس کی پوری طرح مہ دار میری بیٹی جو جو ہے، میں بری الذمہ!!

بہر حال یہ کتاب جو نتیجتاً سامنے آئی ہے، وہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔ میں مزید جو جو کی اس کتاب کے اور آپ کے بیچ نہیں آنا چاہتا۔

اعجاز عبید

☆☆☆

دیباچہ

پروفیسر حمید احمد خان

مرزا غالب کی وفات کے پچاس سال بعد بھوپال کے کتب خانۂ حمیدیہ میں دیوان غالب کا سب سے پہلا نسخہ[1] ایک خوش نما مخطوطے کی صورت میں دستیاب ہوا۔ اس دریافت نے اُس زمانے کے ادبی حلقوں میں ایک سنسنی سی پیدا کر دی کیونکہ غالب کا پہلا دیوان اُس بے دریغ قطع و برید کے باعث، جس کا ذکر حالی، آزاد اور خود غالب نے کیا ہے، محض ایک ادبی حکایت بن کر رہ گیا تھا۔ اب جو یہ پورا دیوان غیر مترقبہ طور پر میسر ہو گیا تو اکثر اہل ذوق نے اس کی طباعت و اشاعت کا خیر مقدم کیا، اگرچہ بعض لوگوں کو اعتراض ہوا کہ جو اشعار مرزا غالب نے خود رد کر دیے تھے، اُنہیں اس طرح نشر کر کے گڑے مردے اکھیڑنا کیا ضرور ہے۔ با ایں ہمہ بھوپال کے ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم، ضیاء العلوم مفتی محمد انوار الحق، کے فہم سلیم نے صحیح فیصلہ کیا اور دیوان غالب کا یہ نسخہ جو نواب محمد حمید اللہ خان[2] کے اعزاز میں "نسخۂ حمیدیہ" کہلایا، مفتی صاحب کے اہتمام سے مخطوطے کی کتابت کے ٹھیک ایک صدی بعد 1921ء میں شائع ہو گیا۔

قلمی دیوان کی کتابت نومبر ۱۸۲۱ء میں تکمیل کو پہنچی تھی۔ اس دیوان کے آخری صفحے پر دیوان کی آخری رباعی کی بعد سرخ روشنائی میں یہ خوش خط تحریر ملتی ہے:

دیوان من تصنیف مرزا صاحب[3] و قبلہ

المتخلص بہ اسد و غالب سلمہم ربہم

علیٰ ید العبد المذنب حافظ معین الدین

بتاریخ پنجم شہر صفر المظفر 1237

من الہجرت النوبیہ[4] صورت اتمام یافت

دیوان کے آغاز سے پہلے جلد کے اندر حسب دستور جو سادہ اوراق لگائے گئے ہیں، اُن میں سے دو پر مولوی محمد فضل حق کے نام مرزا غالب کے فارسی مکتوب بہ صنعت تعطیل (مشمولہ پنج آہنگ) کی بد خط نقل ہے۔ دیوان کے مندرجات کی ترتیب یوں ہے: پہلے 4 قصائد ہیں، پھر 275 غزلیات اور ان کے بعد 11 رباعیات۔ آخری رباعی ہے: "مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل"۔ چونکہ صرف یہی رباعی اور اس کے نیچے حافظ معین الدین کی مندرجہ بالا اختتامی تحریر آخری صفحے پر آئی ہے، اس لیے صفحے کا تقریباً دو تہائی حصہ خالی رہ گیا ہے۔ خالی جگہ میں فوجدار محمد خاں کی 1648ھ کی مُہر ثبت ہے جس سے کم از کم یہ واضح ہوتا ہے کہ فوجدار محمد خاں کے کتب خانے میں یہ دیوان تاریخ کتابت کے گیارہ بارہ برس بعد پہنچا۔ اسی بنا پر مفتی انوار الحق کا یہ قیاس محل نظر ہے کہ قلمی دیوان "غالباً رئیس وقت نواب غوث محمد خاں صاحب کے بیٹے میاں فوجدار محمد خاں صاحب کے لیے لکھا گیا تھا"۔[6] یہ امر بھی مشتبہ، بلکہ بعید از قیاس ہے کہ دیوان کے حاشیے کے اضافے اور متن کی اصلاحیں 648 ھ کے بعد معرض تحریر میں آئیں، یا دیوان کا یہ نسخہ بھوپال پہنچنے کے بعد مزید اندراجات کے لیے پھر کبھی دہلی بھیجا گیا۔ گمان غالب ہے کہ قلمی دیوان میں حاشیے کے اضافے اور متن کی ترمیمات 1237ھ اور 1248ھ کے درمیان درج ہو چکی تھیں اور دیوان ان ترمیمات و حواشی کے ساتھ ہی بھوپال پہنچا۔ بھوپال کے نسخے اور دیوان غالب کے اس مخطوطے کو، جو حافظ محمود خاں شیرانی مرحوم کے مجموعۂ کتب میں شامل ہے[7]، اگر ملا کر پڑھیے تو اندازہ ہوتا ہے کہ بھوپال کے قلمی نسخے میں حاشیے کے اضافے غالب کے سفر کلکتہ پر روانہ ہونے سے پہلے، یعنی 1826ء تک، تصنیف ہو چکے تھے۔ معنوی طور پر بھی ان میں بہت سے اشعار ایسے ملتے ہیں جو غالب کی پختگی فکر کے کسی دور (مثلاً 1832۔33ء کے بعد) سے منسوب نہیں کیے جا سکتے۔

مفتی انوار الحق کا نسخہ شائع ہوا تو یہ حقیقت مخفی نہ رہی کہ مطبوعہ نسخہ قلمی نسخے کی صحیح نقل نہیں ہے۔ اس بارے میں شاید سب سے بڑی قباحت یہ ہوئی کہ مفتی صاحب کے نسخے میں کئی جگہ حاشیے کے اندراجات اور متن کے درمیان ضروری امتیاز قائم نہ رہ سکا۔

چنانچہ صحیح صورت حال کی دریافت کے لیے قلمی نسخے کا معائنہ ضروری ہو گیا۔ اواخر اگست 1937ء میں حیدر آباد دکن کے ایک سفر سے واپس لاہور آتے ہوئے میں بھوپال گیا اور سرکاری کتب خانے میں بیٹھ کر مطبوعہ نسخے اور قلمی نسخے کے اندراجات کا مقابلہ کرتا رہا۔ اس موقع پر مجھے اندازہ ہوا کہ حواشی اور متن کا فرق ملحوظ نہ رہنے سے قطع نظر، مطبوعہ نسخے میں ایک بڑا افتوریہ پیدا ہوا ہے کہ قلمی نسخے میں غزلیات کی ترتیب مطبوعہ نسخے تک پہنچتے پہنچتے کچھ کی کچھ ہو گئی ہے۔ مثلاً مخطوطے کی پچیسویں غزل (بسکہ جوش گریہ سے زیروزبر ویرانہ تھا) مطبوعہ نسخے کے صفحہ 33 پر شروع ہوتی ہے اور اس غزل سے اگلی، یعنی چھبیسویں، غزل (نہ ہو حسن تماشا دوست رسوا بے وفائی کا) مطبوعہ نسخے کے صفحہ 12 پر۔ یہ صورت حال دیکھ کر میرے لیے لازم ہوا کہ میں اپنی پوری توجہ دو باتوں پر مرکوز رکھوں: اول کہ قلمی نسخے کے مندرجات کی صحیح ترتیب معین کروں اور دوم یہ کہ حاشیے اور متن کے اندراج کے معاملے میں قلمی اور مطبوعہ کے درمیان جہاں جہاں اختلاف ہے، اُس کے متعلق مفصل یادداشتیں لے لوں۔ افسوس ہے کہ وقت کی کوتاہی کے باعث میرے لیے یہ ممکن نہ ہوا کہ مخطوطے کے ہر شعر اور مصرع کو لفظ بلفظ دیکھ لیتا۔ تاہم یہ واقعہ ہے کہ ترتیب منظومات کی تصحیح اور حواشی کی تشخیص کرتے ہوئے مطبوعہ نسخے کے کاتب کی لفظی فروگذاشتوں پر جا بجا نظر پڑی۔ ان کا ذکر قارئین کو حسب موقع دیوان کے متعلقہ صفحات پر حاشیے کے اشارات میں ملے گا۔ 1921ء کا نسخۂ حمیدیہ بھوپال کے قلمی دیوان کی پہلی مطبوعہ نقل ہے۔ افسوس ہے کہ قلمی دیوان سے انحراف کی جتنی مختلف قسمیں تصور میں آسکتی ہیں وہ مفتی صاحب کے مطبوعہ نسخے میں موجود ہیں، بجز اس ایک صورت کے کہ قلمی دیوان کا شاید کوئی شعر مطبوعہ نسخے سے حذف نہیں ہوا۔ تاہم قلمی دیوان کے پیشِ نظر نہ ہوتے ہوئے مفتی صاحب کے مطبوعہ نسخے پر تکیہ ناگزیر ہے چنانچہ میں نے اپنے نسخے کی تیاری میں مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے کے متن کو بنیادی متن قرار دیا ہے لیکن قلمی نسخے سے لی ہوئی یادداشتوں کی روشنی میں یا کسی دوسری قابل اعتماد شہادت کے سہارے مطبوعہ نسخے سے جا بجا انحراف کیا ہے۔ اس قسم کے انحراف کے حوالے قارئین کو آیندہ صفحات میں بکثرت ملیں گے۔ ان حوالوں کی موجودگی سے درگزر کیجیے تو اس زیر نظر نسخے متن بھوپال کے مخطوطے کی ہو بہو نقل قرار دیا جا سکتا ہے۔ مفتی صاحب کے مطبوعہ نسخے میں نہ صرف بعد کی سب اصلاحیں بلکہ وہ پوری کی پوری غزلیں بھی شامل ہیں جن کا بھوپال کے مخطوطے میں سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ اس طرح گو قارئین کو متداول دیوان کا الگ نسخہ مقابلے کے لیے پاس رکھنے کی ضرورت نہ رہی لیکن ابتدائی اور آخری دور کے کلام کے ساتھ ساتھ چھپنے کی وجہ سے بھوپال کے مخطوطے کے علیحدہ وجود کا تصور وضاحت سے قائم نہ رہ سکا۔ میں نے آئندہ اوراق میں بھوپال کے مخطوطے کی نقل پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے اور متداول دیوان سے اس ابتدائی متن کا مقابلہ خود قارئین کی بینش و دانش پر چھوڑا ہے۔

اس نسخے کی تیاری کے کام میں مجھے اپنی 1938ء کی یادداشتوں کے ناکافی ہونے کا بار بار احساس ہوا۔ بعض موقعوں پر مجھے مولانا امتیاز علی عرشی کے مرتبہ دیوان (علی گڑھ، 1958ء) اور پروفیسر محمود شیرانی کے دریافت کردہ قلمی دیوان سے گراں قدر مدد ملی، جس کا میں بصد شکریہ اعتراف کرتا ہوں۔ قارئین کو آئندہ صفحات میں "نسخۂ عرشی" اور "نسخۂ شیرانی" کے جو حوالے ملیں گے ان سے علی الترتیب یہی مطبوعہ اور قلمی دیوان مراد ہیں۔

آج سے تیس برس قبل جب میں غالب کے پہلے اُردو دیوان کو ایک نظر دیکھنے کے لیے بھوپال پہنچا تو یہ بات میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہ گزری تھی کہ اس مخطوطے کی صحیح نقل مرتب کرنے کی ذمہ داری کبھی مجھ پر آپڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ 1938ء میں قلمی دیوان کے معائنے کے بعد جو یادداشتیں میں نے قلم بند کیں، ان کی اصل حیثیت ذاتی حوالے کے اشارات سے زیادہ نہ تھی۔ ان اشارات کا مصرف اُس وقت میرے نزدیک محض یہ تھا کہ میں اپنی اطلاع کے لیے کبھی کبھی حسب ضرورت انہیں دیکھ سکتا تھا۔ سالہاسال میں اسی خیال میں رہا مگر کچھ عرصہ ہوا ہندوستان کے بعض غالب شناس احباب نے مجھے لکھا کہ بھوپال کا مخطوطہ کتب خانۂ حمیدیہ سے غائب ہو گیا ہے۔ اب مجھے اندازہ ہوا کہ جن یادداشتوں کو میں نے ذاتی ذخیرۂ معلومات کی حیثیت دے رکھی تھی، وہ دوسروں کے لیے بھی موجب دل چسپی ہوں گی، کم از کم اس وقت تک کہ بھوپال کا گم شدہ مخطوطہ دوبارہ ہاتھ نہ آجائے۔ یہ نسخہ جو اب شائع ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے بھوپال کے مخطوطے کی صحیح نقل ہے کہ اس کے متن میں صرف وہی مضمون آیا ہے جو حافظ معین الدین کے لکھے ہوئے دیوان کے متن میں ملتا ہے اور قلمی دیوان کے حاشیے کے اندراجات یہاں بھی حواشی کی صورت میں دیے گئے ہیں۔ قصائد، غزلیات اور رباعیات کی ترتیب اور پھر ہر رباعی، غزل اور قصیدے میں اشعار کی ترتیب بعینہ بھوپال کے قلمی نسخے کے اندراجات کے مطابق ہے۔۔ املا میں البتہ قلمی نسخے کے بجائے مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے کا تتبع کیا گیا ہے۔ قلمی نسخے کے کاتب یا کاتبوں کے ڈیڑھ سو برس پرانے املا کا بجنسہٖ اختیار کرنا مجھے مناسب معلوم نہیں ہوا، اگرچہ کہیں کہیں میں نے حسب ضرورت ان کاتبوں کی خصوصیات تحریر کا ذکر کیا ہے۔ مفتی صاحب کے مطبوعہ نسخے میں بڑی حد تک جدید اصول کتابت ملحوظ رکھے گئے ہیں اور جابجا اضافت کا استعمال ہوا ہے جو بجائے خود قلمی نسخے کے املا سے انحراف ہے۔ مگر بحالات موجودہ انحراف کی یہ صورت قبول کیے بغیر چارہ نہ تھا۔ تجدید املا سے قطع نظر، میں نے لفظی اختلاف کے معاملے میں ہر موقع پر قلمی نسخے کے اندراج کا لحاظ کیا ہے۔ مثلاً متداول دیوان کی مشہور غزل: "آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک" کے اکثر اشعار قلمی دیوان کے متن میں موجود ہیں، مگر قلمی دیوان میں اس غزل کی ردیف "ہوتے تک" ہے۔ میں نے مطبوعہ نسخے سے اختلاف کر کے یہی آخر الذکر صورت اختیار کی ہے، کیونکہ گو اکثر قارئین غالب کے لیے اب "ہونے تک" کے بجائے "ہوتے تک" کہنا ناگوار خاطر ہے لیکن بآثار ظاہر اس ردیف کی اصلی صورت وہی تھی جو بھوپال کے قلمی دیوان میں ملتی ہے۔

بھوپال کے مخطوطے کے مطالعے سے قاری کے ذہن میں متعدد سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سلسلۂ سوالات قدرۃً مخطوطے کی اس مطبوعہ نقل میں بھی منتقل ہو گیا ہے۔ ان سوالات میں سے بعض کی نوعیت محض ادبی ہے اور بعض کی خالصۃً تحقیقی۔ ادبی نوعیت کے سوالات اُن مغلق فارسی ترکیبوں (مثلاً "ہوس گستاخی آئینہ" یا "وادیٔ جوہر غبار") کے متعلق پیدا ہوتے ہیں جن کی ابتدائی کلام میں بتدریج غالب کے نئے انداز بیان کو ملنے لگتی ہے۔ ان ادبی سوالات سے قطع نظر، کچھ اور سوالات ذہن میں آتے ہیں جن کے جواب مل جائے تو ممکن ہے کچھ نئے نتائج مستنبط ہوں۔ مثلاً دیوان کے متن میں کتنی غزلیں "اسد" تخلص کی ہیں اور کتنی "غالب" تخلص کی8؟ حاشیے کے اندراجات میں غالب یا اسد تخلص کتنی بار استعمال ہوا ہے؟ اس قسم کے سوالات کا جواب قلمی نسخے ہی میں آسانی سے مل جاتا ہے۔ مگر بعض اور مسائل ہیں جن کی تفتیش کے لیے یاران نکتہ داں کو صلائے عام دیے بغیر چارہ نظر نہیں آتا۔ "عبد العلی عبد الصمد مظہر" اور "آغا علی"، جنہوں نے گاہ بگاہ دیوان کے کسی شعر پر صاد کیا ہے، کون حضرات ہیں؟ اور پھر حافظ معین الدین، جنہوں نے پورا دیوان خوش خط لکھا، کون تھے؟ ان لوگوں سے غالب کو دور شباب میں کیا اور کسی قسم کا تعلق رہا؟ غالب نے بعض مقطعوں میں اپنے آپ کو دہلی کا باشندہ ظاہر کیا ہے، لیکن کسی جگہ دہلی میں اپنے قیام کو عارضی اور مسافرانہ بھی قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حمیدیہ کی کون سی غزلیں قیام آگرہ کے دوران میں لکھی گئیں اور کون سی اُس زمانے میں جب مرزا غالب بالآخر آگرہ چھوڑ کر مستقل طور پر دہلی چلے آئے؟ اس قسم کے کئی پیچیدہ مسائل ابھی تک حل طلب ہیں اور عجب نہیں کہ ہمیشہ حل طلب رہیں۔ میری رائے میں یہ دیباچہ، جس کا مقصد بھوپال کے قلمی نسخے کا تعارف ہے، ان دقیق مسائل اور تفصیل طلب مباحث کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ گتھیاں سلجھانے کے لیے تنقید و تحقیق کے علیحدہ باب کھولنے کی ضرورت ہے۔

دیوان کے مطبوعہ اوراق سامنے آئے تو اندازہ ہوا کہ صحت طباعت کے لیے پوری کوشش کے باوجود متن میں اور خود اپنے لکھے ہوئے حواشی میں، جا بجا غلطیاں رہ گئی ہیں۔ ایک "صحت نامۂ اغلاط" دیوان کے آخر میں دیا جا رہا ہے9۔ قارئین سے درخواست ہے کہ صحت نامہ سامنے رکھ کر غلطیوں کی تصحیح فرما لیں۔

اس نسخے کی ترتیب و اہتمام میں عزیزم گوہر نوشاہی جس طرح میرا ہاتھ بٹاتے رہے اس سے کام کی ہر منزل میرے لیے آسان اور خوش گوار بن گئی۔ نسخۂ شیرانی اور نسخۂ عرشی میں سے اکثر حوالے میرے لیے گوہر نوشاہی صاحب نے تلاش کیے اور شروع سے آخر تک سب پروف بڑی احتیاط سے دیکھے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ مشکل اشعار کے معنی سمجھنے کی پر لطف کوشش میں وہ

برابر میرے ساتھ شریک رہے۔ محب مکرم سید امتیاز علی تاج کا شکریہ بھی واجب ہے جن کی تحریک اور ترغیب واصرار کے بغیر یہ کام تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔

(فروری ۱۹۶۹ء)(حمید احمد خان)

مزید:

اوپر میں نے کتاب کے غلط نامے کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں میری ایک خطا ایسی ہے جسے منجملۂ اغلاط فواحش قرار دیے بغیر چارہ نہیں۔ بھوپال کے قلمی نسخے میں بعض غزلیں ایسی ہیں جو متن میں شامل ہونے کے باوجود کسی مغالطے کے باعث حاشیے پر بھی نقل کی گئی ہیں۔

مثلاً یہ غزل: "نہ بھولا اضطراب دم شماری انتظار اپنا" متن میں یہ چونتیسو غزل ہے۔ اسے غزل 33 (کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا) اور غزل 35 (زبس خوں گشتۂ رشک وفا تھا وہم بسمل کا) کے درمیان آنا چاہیے تھا مگر اس غزل کے ساتوں شعر اس سے پہلے غزل 20 (نالۂ دل میں شب انداز اثر نایاب تھا) کے حاشیے میں بھی درج ملتے ہیں۔ میں نے اس صورت ل سے ھو کہ کھا کر اس غزل کو (کسی عالم سر گشگی میں) متن سے حذف کر دیا۔ اب دیوان کے طبع ہو جانے کے بعد اس پر پھر نظر ڈالی تو یہ غلطی علم میں آئی۔ حضرات قارئین میری اس لغزش سے در گزر فرما کر صفحہ 47 کے حاشیے کے ساتوں اشعار صفحہ 9 پر متن میں بھی درج فرمالیں۔

ان سب کوششوں کے باوجود (دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ) دیوان کی عبارت غلطیوں سے ک نہیں ہو سکی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ قلمی دیوان کے متن میں حافظ معین الدین نے جو اغلاط کتابت ابتداءً داخل کیں اور دیوان کے حواشی پر موٹے قلم والے بد خط کاتب (غالباً عبد الصمد مظہر) نے اپنی بے بضاعتی اور بے احتیاطی کے باعث جو گل کھلائے، اُن سب پر مفتی انوار الحق کے نسخے کے کاتب نے دہ چند اضافے کیے۔ بایں ہمہ، میں نے بدرجۂ مجبوری اس اصول کی پابندی کی ہے کہ جب تک بھوپال کا مخطوطہ دوبارہ دستیاب نہ ہو، مفتی انوار الحق کے شائع کردہ نسخے کی عبارت سے بلاوجہ موجۂ انحراف نہیں کرنا چاہیے۔

ح۔ا۔خ

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد

1

بہر ترویج10 جناب وا م الحساب

ضامن تعمیر قصرستان دل ہائے خراب

جرم بخشائے کہ گر جوشد بہار رحمتش

بر فنائے خویش لرزد چوں دل مجرم عذاب

راقتش اعدائے اورادر شمار سال عمر

نعل واژوں بندد از ناخن بر انگشت حساب

نوح عمرے ماند طوفانی بہ بحر وحدتش

تا سروزانو بہ موجے باخت مانند حباب

نغمہ چوں خوں در رگ ابریشم ساز افسرد

ہیبت نہیبش اگر جوشد بوضع احتساب

بارگاہش راز خورشید است خشت آستاں

شمع بزمش راست گلگیر از دو لخت ماہتاب

ہم چمن زار ازل را قدرتش رنگ آفریں

ہم گلستان ابد را خوئے جاں بخشش سحاب

بہر ترویج جناب اقدسے کز حکم او

صیقل آئینہ نور نظر ریزد حجاب

آستائش بر نشان گاہ جلالے کز ادب

حلقۂ بیرون در گردیدہ چشم آفتاب

در پناہ عفّتش حوران جنت راہنوز

پنبہ روزن بود چشم سفید ماہتاب

سایہ اش جز در حریم قدس نتواں یافتن

کز شکست رنگ امکاں عصمتش دارد نقاب

بہر ترویج خدائے از دو عالم رستگاں

عابد اللہ و معبود خلائق بو تراب

مہرباں پیرے کہ بہر دیدن ماہ صیام

در کف مستان اوتیغ ست از موج شراب

بادۂ خم خانۂ او پرتو نور جمال

پنبۂ مینائے او چشم سفید ماہتاب

شہسوار قدرتے کز فرط تعظیم و جلال

سرمہ در چشم رکابش می کشد گرد کتاب

والفقارش شاہدے کاندر تماشا گاہ قتل

میکشد در شوق او از موج الف بر سینہ آب

در خیال صد [illegible]ل دادگان ضربتش

می جہد از دیدۂ عیسی چراغ آفتاب

دُلدل برق آفرینش را رمے کاندر خیال

می جہد ہمچوں نگاہ از حلقۂ چشم رکاب

بسکہ شد ویران شوخی خانۂ نظارہ اش

عینک پیر فلک گردیدہ ماہ و آفتاب

بہر ترویج حَسن، فرماں دہ اقلیم دیں

خسرو عرش آستاں، شاہنشہ قدرت مآب

ناظم حسن آفرینی، کز برائے خدمتش

از شفق بندد حنا بر شام دست آفتاب

جلوہ ریز آید اگر لطفش بہ ہنگام غضب

دود آتش می شود باران رحمت را سحاب

بشکند شان تغافل گر بہ دلداری ناز

لذت قند محبت جوشد از زہر عتاب

توسن قدرش کہ عرش و خلد جولان گاہ اوست

از خم زانوئے جبریل امیں دارد رکاب

بہر ترویج شفیع عاصیاں یعنی حُسَینؓ

آنکہ جنت راست ز اشک عزاداریش آب

بادشاہ صابرے، دریا لے، تشنہ لبے

کز غمش از لعل خون بار است چشم آفتاب

شاہ غیرت آفرینے، کز پئے تعلیم صبر

بخیۂ نقشِ قدم زد بر لب موج سراب

عاشق اللہ و معشوق وفادار رسول

قبلۂ عشق و پناہ حَسن و جان بوترابؓ

درگہش را مخمل خواب زلیخا فرش راہ

خیمہ گاہش را نگاہ ماہ کنعانی طناب

بہر ترویج امام اِبن امام اِبن امام

آدم آل عبا، شاہنشہ عالی جناب

استانش عالی و منزل گہ قدرش رفیع

بارگاہش عرش سامان و جنابش مستطاب

لالہ راہم رنگی چشم بخوں آلودہ اش

میزند بر فرق از از داغ غلامی انتخاب

بہر ترویج محمد باقرؑ حیدرؑ نژاد

کز خیال آستاں بوسیش می قصد ثواب

بہر ترویج محمد جعفرؑ صدق آفرین

عالم علم نبی ﷺ و واقف سرِّ کتاب

بہر ترویج شہ کاظمؑ کہ در ہر عالم ست

چوں قضا حکمش روان و چوں قدر رائش صواب

بہر ترویج رضاؑ شاہ خراساں، کز کرم

بہر تعمیر جہاں، از کہکشاں دارد طناب

بہر ترویج تقیؑ کاندر تماشا گاہ اوست

طاق ایواں آسماں، آئینۂ او آفتاب

بہر ترویج نقیؑ کز بہر تقریب نیاز

تحفہ آورد است نرگسداں بہ بزمش ماہتاب

بہر ترویج حسنؑ پشت و پناہ خافقین

شاہ کیواں بارگاہ و خسرو جنت جناب

بعد ازیں، بہر ظہور مہدیؑ صاحب زماں

ظلمت آباد شب کفر و حسد را آفتاب

ابر لطفش ز آتش دوزخ ببالاید بہشت

حبّذا معمار خلقے کز پئے تعمیر دیں

در کف از سر رشتۂ شرع نبی دارد طناب

میکند از ہم صراف حکم قدرتش

در سیاست گاہ نصفت مس ز سیم ماہتاب

بعد ازیں بہر شہیدانے کہ خوش جاں دادہ اند

در شہادت گاہ، شاہ کربلا را در رکاب

سیّما از بہر ترویج علمدار حسینؑ

پیشوائے لشکر شبّیر ابنِ بوتراب

حضرت عباسؑ عالی رتبہ کز چوگان او

می رود مانند گوئے بے سر و پا آفتاب

بعد ازیں تاثیر دلجوئی دعائے زمرہ ایست

کز قلق دارند در دل آتش و در چشم آب

بادشاہاں، مومناں، جنت نصیباں، عاشقاں

بے دلاں، یعنی عزاداران آل بوتراب

راقم بے چارہ پژمردہ دل یعنی اسد

کز فسردن ہائے دل گردیدہ پابند جلاب

بر زباں مہر خموشی و بہ دل جوش جنوں

در ہوس آباد نادانی اسیر پیچ و تاب

نقد آگاہی بہ وہم فرصتے درباختہ

دست خالی بر سر دل پایمال اضطراب

غافل از رفتار عمر و فارغ تکمیل عشق

کردہ آغوش وداع دل نشیمن گاہ خواب

بسکہ در صحرائے وحشت عقل و دیں درباختہ

لذت قند محبت جوید از زہر عتاب

خود تو میدانی کہ گم گردیدہ دشت امید

تشنہ تر میگردد از بے آبی موج سراب

دل زکار افتاد و پا وامند و دست از ہم شکست

قطع منزل کے تواں کردن بہ ایں حال خراب

مدعا را بر زباں آوردن از بیگانگی است

جز نگاہت شاہد ما را کفن باد انقاب

ذوق مطلب از تو و من از تو و مطلب ز تو

خود تو می بخشی و می فہی زبان اضطراب

شعلۂ شوق ہوس دارم ز سودائے جنوں

کاتش افسردہ را بخشد بہار التہاب

دین و دنیا را بلا گردان نازت کردہ ام

جلوۂ رنگیں تر از صد گلشن خلد انتخاب

حرمتِ جان محمد یک نظر کن سوئے من

یا علیؓ یا مرتضیٰؓ یا بوالحسنؓ یا بوترابؓ

قصیدۂ حیدری تمہیدِ بہار مغفرت

سازِ یک ذرہ نہیں فیضِ چمن سے بے کار

لالۂ بے داغ، سویدائے بہار

مستیِ بادِ صبا سے ہے بعرضِ سبزہ

ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کُہسار

سنگ یہ کار گہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے

خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار

سبز جوں جامِ زمرد، نہ ہو گر داغِ پلنگ

نشۂ نشو و نما کو سمجھ افسونِ بہار

کشتۂ افعیِ زلفِ سیہ شیریں کو

بے ستوں سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار

حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر

سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کُہسار

دشمن حسرت عاشق ہے رگ ابر سیاہ

جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شب تار

مستیِ ابر سے گلچین طرب ہے حسرت

اس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار

کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق بلبل

راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

چشم بر چشم چنے ہے بہ تماشا مجنوں

ہر دو سو [illegible]نجیر نگہ کا بازار

خانۂ تنگ ہجوم دو جہاں کیفیت

جام جمشید ہے یاں قالب خشت دیوار

سونپے ہے فیض ہوا صورت مژگان یتیم

سر نوشت دو جہاں ابر بہ یک سطر غبار

کف ہر خاک چمن آئنہ قمری صیقل

دام ہر کاغذ آتش زدہ طاؤس شکار

سنبل و دام کمیں خانۂ خواب صیاد

نرگس و جام سیہ مستیِ چشم بیدار

طرہ ہا بسکہ گرفتار صبا ہیں، شانہ

زانوئے آئنہ پر مارے ہے دست بے کار

بسکہ یکرنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم

لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط سنبل زار

اے خوشا فیض ہوائے چمن نشو و نما

بادہ پُر زور و نفس مست و مسیحا بیمار

جوہر ناخن بریّدہ بہ انداز ہلال

ریشۂ عجز کو کرتا ہے نمو سے سرشار

ہمت نشو و نما [illegible] بلندی ہے کہ سرو

پر قمری سے کرے صیقل تیغ کہسار

ہر کف خاک جگر تشنۂ صد رنگ ظہور

غنچے کے میکدے میں مست تامل ہے بہار

کس قدر عرض کروں ساغر شبنم یارب

موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریز خمار

غنچۂ لالہ سیہ مست جوانی ہے ہنوز

شبنم صبح ہوئی رعشۂ اعضائے بہار

بے دماغی تپش[11] سے ہوئی عریاں آخر

شاخ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیراہن خار

ساز عریانی کیفیت دل ہے لیکن

یہ مئے تند نہیں موج خرام اظہار

موج مے پر ہے برات نگرانی امید

گلشن و میکدہ سیلابی یک موج خیال

نشہ و جلوۂ گل بر سر ہم فتنہ عیار

میکدے میں ہوا گر آرزوئے گل چینی

بھول جا یک قدح باد بطاق گلزار

موج گل ڈھو طوفاں کدۂ غنچۂ باغ

گم کرے گوشۂ میخانہ میں گر تو دستار

پشت لب تہمت خط کھینچے ہے بے جا معنی

سبز ہے موج تبسم بہ ہوائے گفتار

کھینچے گر مانی اندیشہ چمن کی تصویر

سبز مثل خط نو خیز ہو خط پر کار

جائے حیرت ہے کہ گلبازی اندیشۂ شوق

اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کا 12 رفتار

مطلع ثانی

لعل سے کی ہے بہ مدح چمن آرائے بہار

طوطی سبزۂ کہسار نے پیدا منقار

کسوت تاک میں ہے نشۂ ایجاد ازل

سبحۂ عرض دو عالم بہ کف آبلہ دار

بہ نظر گاہ گلستان خیال ساقی

بے خودی دام رگ گل سے ہے پیمانہ شکار

بہ ہوائے چمن جلوہ ہے طاؤس پرست

باندھے ہے پیر فلک موج شفق سے زنّار

یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشم یعقوب

لالہ ہا داغ برافگندہ و گل ہا بے خار

بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل

سرو بیدل سے عیاں عکس خیال قدیار

عکس موج گل و سرشاری انداز حباب

نگہ آئینۂ کیفیت دل سے ہے دوچار

کس قدر ساز دو عالم کو ملی جرأت ناز

کہ ہوا ساغر بے حوصلۂ دل سرشار

ورنہ وہ ناز ہے جس گلشن بیداد سے تھا

طور مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہہ بہار

سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے بذوق یک زخم

سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف بال شرار

بت کدہ بہر پرستش گری قبلۂ ناز

باندھے زنار رگ میان کُہسار

سبحہ گرداں ہے آسی کے کف امید کا ابر

بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زنار

رنگ ریز گل و جام دو جہاں ناز و نیاز

اولیں دور امامت طرب ایجاد بہار

جوش طوفان کرم ساقی کوثر ساغر

نُہ فلک آئنہ ایجاد کف گوہر بار

پہنے ہے پیرہن کاغذ ابری نیساں

یہ تُنک مایہ ہے فریادی جوش ایثار

وہ شہنشاہ کہ جس کے پئے تعمیر سرا

چشم جبریل ہوئی قالب خشت دیوار

فلک العرش ہجوم خم دوش مزدور

رشتۂ فیض ازل ساز طناب معمار

سبزۂ نُہ چمن و یک خط پشت لب بام

رفعت ہمت صد عارف و یک اوج حصار

واں کی خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پر کاہ

وہ رہے مروحۂ بال پری سے بیزار

پر یہ دولت تھی نصیب نگہ معنی ناز

کہ ہوا صورت آئینہ میں جوہر بیدار

ذرہ آس گر خورشید کو آئینۂ ناز

گرد اُس دشت کی امید کو احرام بہار

خاک صحرائے نجف جوہر سیر عُرفا

چشم نقشِ قدم آئینۂ بخت بیدار

اے خوشا مکتب شوق و بلدستان مراد

سبق ناز کی ہے عجز کو صد جا تکرار

مشقی نقشِ قدم نسخہ آب حیواں

جادۂ دشت نجف عمرِ خضر کا طومار

جلوہ تمثال ہے ہر ذرۂ نیرنگ سوِلد

بزم آئینۂ تصویر نما مشت غبار

دو جہاں طالب دیدار تھا یارب کہ ہنوز

چشمک ذرہ سے ہے گرم نگہ کا بازار

ہے نفس مایہ شوق دو جہاں ریگ رواں

پائے رفتار کم و حسرت جولاں بسیار

آفرینش کو ہے واں سے طلب مستیِ ناز

عرض خمیازۂ ایجاد ہے ہر موج غبار

دشت الفت چمن و آبلہ مہماں پرور

دل جبریل کف پا پہ ملے ہے رخسار

یاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ

بے خبر دے بہ کف پائے مسافر آزار

یک بیاباں تپش بال شرر سے صحرا

مغز کُہسار میں کرتا ہے فرو نشتر خار

فرش اس دشت تمنا میں نہ ہوتا گر عدل

گرمی شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار

ابر نیساں سے ملے موج گُہر کا تاواں

خلوت آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار

یک جہاں بسمل انداز پر افشانی ہے

دام سے اُس کے فضا کو ہے رہائی دشوار

موج طوفان غضب چشمۂ نہ چرخ حباب

ذوالفقار شہ مرداں خط قدرت آثار

ج ابروئے قضا جس کے تصور سے دو نیم

بیم سے جس کے دل شحنۂ تقدیر فگار

شعلہ تحریر سے اُس برق کی ہے کلک قضا

بال جبریل سے مسطر کش سطر زنہار

موج طوفاں اگر خون دو عالم ہستی

ہے حنا کو سر ناخن سے گزرنا دشوار

دشت تسخیر ہو گر گرد خرام دُلدل

لعل در آتش ہر ذرہ ہے تیغ کہسار

بال رعنائی دم موجۂ گل بند قبا

گردش کاسۂ سم چشم پری آئنہ دار

گرد راہ اس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر

ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفس لیل و نہار

نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز

رفتن رنگ حنا ہے تپش بال شرار

ہے سراسر روی عالم ایجاد اُسے

جَیب خلوت کدۂ غنچہ میں جولان بہار

جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی

ن صد برق سے باندھے بکف دست نگار

ذوق تسلیم تمنا سے بہ گلزار حضور

عرض تسخیر تماشا سے بہ دام اظہار

مطلع تازہ ہوا موجۂ کیفیت دل

جام سرشا مے و غنچۂ لبریز بہار

مطلع ثالث فی المدح الحاضر

فیض سے تیرے ہے اے شمع شبستان بہار

دل پروانہ چراغاں پر بلبل گُلزار

شکل طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز

جلوے میں تیرے ہے تسخیر ہوائے دیدار

گرد جولاں سے ہے تیری بگریبان خرام

جلوۂ طور نمک سودۂ زخم تکرار

جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز

پر طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار

جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو

جلوہ ہے ساقی مخموری تاب دیوار

تو وہ ساقی ہے کہ ہر موج محیط تنزیہہ

کھینچے خمیازہ میں تیرے لب ساغر کا خمار

گردباد آئنہ فتراک دماغ دلہا

تیر اصحرائے طلب محفل پیمانہ شکار

ذوق بیتابی دیدار سے تیرے ہے ہنوز

جوش جوہر سے دل آئنہ گلدستۂ خار

تیری اولاد کے غم میں ہے بروئے گردوں

سلک اختر میں مہ نو مژہ گوہر بار

مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعت نبیؐ

جام سے تیرے عیاں بادۂ جوش اسرار

ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مُہر نماز

ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار

تیرا پیمانۂ مے نسخۂ ادوار ظہور

تیرا نقشِ قدم آئینۂ شان اظہار

آیتِ رحمت حق بسملۂ مصحف ناز

مسطر موجۂ دیباچۂ درس اسرار

قبلۂ نور نظر، کعبۂ ایجاد مسیح

مژہ دیدۂ نخچیر سے نبض بیمار

تہمت بے خودی کفر نہ کھینچے یارب

کمی ربط زو خط ناز بسیار

ناز پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، و لے

پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خون اظہار

تنگی حوصلہ گرداب دو عالم آداب

دید یک غنچہ سے ہوں بسمل نقصان بہار

رشک نظارہ تھی یک برق تجلی کہ ہنوز

تشنۂ خون دو عالم ہوں بہ عرض تکرار

وحشت فرصت یک جیب کشش نے کھویا

صورت رنگ حنا ہاتھ سے دامان بہار

شعلہ آغاز و لے حیرت داغ انجام

موج مے لیک ز سر تا قدم آغوش خمار

ہے اسیر ستم کشمکش دام وفا

دل وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار

مژہ خواب سے کرتا ہوں بہ آسائش درد

بخیۂ زخم دل چاک بہ یک دستہ شرار

محرم درد گرفتاری مستی معلوم

ہوں نفس سے صفت نغمہ بند رگ تار

تھا سر سلسلہ جنبانی صد عمر ابد

ساز ہا مفت بریشم کدۂ نالۂ زار

لیکن اس رشتۂ تحریر میں سر تا سر فکر

ہوں بقدر عدد حرف علیؑ سبحہ شمار

جوہر دست دعا آئنہ، یعنی تاثیر

یک طرف نازش مژگاں بہ دگر سو غم خار

مردمک سے ہو عزاخانۂ یک شہر نگاہ

خاک در کی تری جو چشم نہ ہو آئنہ دار

دشمن آل نبی کو بہ طرب خانۂ دہر

عرض خمیازۂ سیلاب ہو، طاق دیوار

دوست اس سلسلۂ ناز کے جوں سنبل و گل

ابر میخانہ کریں ساغر خورشید شکار

لنگر عیش پہ سرشار تماشائے دوام

کہ ہے خون خزاں سے بہ حنا پائے بہار

زلف معشوق کشش سلسلۂ وحشت ناز

دل عاشق شکن آموز خم طرۂ یار

مئے تمثال پری نشۂ مینا آزاد

دل آئینہ طر[illegible] شاعر بخت بیدار

دیدہ تا دل اسد آئینۂ یک سجدۂ شوق

فیض اُلفت سے رقم تا دل معنی سرشار

ایضاً فی المنقبت

توڑے ہے عجزِ تُنک حوصلہ بر روئے زمیں

سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیں جس کو جبیں

توڑے ہے نالہ سر رشتۂ پاس انفاس

سر کرے ہے دل حیرت زدہ شغل تسکیں

بیدلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

بیکسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بم ہستی و عدم

لغو ہے آئنۂ فرق جنون و تمکیں

یاس، تمثال بہار آئنۂ استغنا

وہم، آئینۂ پیدائی تمثال یقیں

خوں ہو اور دو عالم سے تمنا کا دماغ

بزم یاس آں سوئے پیدائی و اخفا رنگیں

مثل مضمون وفا باد بدست تسلیم

صورت نقشِ قدم خاک بفرق تمکیں

خانہ ویرانی امید و پریشانی بیم

جوشِ دوزخ ہے خوان چمن خلد بریں

لاف دانش غلط و نفع عبادت معلوم

دُردِ یک ساغر غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں

باد افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفس

استخواں ریزۂ موارن ہے سلیماں کا نگیں

نقشِ معنی ہمہ خمیازۂ عرض صورت

سخن حق ہمہ پیمانۂ ذوق تحسیں

عشق بے ربطی شیرازۂ اجزائے حواس

وصل افسانۂ اطفال پریشاں بالیں

کوہ کن گرسنہ مزدور طرب گاہ رقیب

بیستوں ساز گراں باری خواب شیریں

موج خمیازۂ یک نشّہ چہ اسلام و چہ کفر

کجی یک خط مسطر چہ توہّم چہ یقیں

قبلہ و ابروئے [illegible] یک رہ خوابیدۂ شوق

کعبہ و بتکدہ، یک محمل [illegible]اب سنگیں

کس نے دیکھا جگر اہل جنوں نالہ فروش

کس نے پایا اثر نالۂ دل ہائے خزیں

عیش بسمل کدۂ عید حریفاں معلوم

خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں

سامع زمزمۂ اہل جہاں ہوں، لیکن

نہ سر و برگ ستائش، نہ دماغ نفریں

نزع مخمور ہوں اُس دید کی دھن میں کہ مجھے

رشتۂ ساز ازل ہے نگہ باز پسیں

حیرت آفت زدۂ عرض دو عالم نیرنگ

موم آئینۂ ایجاد ہے مغز تمکیں

وحشت دل سے پریشاں ہیں چراغان خیال

با ھوں ہوں آئنے پر چشم پری سے آئیں

کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا

آہو کو ہے ہر ذرے کی چشمک میں کمیں

چشم امید سے گرتے ہیں د عالم جوں اشک

پاس13پیما کش گریۂ مستانہ نہیں

کس قدر فکر کو ہے نال قلم موئے دماغ

کہ ہوا خون نگہ شوق میں نقشِ تمکیں

عذر لنگ آفت جولان ہوس ہے یارب

جل اُٹھے گرمی رفتار سے پائے چوبیں

نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیر، نہ نگاہ

گرد جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں

کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر

نامہ عنوان بیان دل آزردہ نہیں

رنج تعظیم مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے

درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں

بسکہ گستاخیِ ارباب جہاں سے ہوں ملول

پر پرواز مری بزم میں ہے خنجر کیں

اے عبارت تجھے کس خط سے ہے درس نیرنگ

اے نگہ تجھ کو ہے کس نقطے میں مشق تسکیں

کس قدر نالہ پریشاں ہے عیاذاً باللہ

یک قلم خارج آداب جنون و تمکیں

جلوۂ ریگ رواں دیکھ کہ گردوں ہر صبح

خاک پر توڑے ہے آئینۂ ناز پرویں

شور اوہام سے مت ہو شب خون انصاف

گفتگو بے مزہ و زخم تمنا نمکیں

ختم کر ایک اشارت میں عبارات نیاز

جوں مہ نو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں

نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر

"یا علی" عرض کر اے فطرت وسواس قریں

معنی لفظ کرم بسملۂ نسخۂ حسن

قبلۂ اہل نظر کعبۂ ارباب یقیں

جلوہ رفتار سر جادۂ شرع تسلیم

نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراج جبیں

کس سے ہو سکتی ہے مدح اُس کی بغیر از ہمہ او

شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں

ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں ناز خرام

کف خاک ہے واں گردۂ تصویر زمیں

مظہر فیض خدا جان و دل ختم رسل

قبلۂ آل کعبۂ ایجاد یقیں

نسبت نام سے اس کی ہے قبہ کہ رہے

ابداً پشت فلک خم شدۂ ناز زمیں

جلوہ تحریر ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا

وہ کف خاک ہے ناموس دو عالم کی امیں

فیض خلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا

بوئے گل سے نفس باد صبا عطر آگیں

بُرّش تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا

قطع ہو جائے نہ سر رشتۂ ایجاد کہیں

کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی

نہ کرے نذر صدا اور نہ متاعِ تمکیں

کفر سوز اُس کا یہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے

رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں

وصفِ دُلدُل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار

جنت نقشِ قدم سے ہوں میں اس کے گلچیں

مطلعِ ثانی

گر درہ سرمہ کش دید[illegible]باب یقیں

نقشِ ہر گام دو عالم صفہاں زیرِ نگیں

برگ گل کا ہو جو طرفان ہوا میں عالم

اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامن دیں

اُس کی شوخی سے بہ حسرت کدۂ نقشِ خیال

فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں

جلوۂ برق سے ہو جائے نگہ عکس پذیر

اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گر چیں

جاں پناہا! دل و جاں فیض رساں بادشہا!

اے کہ تجھ سے ہے بہار چمنستان یقیں

ذوق گل چینی نقشِ کف پا سے تیرے

عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں

تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد

وصی ختم رسل تو ہے بہ اثبات یقیں

جسم اطہر کو ترے دوش پیمبر منبر

نام نامی کو ترے ناصیۂ ش نگیں

تیری مدحت کے ہیں ل وجاں کام وزباں

تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم دست و جبیں

آستاں پر ترے ہے 14 جوہر آئینۂ سنگ

رقم بندگی حضرت جبریل امیں

تیرے در کے لیے اسباب نثار آمادہ

خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں

داد! دیوانگی دل کہ ترا مدحت گر

ذرّے سے باندھے ہے خورشید فلک پر آئیں

کس سے ہو سکتی ہے مداحی ممدوح خدا

کس سے ہو سکتی ہے آرائش فردوس بریں

یا علیؑ! جنس معاصی اسد اللہ اسد

کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں

شوخی عرض مطالب میں ہے گستاخ طلب

ہے ترے حوصلۂ فضل پہ از بسکہ یقیں

دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول

کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں

غم شبیرؑ سے ہو سینہ یہاں تک لبریز

کہ رہیں خون جگر سے مری آنکھیں رنگیں

طبع کو الفت دُلدل میں یہ گرمی شوق

کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں

دل اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا

نگہ جلوہ پرست و نفس صدق گزیں

صرف اعدا اثر شعلۂ دود دوزخ

وقف احباب گل و سنبل فردوس بریں

ایضاً فی المنقبت

جو نہ نقد داغ دل کی کرے شعلہ پاسبانی

تو فسردگی نہاں ہے بہ کمین بے زبانی

بہ گمان قطع زحمت نہ دوچار خامشی ہو

کہ زبان سرمہ آلود نہیں تیغ اصفہانی

بہ فریب آشنائی بہ خیال بے وفائی

رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بد گمانی

نظرے سوئے کہستاں نہیں غیر شیشہ ساماں

جو گداز دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگجانی

بہ فراز گاہ عبرت چہ بہا و کُو تماشا

کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی

پہ فراق رفتہ یاراں خط و حرف مو پریشاں

دل غافل از حقیقت ہمہ ذوق قصّہ خوانی

تپش دل شکستہ پئے عبرت آگہی ہے

کہ نہ دے عنان فرصت بہ کشاکش زبانی

نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے

چہ حساب جانفشانی، چہ غرور دلستانی

بہ شکنج جستجوہا، بہ سراب گفتگوہا

تگ و تاز آرزوہا بہ فریب شادمانی

نہیں شاہراہ اوہام، بجز آں سوئے رسیدن

تری سادگی ہے غافل در دل پہ پاسبانی

چی امید و نا امیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی

ہمہ عرض ناشکیبی، ہمہ ساز جانستانی

آرزو ہے راحت تو عبث بخوں طپیدن[15]

کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی

شر و شور آرزو، تب و تاب عجز بہتر

نہ کرے اگر ہوس پر غم بے دلی گرانی

ہوس فروختن ہا، تب و تاب سوختن ہا

سر شمع نقشِ پا ہے، بہ سپاس ناتوانی

شرر اسیر دل کو ملے اوج عرض اظہار

جو بہ صورت چراغاں کرے شعلہ نردبانی

ہوئی مشق جرأت ناز رہ و رسم طرح آداب

خم پشت خوش نما تھا بہ گذارش جوانی

اگر آرزو رسا ہو، پئے درد دل دوا ہو

وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہید ناتوانی

غم عجز کا سفینہ بہ کنار بیدلی ہے

مگر ایک شہپر مور کرے ساز بادبانی

مجھے انتعاش غم نے پئے عرض حال بخشی

ہوس غزل سرائی، تپش فسانہ خوانی

مطلع ثانی

مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی

کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی[16]

دل نااُمید کیونکر، بہ تسلی آشنا ہو

جو امیدوار رہیے نہ بہ مرگ ناگہانی

مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہ قسمت

جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی

نہ ستم کر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی

مجھے طاقت آزمائی، تجھے اُلفت آزمائی

یوہیں دکھ کسی کو دینا نہیں خوب ورنہ کہتا[17]

کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی

بہ ہزار اُمید واری رہی ایک اشک باری

نہ ہوا حصول زاری بجز آستیں فشانی

کروں عذر ترک صحبت سو کہاں وہ بے دماغی

نہ غرور میرزائی، نہ فریب ناتوانی

ہمہ یک نفس تپش سے تب و تاب ہجر مت پوچھ

کہ ستم کش جنوں ہوں، نہ بقدر زندگانی

کف موجۂ حیا ہوں بہ گدائے عرض مطلب

کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیام دل رسانی

یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالب

کروں خوان گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی

غزلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیفِ الف

غزل نمبر1

18 نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا

کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

19 آتشیں پا ہوں، گداز وحشت زنداں نہ پوچھ

موئے آتش دیدہ ہے ہر حلقہ یاں زنجیر کا

شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے

دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا

لذت ایجاد ناز افسون عرض ذوق قتل

نعل آتش میں ہے، تیغ یار سے نخچیر کا

کاو کاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ

صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوئے شیر کا

خشت پشت دست عجز و قالب آغوش وداع

پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا

وحشت خواب عدم شور تماشا ہے اسد

جو مز20ہ جو نہیں آئینۂ تعبیر کا

غزل نمبر 2

جنوں گرم انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا

اتابلب زنجیر سے[21] دود سپند آیا

[22]بہ استقبال تمثال زماہ اختر فشاں شوخی

تماشا کشور آئینہ میں آئینہ بند آیا

تغافل، بد گمانی، بلکہ میری سخت جانی سے

نگاہ بے حجاب ناز کو بیم گزند آیا

فضائے خندۂ گل تنگ و ذوق عیش بے پروا

فراغت گاہ آغوش وداع دل، پسند آیا

عدم ہے خیر خواہ جلوہ کو زندان بیتابی

خرام ناز برق خرمن سعی پسند آیا

جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، نادیدنی دعوت

مبارک باد اسد غمخوار جان درد مند آیا

☆☆

غزل نمبر 3

عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا

جوں صبح چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا

جز قیس اور کونہ ملا عرصۂ طپش

صحرا مگر بہ تنگیٔ چشمِ حسود تھا

آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا ہے عرض

ظاہر ہوا کہ داغ کا سر[illegible] دود تھا

تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ

مژگاں جو وا ہوئی، نہ زیاں تھا، نہ سود تھا

بازی خور فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق

ہنگامہ گرم حیرتِ بود و نبود تھا

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن اسد

سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا

☆☆

غزل نمبر 4

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا

ئے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

بہ فیض بیدلی نومیدی جاوید آساں ہے

کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا

حجاب سیر گل آئینۂ بے مہری قاتل

کہ انداز بہ خوں غلطیدن بسمل پسند آیا

ہوئی جس کو بہار فرصت ہستی سے آگاہی

بہ رنگ لالہ جام بادہ بر محمل پسند آیا

سودا[23] چشم انتخاب نقطہ آرائی

خرام ناز بے پروائی قاتل پسند آیا

اسد ہر جا سخن نے طرح باغ تازہ ڈالی ہے

مجھے رنگ بہار ایجادی بیدل پسند آیا

☆☆

غزل نمبر 5

تنگی رفیق رہ تھی، عدم یا وجود تھا

میرا سفر بہ طالع چشم حسود تھا

جہاں قماش ہوس جمع کر کہ میں

حیرت متاع عالم نقصان و سود تھا

گردش محیط ظلم رہا جس _ _ _ _ _ _ _ _ فلک[24]

میں پائمال غمزۂ چشم کبود تھا

پوچھا تھا گرچہ یار نے احوال دل، مگر

کس کو دماغ منت گفت و شنود تھا

ڈھانپا کفن نے داغ عیوب برہنگی

میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا

لیتا ہوں مکتب غم دل میں سبق ہنوز

لیکن یہی کہ "رفت" گیا اور "بود" تھا

خور شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسد

سر تا قدم گزارش ذوق سجود تھا

☆☆

غزل نمبر 6

خود آرا وحشت چشم پری سے شب وہ بد خو تھا

کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذ بازو تھا

ینی خواب آلودہ مژگان نشتر زنبور

خود آرائی سے آئینہ طلسم موم جادو تھا

نہیں ہے باز گشت سیل غیر از جانب دریا

ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آب فتہ در جو تھا

رہا نظارہ وقت بے نقابی ہا بخود لرزاں

سرشک آگیں مژہ سے دست از جاں شیشہ ابروتھا

غم مجنوں عزاداران لیلی کا پرستش گر

[25]خم رنگ سیہ از حلقہ ہائے چشم آہو تھا

رکھا غفلت نے دور افتادۂ ذوق فنا ورنہ

اشارت فہم کو ہر ناخن بریدہ ابرو تھا

اسد[26]خاک در میخانہ ہا بر فرق پاشیدن

خوشا روزیکہ آب از ساغرِ مے تا بہ زانو تھا

☆☆

غزل نمبر 7

کہتے[27] ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا

دل کہاں کہ گم کیجے، ہم نے مدعا پایا

پند ناصح نے زخم پر نمک باندھا

آپ سے کوئی پوچھے، تم نے کیا مزا پایا

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب

ہم نے دشت امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

بے دماغ خجلت ہوں، رشک امتحاں تا کے

ایک بیکسی تجھ کو عام آشنا پایا

سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری

حُسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا

خاکبازی اُمید، کارخانۂ طفل

یاس کو دو عالم سے اب بخندہ وا پایا

کیوں نہ وحشت غالب باج خواہ تسکیں ہو

کشتۂ تغافل کو خصم خوں بہا پایا

☆☆

غزل نمبر 8

کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا

میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا

غز جلوۂ سرشار ہے ہر ذرۂ خاک

شوق دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا

عشرت28 ایجاد چہ بوئے گل و کُودود چراغ

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

زخم نے داد نہ دی تنگیٔ دل کی یارب

تیر بھی سینۂ بسمل سے پر افشاں نکلا

کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر

جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا

کس قدر خاک ہوا ہے دل مجنوں یارب

نقشِ ہر ذرہ سویدائے بیاباں نکلا

دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالب

آہ جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا

☆☆

غزل نمبر 9

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزہ پایا

درد کی پائی، درد بے دوا پایا

غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل

خوں کیا ہوا دیکھا، گُم کیا ہوا پایا

فکر نالہ میں گویا، حلقہ ہوں ز سر تا پا

عضو عضو جوں زنجیر، یک دل صدا پایا

حال دل نہیں معلوم، لیکن اس قدر یعنی

ہم نے بارہا ڈھونڈا، تم نے بارہا پایا

شب نظارہ پرور تھا، خواب میں خیال اُس کا

صبح موجۂ گُل کو وقف[29] بوریا پایا

جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادن دل ہے

زخم تیغ قاتل کو طرفہ دلکشا پایا

ہے[30] نگیں کی پاداری، نام صاحبِ خانہ

ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا

دوست دار دشمن ہے، اعتماد دل معلوم

آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا

نے اسد جفا سائل، نے سم جنوں مائل[31]

تجھ کو جس قدر ڈھونڈا اُلفت آزما پایا

غزل نمبر 10

شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا

قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

حسرت زدہ تھا[32] مائدۂ لذت درد

کام یاروں کا بہ قدر لب و دنداں نکلا

شور رسوائی دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق

لاکھ پردے میں چھپا، پھر وہی عریاں نکلا

شوخیٔ رنگ حنا خون وفا سے کب تک

آخر اے عہد شکن، تو بھی پشیماں نکلا

جوہر ایجاد خط سبز ہے خود بینی حسن

جو نہ دیکھا تھا، سو آئینے میں پنہاں نکلا

تھی نو آموز فنا ہمت دشواری شوق

سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا

میں بھی معذور جنوں ہوں اسد اے خانہ خراب

پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا

☆☆

غزل نمبر 11

دمیدن[33] کے کہیں جوں ریشۂ زیر زمیں پایا

گرد سرمہ انداز نگاہ شرمگیں پایا

اگے[34] اک پنبۂ روزن سے بھی چشم سفید آخر

حیا کو انتظار جلوہ ریزی کے کہیں پایا

بہ حسرت گاہ ناز کشتۂ جاں بخشی خوباں

خضر کو چشمۂ آب بقا سے تر جبیں پایا

پریشانی سے مغز سر ہوا ہے پنبۂ بالش

خیال شوخی خوباں کو راحت آفریں پایا

نفس حیرت پرست طرز نا گیرائی مژگاں

مگر یک دست دامان نگاہ واپسیں پایا

اسد کو پیچتاب طبع برق آہنگ مسکن سے

حصار شعلۂ جوّالہ میں عزلت گزیں پایا

☆☆

غزل نمبر 12

نزاکت سے[35] فسون دعویٰ طاقت شکستن ہا

شرار سنگ انداز چراغ از جسم خستن ہا

مستیِ چشم شوخ سے ہیں جوہر مژگاں

شرار آسا ز سنگ سرمہ یکسر مار[36] جستن ہا

ہوا نے ابر سے کی موسم گل میں نمد بافی

کہ تھا آئینۂ خورے نقاب رنگ بستن ہا

دل از اضطراب آسودہ طاعت گاہ داغ آیا

برنگ شعلہ ہے مہر نماز از پا نشستن ہا

تکلف عافیت میں ہے دلا بند قبا وا کر

نفس ہا بعد وصل دوست تاوان گستن ہا

اسد ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن

بہ بند گریہ ہے نقشِ بر آب امید رستن ہا

☆☆

غزل نمبر 13

بسان جوہر آئینہ از ویرانی دل ہا

غبار کوچہ ہائے موج ہے خاشاک ساحل ہا

کی ہم نے پیدا رشتۂ ربط علائق سے

ہوئے ہیں پردہ ہائے چشم عبرت جلو حائل ہا

نہیں ہے باوجود ضعف سیر بے خودی آساں

رہ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرح منزل ہا

غریبی بہر تسکین ہوس درکار ہے ورنہ

بہ وہم زر گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا

تماشا کردنی ہے انتظار آباد حیرانی

نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرش محفل ہا

اسد تار نفس ہے ناگزیر عقدہ پیرائی

بہ نوک ناخن شمشیر کیجے حل مشکل ہا

☆☆

غزل نمبر 14

بہ شغل انتظار مہ وشاں در خلوت شب ہا

سر تار نظر ہے رشتۂ تسبیح کوکب ہا

گر فکر تعمیر خرابی ہائے دل گردوں

نہ نکلے خشت مثل استخواں بیرون قالب ہا

عیادت ہائے طعن آلود یاراں زہر قاتل ہے

رفوئے زخم کرتی ہے بہ نوک نیش عقرب ہا

کرے ہے حسن خوباں پردے میں مشاطگی اپنی

کہ ہے تہ بندی خط سبزۂ خط در تہ لب ہا

فنا کو عشق ہے بے مقصداں حیرت پرستاراں

نہیں رفتار عمرِ تیز رو پابند مطلب ہا

اسد کو بت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے

نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ "یارب" ہا

☆☆

غزل نمبر 15

میں نقشِ وفا وجہ تسلی نہ ہوا

ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

سبزۂ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا

یہ زمرد بھی حریف دم افعی نہ ہوا

میں نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹوں

وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

نہ ہوئی ہم سے رقم حیرت خط رخ یار

صفحہ 37 آئینہ ہوا، آئنہ طوطی نہ ہوا

ہوں ترے وعدہ نہ کرنے پہ بھی راضی کہ کبھی

گوش منت کش گل بانگ تسلی نہ ہوا

کس سے محرومی قسمت کی شکایت کیجے

ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا

وسعت رحمت حق دیکھ کہ بخشا جاوے

مجھ سا کافر کہ جو ممنون معاصی نہ ہوا

مر گیا صدمۂ آواز سے "قُم" کے غالب

ناتوانی سے حریف دم عیسی نہ ہوا

غزل نمبر 16

بہ رہن شرم ہے باوصف شہرت اہتمام اس کا

نگیں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا

سرو کار تواضع تاخم گیسورسانیدن

بسان شانہ زینت ریز ہے دست سلام اُس کا

مسی آلودہ ہے مہر نوازش مہ، پیدا ہے

کہ داغ آرزوئے بوسہ لایا ہے[38] پیام اُس کا

بہ امید نگاہ خاص ہوں محمل کش حسرت

مبادا ہو عناں گیر تغافل لطف عام اُس کا

لڑاوے گروہ بزم میکشی میں قہر و شفقت کو

بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا

اسد سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر

کہ کشت خشک اُس کا ابر بے پروا خرام اُس کا

☆☆

غزل نمبر 17

شب اختر قدح عیش نے محمل باندھا

با یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا

سبحہ واماندگی شوق و تماشا منظور

جادے پر زیور صد آئنہ منزل باندھا

ضبط گریہ گُہر آبلہ لا خر

پائے صد موج بہ طوفان کدۂ دل باندھا

داغ[39] اے حاجت بے درد کہ در عرض حیا

یک عرق آئنہ بر جبۂ سائل باندھا

حسن آشفتگی جلوہ سے عرض اعجاز

دست موسیٰ بہ سر دعوئ باطل باندھا

تپش آئینہ پرواز تمنا لائی

نامۂ شوق بہ بال پر بسمل باندھا

دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں کس نے

خلوت ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا

نااُمیدی نے بہ تقریب مضامین خمار

کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا

مطرب دل نے مرے تار نفس سے غالب

ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدل باندھا

☆☆

غزل نمبر 18

شب کہ ذوق گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا

خی وحشت سے افسانہ فسون خواب تھا

گرمی برق تپش سے زہرۂ دل آب تھا

شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا

واں کرم کو عذر بارش تھا ں گیر خرام

گریے سے یاں پنبۂ بالش کف سیلاب تھا

واں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال

یاں ہجوم اشک سے تار نظر نایاب تھا

لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بے تابیاں

شوخی بارش سے مہ فوارۂ سیلاب تھا

جوش40یاد نغمۂ دمساز مطرب سے اسد

ناخن غم بر سر تار نفس مضراب تھا

☆☆

غزل نمبر 19

جب بہ تقریب سفر یار نے محمل باندھا

تپش شوق نے ہر ذرے پہ اک دل باندھا

ناتوانی ہے تماشائی عمرِ رفتہ

رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا

اہل بینش نے بہ حیرت کدہ شوخی ناز

جوہر آئنہ کو طوطی بسمل باندھا

اصطلاحات اسیران تغافل مت پوچھ

جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا

یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا

عجز ہمت نے طلسم دل سائل باندھا

یار نے تشنگی شوق کے مضموں چاہے

ہم نے دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا

نوک ہر خار سے تھا بسکہ سر دزدی زخم

جوں نمد ہم نے کف پا پہ اسد دل باندھا

☆☆

غزل نمبر 20

نالۂ[41] دل میں شب انداز اثر نایاب تھا

تھا سپند بزم وصل غیر گو بیتاب تھا

دیکھتے تھے ہم بچشم خود وہ طوفان بلا

آسمان سفلہ جس میں یک کف سیلاب تھا

موج سے پیدا ہوئے پیر [illegible] دریا میں خار

گریہ وحشت بے قرار جلوۂ مہتاب تھا

جوش تکلیف تماشا محشر آباد نگاہ

فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشت آب تھا

بے خبر مت کہہ ہمیں بیدرد! خودبینی سے پوچھ

قلزم ذوق نظر میں آئنہ پایاب تھا

بیدلی ہائے اسد افسردگی آہنگ تر

یاد ایامے کہ ذوق صحبت احباب تھا[42]

غزل نمبر21

نہ[43] ہو گا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا

حباب موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا

ر ہ تھی گردن کش یک درس آگاہی

زمیں کو سیلی اُستاد سے نقشِ قدم میرا

محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بد دماغی ہے

کہ موج بوئے گل سے ناک میں تا ہے دم میرا

سراغ آوارۂ عرض دو عالم شور محشر ہوں

پر افشاں ہے غبار آں سوئے صحرائے عدم میرا

نہ ہو وحشت کش درس سراب سطر آگاہی

میں گرد راہ ہوں بے مدعا ہے پیچ و خم میرا

ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکی گل ہے

دہان زخم پیدا کر اگر کھاتا ہے غم میرا

اسد وحشت پرست گوشۂ تنہائی دل ہے

برنگ موج مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا

☆☆

غزل نمبر22

یاد روزے کہ نفس در گرہ[44] یارب تھا

نالۂ دل بہ کمر دامن قطع شب تھا

تحیّر کدۂ فرصت آرائش وصل

دل شب[45] آئنہ دار تپش کو کب تھا

بہ تمنا کدۂ حسرت ذوق دیدار

دیدہ گو خوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا

جوہر فکر پر افشانی نیرنگ خیال

حسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا

پردۂ درد دل آئینۂ صد رنگ نشاط

بخیۂ زخم جگر خندۂ زیر لب تھا

نالہ ہا حاصل اندیشہ کہ جوں گشت سپند

دل ناسوختہ آتش کدۂ صد تب تھا

باب ابرام نہ تھا دل ہی ہمارا غالب

ورنہ جو چاہیے اسباب تمنا سب تھا[46]

☆☆

غزل نمبر 23

رات دل گرم خیال جلوۂ جانانہ تھا

رنگ روئے شمع برق خرمن پروانہ تھا

کہ تھی کیفیت محفل بیاد روئے یار

ہر نظر داغ مئے خال لب پیمانہ تھا

شب کہ باندھا خواب میں آنے کا غافل نے جناح[47]

وہ فسون وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا

دود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی

وہ دل سوزاں کہ کل تک شمع ماتم خانہ تھا

ساتھ جنبش کے بہ یک برخاستن طے ہو گیا

تو کہے[48] صحرا غبار دامن دیوانہ تھا

دیکھ اُس کے ساعد سیمین و دست پر نگار

شاخ گل جلتی تھی مثل شمع گل پروانہ تھا

اے اسد رویا جو دشت غم میں میں حیرت زدہ

آئنہ خانہ ہجوم اشک سے ویرانہ تھا

☆☆

غزل نمبر 24

پئے نذر کرم تحفہ ہے شرم نارسائی کا

بہ خوں غلطیدۂ صد رنگ دعوی پرسائی کا

جہا مٹ جائے سعی دید خضر آباد آسائش

بہ جیب ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہنمائی کا

بہ عجز آباد وہم مدعا تسلیم شوخی ہے

تغافل کو نہ کر مصروف تمکیں آزمائی کا

زکوۃ حسن دے اے جلوۂ بینش کہ مہر آسا

چراغ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا

نہ مارا جان کر بے جرم، غافل، تیری گردن پر

رہا مانند خون بے گنہ حق آشنائی کا

دہان ہر بت پیغارہ جو زنجیر رسوائی

عدم تک بے وفا چرچا ہے تیری بے وفائی کا

اسد کا قصہ طولانی ہے لیکن مختصر یہ ہے

کہ حسرت کش رہا عرض ستم ہائے جدائی کا

☆☆

غزل نمبر25

بسکہ جوش گریہ سے زیر وزبر ویرانہ تھا

موج سیل تا پیراہن دیوانہ تھا

داغ مہر ضبط بے جا مستیِ سعی پسند

دود مجمر لالہ ساں دُرد تہ پیمانہ تھا

وصل میں بخت رسا نے سنبلستاں گل کیا

رنگ شب تہ بندی دود چراغ خانہ تھا

شب تری تاثیر سحر شعلۂ آواز سے

تار شمع آہنگ مضراب پر پروانہ تھا

انتظار50 زلف میں شمشاد ہم دست چنار

نقشبند شکل مژگاں از نمود شانہ تھا

موسم گل میں مئے گلگوں حلال مے کشاں

عقد وصل دخت رز انگور کا ہر دانہ تھا

حیرت اپنی نالۂ بے درد سے غفلت بنی

راہ خوابیدہ کو غوغائے جرس افسانہ تھا

گُو بہ وقت قتل حق آشنائی اے نگاہ

خنجر زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا

جوش بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسد

نہ بسمل کا طپیدن[52] لغزش مستانہ تھا

غزل نمبر 26

نہ حسن تماشا دوست رسوا بے وفائی کا

بہ مہر صد نظر ثابت ہے دعوی پارسائی کا

ہوس گستاخی آئینہ تکلیف نظر بازی

بہ جیب آرزو پنہاں ہے حاصل دلربائی کا

نظر بازی طلسم وحشت آباد پرستاں[54] ہے

رہا بیگانہ تاثیر افسوں آشنائی کا

نہ پایا دردمند دوری یاران یک دل نے

سواد خط پیشانی سے نسخہ مومیائی کا

تمنائے زباں محو سپاس بے زبانی ہے

مٹا جس سے تقاضا شکوہ بے دست و پائی کا

اسد یہ عجز و بے سامانی فرعون توام ہے

جسے تو بندگی کہتا ہے دعوی ہے خدائی کا

☆☆

غزل نمبر 27

شب خمار شوق ساقی رستخیز اندازہ تھا

تا محیط بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا

یک قدم وحشت سے درس دفتر امکاں کھلا

جادہ اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا

ہوں چراغان ہوس جوں کاغذ آتش زدہ

داغ گرم کوشش ایجاد داغ تازہ تھا

مانع وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے

خانۂ مجنون صحرا گرد بے دروازہ تھا

پوچھ مت رسوائی انداز استغنائے حسن

دست پابند حنا، رخسار رہن غازہ تھا

دیدۂ تر نے دیے اوراق لخت دل بہ آب

یادگار نالہ اک دیوان بے شیرازہ تھا

بے نوائی تر صدائے نغمۂ شہرت اسد

بوریا یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا

☆☆

غزل نمبر 28

کرے گر حیرت نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا

حباب چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا

برو قیس دست شرم ہے مژگان آہو سے

مگر روز عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلی کا

فسان تیغ نازک قاتلاں سنگ جراحت ہے

دل گرم تپش قاصد ہے پیغام تسلی کا

نہیں گرداب جز سر گشتگی ہائے طلب ہرگز

حباب بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا

نیاز جلوہ ریزی طاقت بالیں شکستن ہا

تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پرسی کا

نہ بخشی فرصت یک شبنمستاں جلوۂ خور نے

تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا

اسد تاثیر صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو

گر آب چشمۂ آئینہ ہووے عکس زنگی کا

☆☆

غزل نمبر29

یک گام بے خودی سے لوٹیں بہار صحرا

آغوش نقشِ پا میں کیجے فشار صحرا

وحشت اگر رسا ہے بے حاصلی ادا ہے

پیمانۂ ہوا ہے مشت غبار صحرا

اے آبلہ کرم کر، یاں رنجہ ک قدم کر

اے نور چشم وحشت، اے یادگار صحرا

دل دررکاب صحرا، خانہ خراب صحرا

موج سراب صحرا، عرض خمار صحرا

ہر ذرہ یک دل پاک، آئینہ خانۂ خاک

تمثال شوق بیباک، صد جادو چار صحرا

دیوانگی اسد کی حسرت کش طرب ہے

در سر ہوائے گلشن، در دل غبار صحرا

☆☆

غزل نمبر 30

وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا

رشتۂ چاک جیب دریدہ صرف قماش دام کیا

عکس رخ افروختہ تھا تصویر بہ پشت آئینہ

شوخ نے وقت حُسن طرازی تمکیں سے آرام کیا

ساقی نے از بہر گریباں چاکی موج بادۂ ناب

تار نگاہ سوزن مینا رشتۂ خط جام کیا

مہر بجائے نامہ لگائی بر لب پیک نامہ رساں

قاتل تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا

شام فراق یار میں جوش خیرہ سری سے ہم نے اسد

ماہ کو در تسبیح کواکب جائے نشیں امام کیا

☆☆

غزل نمبر31

وہ مری چین جبیں سے غم پنہاں سمجھا

مکتوب بہ بے ربطی عنواں سمجھا

یک الف بیش نہیں صیقل آئینہ ہنوز

چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا

شرح اسباب گرفتاری خا مت پوچھ

اس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا

ہم نے وحشت کدۂ بزم جہاں میں جوں شمع

شعلۂ عشق کو اپنا سر و ساماں سمجھا

تھا گریزاں مژہ یار سے دل تا دم مرگ

دفع پیکان قضا اس قدر آساں سمجھا

عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بد خو ہو گا

نبض خس سے تپش شعلۂ سوزاں سمجھا

سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی

ہر قدم سایے کو میں اپنے شبستان سمجھا

بد گمانی نے نہ چاہا اُسے سر گرمِ خرام

رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا

دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار اسد

غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا

غزل نمبر 32

گلہ[55] ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا

گُہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا

یہ جانتا ہوں کہ تو اور جوابِ نامۂ شوق

مگر ستم زدہ[56] ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا

غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ گل مت دو

مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بے جا کا

نہ[57] پائی وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم نے

عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا

مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے

میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا

نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے

مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا

فلک[58] کو دیکھ کے کرتا ہے تجھ کو یاد اسد

اگرچہ گم شدہ ہے کاروبار دنیا کا

☆☆

غزل نمبر 33

کس[59] کا خیال آئنۂ انتظار تھا

ہر برگ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا

کس کا جنون دید تمنا شکار تھا

آئینہ خانہ وادی جوہر غبار تھا

چوں[60] غنچہ و گل آفت فال نظر نہ پوچھ

پیکاں سے تیرے جلوۂ ز آشکار تھا

اب میں ہوں اور خون دو عالم معاملہ

توڑا جو تو نے آئنہ تمثال دار تھا

دیکھی وفائے فرصت رنج و نشاط دہر

خمیازہ یک درازی عمرِ خمار تھا

موج سراب دشت وفا کا بیاں نہ پوچھ

ہر ذرہ مثل جوہر تیغ آب دار تھا

صبح قیامت ایک دُم گرگ تھی اسد

جس دشت میں وہ شوخ دو عالم شکار تھا

☆☆

غزل نمبر 34

زبس خوں گشتۂ رشک وفا تھا وہم بسمل کا

چرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغ قاتل کا

چشم حاسد وام لے اے ذوق خود بینی

تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی

عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

شرر فرصت نگہ، سامان یک عالم چراغاں ہے

بقدر رنگ یاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا

بہ قدر ظرف ہے ساقی خمار تشنہ کامی بھی

جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا

سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا

ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا

مجھے اس قطع[61] رہ میں خوف گمراہی نہیں غالب

عصائے خضر صحرائے سخن ہے خامہ بیدل کا

☆☆

غزل نمبر 35

کیا[62] کس شوخ نے ناز از سر تمکیں نشستن کا

رخ گل کا خم انداز ہے بالیں شکستن کا

نہاں ہے مردمک میں شوق رخسار فروزاں سے

سپند شعلہ نادیدہ صفت انداز جستن کا

گداز دل کو کرتی ہے کشو چشم شب پیما

نمک ہے شمع میں جوں موم جادو خواب بستن کا

نفس در سینہ ہائے ہمد گر رہتا ہے پیوستہ

نہیں ہے رشتۂ الفت کو اندیشہ گسستن کا

عیادت سے اسد میں بیشتر بیمار رہتا ہوں

سبب ہے ناخن دخل عزیزاں سینہ خستن کا

☆☆

غزل نمبر 36

لب[63] خشک در تشنگی مردگاں کا

زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا

شگفتن کمیں دار تقریب جوئی

تصور ہوں بے جب آزردگاں کا

غریب[64] بدر جستہ باز گشتن

سخن ہوں سخن بر لب دگاں کا

سراپا یک آئینہ دار شکستن

ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا

ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی

میں دل ہوں فریب وفا خوردگاں کا

بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسف

اسد میں تبسم ہوں پژمردگاں کا

☆☆

غزل نمبر 37

شب کہ دل زخمی عرض دو جہاں تیر آیا

نالہ بر خود غلط شوخی تاثیر آیا

وسعت جیب جنون تپش دل مت پوچھ

محمل دشت بدوش رم نخچیر آیا

ہے گرفتاری نیرنگ شا ہستی

پر طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا

دید حیرت کش و خورشید چراغان خیال

عرض شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا

عشق ترسا بچہ و ناز شہادت مت پوچھ

کہ کلہ گوشہ بہ پرواز پر تیر آیا

اے خوشا ذوق تمنائے شہادت کہ اسد

بے تکلف بہ سجود خم شمشیر آیا

غزل نمبر 38

سیر آں سوئے تماشا ہے طلب گاروں کا

خضر مشتاق ہے اس دشت کے آواروں کا

سر خط بند ہوا نامہ گنہگاروں کا

خون ہد ہد سے لکھا نقش گرفتاروں کا

فرد آئینہ میں بخشیں شکن خندۂ گل

دل آزردہ پسند آئنہ رخساروں کا

داد خواہ تپش و مہر خموشی بر لب

کاغذ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا

وحشت نالہ بہ واماندگی وحشت ہے

جرس قافلہ یاں دل ہے گراں باروں کا

پھر وہ سوئے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے

رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہواداروں کا

جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل

چشم امید ہے روزن تری دیواروں کا

اسد اے ہرزہ دارا! نالہ بہ غوغا تا چند

حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا

غزل نمبر 39

ضعف[65] جنوں کو وقت تپش در بھی دور تھا

اک گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا

وائے غفلت نگہ شوق ورنہ یاں

ہر پارہ سنگ لخت دل کوہ طور تھا

درس تپش ہے برق کو اب اُس کے نام سے

وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا

شاید کہ[66] مر گیا ترے رخسار دیکھ کر

پیمانہ رات ماہ کا لبریز نور تھا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے

صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے

ہاں اس معاملے میں تو میرا قصور تھا

ہر رنگ میں جلا اسد فتنہ انتظار

پروانۂ تجلی شمع ظہور تھا

☆☆

غزل نمبر 40

بہار رنگ خون گل ہے ساماں اشک باری کا

جنون برق نشتر ہے رگ ابر بہاری کا

برائے[6] حل مشکل ہوں ز پا افتادۂ حسرت

بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا

حریف جوشش دریا نہیں خودداری ساحل

جہاں ساقی ہے تو باطل ہے دعوی ہوشیاری کا

بہ وقت سرنگونی ہے تصور انتظارستاں

نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی

چمن زنگار ہے آئینۂ باد بہاری کا

اسد ساغر کش تسلیم ہو گردش سے گردوں کی

کہ ننگ فہم مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا

☆☆

غزل نمبر41

طاؤس68در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا

یارب نفس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا

لت گزین بزم ہیں واماند گان دید

مینائے مے ہے آبلہ پائے نگا کا

ہر گام آبلے سے ہے دل درتہ قدم

کیا بیم اہل درد کو راہ کا

غافل بہ وہم ناز خود آرا ہے ورنہ یاں

بے شانۂ صبا نہیں طرہ گیاہ کا

جیب نیاز عشق نشاں دار ناز ہے

آئینہ ہوں شکستن طرف کلام کا

بزم قدح سے عیش تمنا نہ رکھ کہ رنگ

صید ز دام جستہ ہے اس دام گاہ کا

جاں در ہوائے یک نگہ گرم ہے اسد

پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا

☆☆

غزل نمبر42

خود پرستی69سے رہے باہم دگر نا آشنا

بیکسی میری شریک آئینہ تیرا آشنا

موئے دماغ شوق ہے تیرا تپاک

ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغ تمنا آشنا

بے دماغی شکوہ سنج رشک ہم دیگر نہیں

یار تیرا جام مے، خمیاز میرا آشنا

جوہر آئینہ جز رمز سر مژگاں نہیں

آشنائی ہم دگر سمجھے ہے ایما آشنا

ربط یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار

سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا

ذرہ ذرہ ساغر میخانۂ نیرنگ ہے

گردش مجنوں بہ چشمک ہائے لیلیٰ آشنا

کوہکن نقاش یک تمثال شیریں تھا اسد

سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا

☆☆

غزل نمبر 43

یک ذرّہ زمیں نہیں بیکار باغ کا

یا 700ہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا

بے مے کسے ہے طاقت آشوب آگہی

کھینچا ہے عجز حوصلہ نے خط ایاغ کا

تازہ نہیں ہے نشۂ فکر سخن مجھے

تریاکی قدیم ہوں دود چراغ کا

بے خون دل ہے چشم جنوں میں نگہ غبار

یہ میکدہ خراب ہے مے کے سراغ کا

باغ شگفتہ تیرا بساط ہوائے دل

ابر بہار خم کدہ کس کے دماغ کا

جوش بہار کلفت نظارہ ہے اسد

ہے ابر پنبہ روزن دیوار باغ کا

غزل نمبر 44

عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یاران غمگیں کا

نظر آتا ہے موئے شیشہ رشتہ شمع بالیں کا

صدا ہے میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں

پئے سنجیدن یاراں ہو حامل خواب سنگیں کا

بجائے غنچہ و گل ہے ہجوم خار و خس یاں تک

کہ صرف بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا

نصیب آستیں ہے حاصل روئے عرق آگیں

چنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا

بہ وقت کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی

کہ صحرا فصل گل میں رشک ہے بتخانۂ چیں کا

طپیدن دل کو سوز عشق میں خواب فرامش ہے

رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا

اسد 71 طرز آشنایاں قدر دان نکتہ سنجی ہیں

سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاق تحسیں کا

☆☆

غزل نمبر 45

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

می کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

گریہ چاہے ہے خربی مرے کاشانے کی

در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا

وائے دیوانگیٔ شوق کہ ہر م مجھ کو

آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا

جلوہ از بسکہ تقاضائے نگہ کرتا ہے

جوہر آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا

عشرت قتل گہ اہل تمنا مت پوچھ

عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

لے گئے خاک میں ہم داغ تمنائے نشاط

تو ہو اور آپ بصد رنگ گلستاں ہونا

عشرت پارۂ دل زخم تمنا کھانا

لذت ریش جگر غرق نمکداں ہونا

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ

ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب

جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

غزل نمبر 46

وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا

شتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا

محتسب سے تنگ ہے از بسکہ کارِ مے کشاں

رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا

قیس نے از بسکہ کی سیر یبان نفس

یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا

وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر

گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا

عیب کا دریافت کرنا ہے ہنر مندی اسد

نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا

☆☆

غزل نمبر 47

گر نہ[72] احوالِ شبِ فرقت بیاں ہو جائے گا

بے تکلف داغِ مہ مُہرِ دہاں ہو جائے گا

زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب

پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہو جائے گا

گر وہ مستِ ناز تمکیں دے صلائے عرضِ حال

خارِ[73] گلبن در دہانِ گُل زباں ہو جائے گا

لے تو لوں سوتے میں اُس کے بوسہ ہائے پا مگر

ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا

گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط

شعلہ خس میں جیسے خوں در رگ نہاں ہو جائے گا

گر[74] شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو

بالِ شیشے کا رگِ سنگِ فساں ہو جائے گا

فائدہ کیا[75] سوچ آخر تو بھی ہے دانا اسد

دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا

☆☆

غزل نمبر 48

قطرۂ مے بسکہ حیرت سے نفس پرور ہوا

خط جام بادہ یکسر رشتۂ گوہر ہوا

می دولت ہوئی آتش زن نام نکو

خانۂ خاتم میں یاقوت نگیں اختر[6] ہوا

نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مست فتنہ خو

آج رنگ رفتہ دور گرد ساغر ہوا

درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست

ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا

اے[77] بہ ضبط حال[78] نا افسردگاں جوش جنوں

نشۂ مے ہے اگر یک پردہ نازک تر ہوا

زہد[79] گردیدن ہے گرد خانہ ہائے منعماں

دانۂ تسبیح سے میں مہرہ در ششدر ہوا

اس چمن میں[80] ریشہ داری جس نے سر کھینچا اسد

تر زبان لطف عام ساقی کوثر ہوا

☆☆

غزل نمبر 49

اُف [8] نہ کی، گو سوزِ دل سے بے محابا جل گیا

آتشِ خاموش کی مانند گویا جل گیا

د اسنبلستاں سے کرے ہے ہمسری

بسکہ شوقِ آتشِ گُل سے سراپا جل گیا

شمع رویاں کی سر انگشت حنائی دیکھ کر

غنچۂ گل پر فشاں پروانہ جل گیا

خانمانِ عاشقاں دوکان آتش باز ہے

شعلہ رویاں جب ہوئے گرمِ تماشا جل گیا

تا کجا افسوس گرمی ہائے صحبت اے خیال

دل ز آتش [82] خیزیِ داغِ تمنا جل گیا

ہے اسدؔ بیگانۂ افسردگی اے بے کسی

دل ز اندازِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

☆☆

غزل نمبر 50

پھر[83] مجھے دیدۂ تر یاد آیا

دل جگر تشنۂ فریاد آیا

دم لیا تھا نہ قامت نے ہنوز

پھر ترا وقت سفر یاد آیا

عذر واماندگی، اے حسرت دل

نالہ کرتا تھا جگر یاد آیا

سادگی ہائے تمنا، یعنی

پھر وہ نیرنگ نظر یاد آیا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے

دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

آہ وہ جرأت فریاد کہاں

دل کے پردے میں جگر یاد آیا

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد

سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

☆☆

غزل نمبر51

تو دوست کسو کا بھی ستمگر نہ ہوا تھا

اوروں پہ ہے وہ ظلم جو[84] مجھ پر نہ ہوا تھا

امہ نخشب کی طرح دستِ قضا نے

خورشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا

توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے

آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم

میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا

میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں

یعنی سبقِ شوقِ مکرر نہ ہوا تھا

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک

میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

جاری[85] تھی اسد داغِ جگر سے مرے[86] تحصیل

آتش کدہ جا گیر سمندر نہ ہوا تھا

☆☆

غزل نمبر 52

تنگ زواماندہ شدن حوصلۂ پا

جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا

سر منزل ہستی سے ہے صحرائے طلب دور

جو خط ہے کف پا پہ سو ہے سلسلۂ پا

دیدار طلب ہے دل واماندہ کہ آخر

نوک سر مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا

آیا نہ بیابان طلب کام زباں تک[87]

تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا

فریاد سے پیدا ہے اسد گرمی وحشت

تبخانۂ لب ہے جرس آبلۂ پا

☆☆

غزل نمبر 53

عرض 88نیاز عشق کے قابل نہیں رہا

جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

ادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے

یاں عرصۂ طپیدن بسمل نہیں ہا

ہوں قطرہ زن بہ وادی حسرت شبانہ روز

جز تار اشک جادۂ منزل نہیں رہا

بر روئے شش جہت در آئینہ باز ہے

یاں امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا

اے آہ میری خاطر وابستہ کے سوا

دنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا

ہر چند ہوں میں طوطی شیریں سخن ولے

آئینہ، آہ، میرے مقابل نہیں رہا

انداز نالہ یاد ہیں سب مجھ کو پر اسد

جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

☆☆

غزل نمبر 54

بسکہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا

صفحۂ نامہ غلاف بالش پر ہو گیا

صورت دیبا تپش سے میری غرق خوں ہے آج

خار پیراہن رگ نشتر[89] کو نشتر ہو گیا

بسکہ آئینے نے پایا گرمی رخ سے گداز

دامن تمثال مثل برگ گل تر ہو گیا

شعلہ رخسارا! تحیر سے تری رفتار کے

خار شمع آئنہ، آتش میں جوہر ہو گیا

بسکہ وقت گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار

دامن آلودۂ عصیاں گراں تر ہو گیا

حیرت انداز رہبر ہے عناں گیرائے اسد

نقشِ پائے خضریاں سدّ سکندر ہو گیا

غزل نمبر55

گرفتاری میں فرمان خط تقدیر ہے پیدا

کہ طوق قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا

کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے

چمن بالیدنی از م نخچیر ہے پیدا

مگر وہ شوخ ہے طوفاں طراز شوق خونریزی

کہ در بحر کہاں بالیدہ موج تیر ہے پیدا

نہیں ہے کف لب نازک پہ فرط نشۂ مے سے

لطافت ہائے جوش حسن کا سر شیر ہے پیدا

عروج اُمیدی چشم زخم چرخ کیا جانے

بہار بے خزاں از آہ بے تاثیر ہے پیدا

اسد جس شوق سے ذرے تپش فرسا ہوں روزن میں

جراحت ہائے دل سے جوہر شمشیر ہے پیدا

☆☆

غزل نمبر 56

مہر نامہ جو بوسہ گل پیام رہا

ہمارا کام ہوا و تمہارا نام ہوا 9

ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصل صیاد

بسان اشک گرفتار ام رہا

دل و جگر تف91 فرقت سے جل کے خاک ہوئے

ولے ہنوز خیال وصال خام رہا

شکست رنگ کی لائی سحر شب سنبل

پہ زلف یار کا افسانہ ناتمام رہا

دہان تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا

کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر کا غالب

خیال زلف و رخ دوست صبح و شام رہا

☆☆

غزل نمبر 57

سحر گہ باغ میں وہ حیرت گلزار ہو پیدا

اُڑے رنگ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا

بتاں آب اس شدت سے دو پیکان ناوک کو

کہ خط سبز تا پشت لب سوفار ہو پیدا

لگے گر سنگ سر پر یار کے دست نگاریں سے

بجائے زخم گل بر گوشۂ د ر ہو پیدا

کروں[92] گر عرض سنگینی کہسار اپنی بے تابی

رگ ہر سنگ سے نبض دل بیمار ہو پیدا

بہ سنگ شیشہ توڑوں ساقیا پیمانۂ پیماں

اگر ابر سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا

اسد مایوس مت ہو گرچہ رونے میں اثر کم ہے

کہ غالب ہے کہ بعد از زاری بسیار ہو پیدا

☆☆

غزل نمبر 58

خلوت[93] آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا

ہے دل تنگی وحشت سے بیاباں میرا

عیش بازی کدۂ حسرت جاوید سا

خون آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا

حسرت نشۂ وحشت نہ دل ہے

عرض خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا

سرمۂ مفت نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے

کہ رہے چشم خریدار پہ احساں میرا

عالم بے سروسامانی فرصت مت پوچھ

لنگر وحشت مجنوں ہے بیاباں میرا

بے[94] دماغ تپش رشک ہوں اے جلوۂ حسن

تشنۂ خون دل و دیدہ ہے پیماں میرا

فہم زنجیری بے ربطی دل ہے یارب

کس زباں میں ہے لقب خواب پریشاں میرا

بہ ہوس درد سر اہل سلامت تا چند

مشکل عشق ہوں مطلب نہیں آساں میرا

بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسد

دَے نے برباد کیا پیر ہنستاں میرا

غزل نمبر 59

شب کہ وہ مجلس فروز خلوت ناموس تھا

شمع[95] سے یک خار در پیراہن فانوس تھا

حاصل الفت نہ دیکھا جز شکست آرزو

دل بہ دل پیوستہ گویا یک لب افسوس تھا

بت پرستی ہے بہار نقش بندی ہائے دہر

ہر صریر خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا

غنچۂ[96] خاطر نے رنگ صد گلستاں گل کیا

گردۂ تصویر گلشن بیضۂ طاؤس تھا

پوچھ مت بیماری غم کی فراغت کا بیاں

جو کہ کھایا خون دل بے منت کیموس تھا

کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں

دست بر سر، سر بہ زانوئے دل مایوس تھا

☆☆

غزل نمبر 60

بس کہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابان خراب

عکس چشم آہوئے رم خوردہ ہے داغ شراب

تیرگی ظاہری ہے طبع موزوں کا نشاں

غافلاں عکس سواد صفحہ ہے گرد کتاب

یک نگاہ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے

ہے رگ یاقوت عکس خط جام آفتاب

ہے عرق افشاں مشی سے ادہم مشکین یار

وقت شب اختر کنی ہے چشم بیدار رکاب

ہے شفق سوز جگر کی آگ کی بالیدگی

ہر یک اختر سے 97 فلک پر قطرۂ اشک کباب

بسکہ شرم عارض رنگیں سے حیرت جلوہ ہے

ہے شکست رنگ گل آئینہ پرداز نقاب

شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا اے اسد

گر گیا بام فلک سے صبح طشت ماہتاب

☆☆

غزل نمبر61

ہے[98] بہاراں میں خزاں پرور خیال عندلیب

رنگ گل آتش کدہ ہے زیر بال عندلیب

عشق کو ہر رنگ شان حسن ہے مد نظر

مصرع سرو چمن ہے حسب حال عندلیب

حیرت حسن چمن پیرا سے تیرے رنگ گل

بسمل آہنگ[99] پریدن ہے بہ بال عندلیب

عمر میری ہو گئی صرف بہار حسن یاد

گردش رنگ چمن ہے ماہ و سال عندلیب

منع مت کر حسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے

بادۂ نظارۂ گلشن حلال عندلیب

ہے مگر موقوف بر وقت دگر کار اسد

اے شب پروانہ و[100] صبح وصال عندلیب

ردیف ت

غزل نمبر 62

جاتا[101] ہوں جدھر سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت

یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے مگر انگشت

مژگاں کی محبت میں جو انگشت نما ہوں

لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت

ہر غنچۂ گل صورت یک قطرۂ خوں ہے

خوباں[102] کا جو دیکھا ہے حنا بستہ سر انگشت

گرمی ہے زباں کی سبب سوختن جاں

ہے شمع شہادت کے لیے سر بسر انگشت

لکھتا ہوں اسد سوزش دل سے سخن گرم

تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت

☆☆

غزل نمبر 63

نیم[103]رنگی جلوہ ہے بزم تجلی زار دوست

شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست

چشم بند خلق جز تمثال خود بینی نہیں

آئنہ ہے قالب خشت در و دیوار دوست

برق خرمن زار گوہر ہے [illegible]ہ تیزیاں

اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمی رفتار دوست

ہے سوا نیزے پہ اس کے قامتِ نوخیز سے

آفتاب صبح محشر ہے گل دستار دوست

اے عدوئے مصلحت[104]چندے بہ ضبط افسردہ رہ

کردنی ہے جمع تاب شوخی دیدار دوست

لغزش مستانہ و جوش تماشا ہے اسد

آتش مے سے بہار گرمی بازار دوست

☆☆

غزل نمبر 64

دود شمع کشتہ گل بزم سامانی عبث

یک شبہ آشفتہ ناز سنبلستانی عبث

ہے ہوس محمل بہ دوش شوخی ساقی مست

نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث

باز ماندن ہائے مژگاں ہے یک آغوش وداع

عید در حیرت سواد چشم قربانی عبث

جز غبار کردہ سیر آہنگی پرواز کو؟

بلبل تصویر دعوائے پر افشانی عبث

سر نوشت خلق ہے طغرائے عجز اختیار

آرزوہا خار خار چین پیشانی عبث

جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موج سراب

وادی حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث

دست برہم سودہ ہے مژگان خوابیدہ اسد

اے دل از کف دادۂ غفلت پیشمانی عبث

غزل نمبر 65

ناز [105] لطف عشق باوصف توانائی عبث

رنگ ہے سنگ محک دعوائے مینائی عبث

نا خل عزیزاں یک قلم ہے نقب زن

پاسبانی طلسم کنج [10] تنہائی عبث

محمل پیمانۂ فرصت ہے بردوش حباب

دعویٔ دریاکشی و نشہ پیمائی عبث

طبع [107] نالاں حامل صد غلبۂ تاثیر ہے

دل کو اے عاشق کشاں تعلیم خارائی عبث

☆☆

ردیف ج

غزل نمبر 66

گلشن[108] میں بند وبست بہ ضبط دگر ہے آج

قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج

معزولی تپش ہوئی افراط انتظار

چشم کشادہ حلقۂ بیرون در ہے آج

حیرت فروش صد نگرانی ہے اضطرار

سر[109] رشتہ چاک جیب کا تار نظر ہے آج

اے عافیت کنارہ کر، اے انتظام چل

سیلاب گریہ دشمن دیوار و در ہے آج

ہوں داغ نیم رنگی شام وصال یار

نور چراغ بزم سے جوش سحر ہے آج

بیتابی110نے کیا سفر سوختن تمام

پیراہن خسک میں غبار شرر ہے آج

تا صبح ہے بہ منزل مقصد رسیدنی

دود چراغ خانہ غبار سفر ہے آج

دور اوفتادۂ چمن فکر ہے اسد

مرغ خیال بلبل بے بال و پر ہے آج

☆☆

غزل نمبر 67

جنبش گلبرگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج

حَبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج

شاخ گل جنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس

طفل شوخ غنچۂ گل بسکہ ہے وحشت مزاج

سیر ملک حسن کر، میخانہا ندر خمار

چشم مست یار سے ہے گردن مینا پہ باج

گریہ ہائے بیدلاں گنج شرر در آستیں

قہرمان عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج

ہے سواد چشم قربانی میں یک عالم مقیم

حسرت فرصت نے بخشا بسکہ حیرت کو رواج

اے اسد ہے مستعد شانہ گشتن[111] بہر زلف

پنجۂ مژگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج

☆☆

ردیف چ

غزل نمبر 68

بے دل نہ ناز وحشت جیب دریدہ کھینچ

جوں بوئے غنچہ یک نفس آرمیدہ کھینچ

یک مشت خوں ہے پرتو خور سے تمام دشت

درد طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ

پیچیدگی ہے حامل طومار انتظار

پائے نظر بہ دامن شوق دویدہ کھینچ

برق بہار سے ہوں میں پادر حنا ہنوز

اے خار دشت دامن شوق رسیدہ کھینچ

بیخود بہ لطف چشمک عبرت ہے چشم صید

یک داغ حسرت نفس نا کشیدہ کھینچ

بزم نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں

فرش طرب بہ گلشن نا آفریدہ کھینچ

دریا بساط دعوت سیلاب ہے اسد

ساغر بہ بارگاہ دماغ رسیدہ کھینچ

☆☆

غزل نمبر 69

قطع سفر ہستی و آرام فنا ہیچ

رفتار نہیں بیشتر از لغزش پا ہیچ

حیرت ہمہ اسرار پہ مجبور خموشی

ہستی نہیں جز بستن پیمان وفا ہیچ

تمثال گداز آئنہ ہے عبرت بینش

نظارہ تحیر چمنستان بقا ہیچ

گلزار دمیدن، شرر ستان رمیدن

فرصت تپش و حوصلۂ نشو و نما ہیچ

آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے

ہستی میں نہیں شوخی ایجاد صدا ہیچ

کس بات پہ مغرور ہے اے عجز تمنا

سامان دعا وحشت و تاثیر دعا ہیچ

آہنگ اسد میں نہیں جز نغمۂ بیدل

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

☆☆

غزل نمبر 70

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ

اگر شراب نہیں، انتظار ساغر کھینچ

کمال گرمی سعی تلاش جلو [112] نہ پوچھ

برنگ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ

نہ کہہ کہ طاقت رسوائی وصال نہیں

اگر یہی عرق فتنہ ہے مکرر کھینچ

تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل

کیا ہے کس نے اشارہ کہ ناز بستر کھینچ

جنون آئنہ مشتاق یک تماشا ہے

ہمارے صفحے پہ بال پری سے مسطر کھینچ

بہ نیم غمزہ ادا کر حق ودیعت ناز

نیام پردۂ زخم جگر سے خنجر کھینچ

مرے قدح میں ہے صہبائے آتش پنہان

بروئے سفرہ کباب دل سمندر کھینچ

تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس

بکوری دل و چشم رقیب ساغر کھینچ

خمار منت ساقی اگر یہی ہے اسد

دل گداختہ کے میکدے میں ساغر کھینچ

ردیف ح

غزل نمبر71

دعویٔ عشق بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح

ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح

ساق گلرنگ سے اور آئنۂ زانو سے

جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہ داماں گل و صبح

وصل آئینہ رخاں ہم نفس یک دیگر

ہیں دعاہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح

آئنہ خانہ ہے صحن چمنستاں تجھ سے 113

بسکہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح

زندگانی نہیں بیش از نفس چند اسد

غفلت آرامی یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح

☆☆

ردیف د

غزل نمبر 72

بسکہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد

ہے غلاف دفچۂ خورشید بریک گردباد

طرفہ موزونی ہے صرف جنگجوئی ہائے یار

ہے سر مصرا ف تیغ خنجر مستزاد

ہاتھ آیا زخم تیغ یار پہلو نشیں

کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد

کیجے آہوئے ختن کو خضر صحرائے طلب

مشک ہے سنبلستان زلف میں گردسواد

ہم نے سوز خم جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی

گل ہوا ہے ایک زخم سینہ پر خواہان داد

بسکہ ہیں در پردہ مصروف سیہ کاری تمام

آستر ہے خرقۂ زہاد کا صوف مداد

تیغ در کف، کف بلب، آتا ہے قاتل اس طرف

مژدہ باد اے آرزوئے مرگ غالب مژدہ باد

☆☆

غزل نمبر 73

تو پست فطرت اور خیال بسا بلند

اے طفل خود معاملہ قد سے عصا بلند

انی جز آمد و رفت نفس نہیں

ہے کوچہ ہائے نَے میں غبار صدا بلند

رکھتا ہے انتظار تماشائے حسن دوست

مژگان باز ماندہ سے دست دعا بلند

موقوف کیجیے یہ تکلف نگاریاں

ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگ حنا بلند

قربان اوج ریزی چشم حیا پرست

یک آسماں ہے مرتبۂ پشت پا بلند

ہے دلبری کمینگر ایجاد یک نگاہ

کار بہانہ جوئی چشم حیا بلند

بالیدگی نیاز قد جاں فزا اسد

در ہر نفس، بقدر نفس، ہے قبا بلند

☆☆

غزل نمبر 74

حسرت دستگہ وپائے تحمل تاچند

گردن، خط پیمانۂ بے مُل تاچند

ہے گلیم سیہ بخت پریشاں کاکل

موئنہ بافتن ریشۂ سنبل تاچند

کوکب بخت بجز روزن دود نہیں

عینک چشم جنوں حلقۂ کاکل تاچند

چشم بے خون دل ودل تہی از جوش نگاہ

بزباں عرض فسون ہوس گُل تاچند

بزم داغ طرب وباغ کشادپررنگ

شمع وگل تاکے وپروانہ وبلبل تاچند

نالہ دام ہوس ودرد اسیری معلوم

شرح برخود غلطی ہائے تحمل تاچند

جوہر آئنہ فکر سخن موئے دماغ

عرض حسرت پس زانوئے تامل تاچند

سادگی ہے عدم قدرت ایجاد غنا

ناکسی! آئنۂ ناز توکل تاچند

اسد خستہ گرفتار دو عالم اوہام

مشکل آساں کن یک خلق! تغافل تاچند

غزل نمبر 75

بہ کام دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد

ہوئی ہے لغزش پالکنت زباں فریاد

کمال بندگی گل ہے رہن آزادی

زدست مشت پر خار آشیاں فریاد

نوازش نفس آشنا کہاں، ورنہ

برنگ نَے ہے نہاں در ہر ستخواں فریاد

تغافل آئنہ دار خموشی دل ہے

ہوئی ہے محو بہ تقریب امتحاں فریاد

ہلاک بے خبری نغمۂ وجود و عدم

جہاں و اہل جہاں سے جہاں جہاں فریاد

جواب سنگدلی ہائے دشمناں، ہمت

از دست[114] شیشگی طبع دوستاں فریاد

ہزار آفت و یک جان بے نوائے اسد

خدا کے واسطے اے شاہ بے کساں فریاد

☆☆

غزل نمبر 76

حُسن[115] غمزے کی کشاکش سے چھُٹا میرے بعد

با آ ام سے ہیں اہل جفا میرے بعد

منصب شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا

ہوئی معزولی انداز و ادا میرے بعد

شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے ھواں اُٹھتا ہے

شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

خوں ہے دل خاک میں احوال بتاں پر یعنی

اُن کے ناخن ہوئے محتاج حنا میرے بعد

در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا

نگہ ناز ہے سُرمے سے خفا میرے بعد

ہے جنوں اہل جنوں کے لیے آغوش وداع

چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگن عشق

ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد

غم سے مرتا ہوں کہ اتنا نہیں دنیا میں کوئی

کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد

تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ116

متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد

آئے ہے بیکسی عشق   ونا غالب

کس کے گھر جائے گا سیلاب بلا میرے بعد

ردیف ر

غزل نمبر 77

بلا سے ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار

نگاہ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار

جنون اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ

کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار

نہیں ہے سایہ کہ سُن کر نوید مقدم یار

گئے ہیں چند قدم پیشتر در و دیوار

کیا ہے تو نے مئے جلوہ کس قدر ارزاں

کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار

جو ہے تجھے سر سودائے انتظار تو آ

کہ ہیں دکان متاع نظر در و دیوار

ہجوم گریہ کا سامان کب کیا میں نے

کہ گر پڑے نہ مرے پاؤں پر در و دیوار

وہ آ رہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے

ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار

نہ پوچھ بے خودی عیش مقدم سیلاب

کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار

نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی

ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار

نہ کہہ کسو سے کہ غالب نہیں زمانے میں

حریف راز محبت مگر در و دیوار

غزل نمبر 78

شیشۂ 117 آتشیں رخ پُر نور

عرق از خط چکیدہ روغن مور

بسکہ ہوں بعد مرگ بھی نگراں

مردمک سے ہے خال بر لب گور

بار لاتی ہے دانہ ہائے سرشک

مژے سے 118 ریشۂ انگور

ظلم کرنا گدائے عاشق پر

نہیں شاہان حُسن کا دستور

دوستو مجھ ستم رسیدہ سے

دشمنی ہے وصال کا مذکور

زندگانی پہ اعتماد غلط

ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور

کیجے جوں اشک اور قطرہ زنی

اے اسد ہے ہنوز دلی دور

☆☆

غزل نمبر 79

بسکہ[119] مائل ہے وہ رشک ماہتاب آئینے پر

ہے نفس تار شعاع آفتاب آئینے پر

گشت جادہ پیمائے رہ حیرت کہاں

غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر

بد گماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری

بے دلوں کو ہے برات اضطراب آئینے پر

ناز خود بینی کے باعث خونی صد بے گناہ

جوہر شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر

سدّ اسکندر رہو از بہر نگاہ گُل رخاں[120]

گر کرے یوں امر نہی بو تراب آئینے پر

دل کو توڑا جوش بیتابی سے غالب کیا کیا؟

رکھ دیا پہلو بہ وقت اضطراب آئینے پر

☆☆

غزل نمبر 80

نہیں بند زلیخا بے تکلف ماہ کنعاں پر

سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں[121] پر

لرزتا ہے مرا دل زحمت مہر درخشاں پر

میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خار بیاباں پر

دل خونیں جگر بے صبر و فیض عشق مستغنی

الٰہی یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر

فنا تعلیم درس بیخودی ہوں اُس زمانے سے

کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوار دبستاں پر

فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویش مرہم سے

بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمکداں پر

نہیں اقلیم الفت میں کوئی طومار ناز ایسا

کہ پشت چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر

مجھے اب دیکھ کر ابر شفق آلودہ یاد آیا

کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر

بجز پرواز شوق ناز کیا باقی رہا ہو گا

قیامت اک ہوائے تند ہے خاک شہیداں پر

اسد !اے بے تحمل، عربدہ بے جا ہے ناصح سے

آخر بے کسوں کا زور چلتا ہے گریباں پر

☆☆

غزل نمبر81

صفائے حیرت آئینہ ہے سامان زنگ آخر

آ   برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر

خط نوخیز نیل چشم زخم صافی عاض

لیا آئینے نے حرز پر طوطی بچنگ آخر

ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہائے دل چاہے

ہوا مہ کثرت سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر

تڑپ کر مر گیا وہ صید بال افشاں کہ مضطر تھا

ہوا ناسور چشم تعزیت چشم خدنگ آخر

لکھی یاروں کی بدمستی نے میخانے کی پامالی

ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے باران سنگ آخر

اسد پردے میں بھی آہنگ شوق یار قائم ہے

نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر

غزل نمبر 82

بینش[122] بسعی ضبط جنوں نو بہار تر

دل در گداز نالہ بہ کاہ آبیار تر

تل بہ عزم ناز و دل از زخم در گداز

شمشیر آب در نگاہ آب دار تر

ہے کسوت عروج تغافل کمال حسن

چشم سیہ بہ مرگ نگہ گوار تر

سعی خرام کاوش ایجاد جلوہ ہے

جوش چکیدن عرق آئینہ کار تر

ہر گردباد حلقۂ فتراک بے خودی

مجنون دشت عشق تحیر شکار تر

اے چرخ! خاک بر سر تعمیر کائنات

لیکن بنائے عہدِ وفا استوار تر

آئینہ داغ حیرت و حیرت شکنج یاس

سیماب بے قرار و اسد بے قرار تر

☆☆

غزل نمبر 83

دیا یاروں نے بیہوشی میں درماں کا فریب آخر

ہُوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر

ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں

تکلف بر طرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر

رگِ گل جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے

ملیں گے منزلِ الفت میں ہم ر عندلیب آخر

غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قرارانہ

نیاز بال افشانی ہوا صبر و شکیب آخر

اسد کی طرح میری بھی بغیر از صبحِ رخساراں

ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب آخر

☆☆

غزل نمبر 84

فسوں[123] یک دلی ہے لذت بیداد دشمن پر

وجد برق چوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر

خار خار التماس بے قراری ہے

کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشت سوزن پر

برنگ کاغذ آتش زدہ، نیرنگ بے تابی

ہزار آئینہ دل باندھا ہے بال یک تپیدن پر

میں اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن کہ رکھتا ہے

شعاع مہر سے تہمت نگہ کی چشم روزن پر

یہ کیا وحشت ہے؟ اے دیوانہ پیش از مرگ واویلا

رکھی بے جا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر

اسد بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا ہے

کہ مشق ناز کر، خون تمنا[124] میری گردن پر

☆☆

ردیف ز

غزل نمبر 85

حسن خود آرا کو ہے مشق تغافل ہنوز

ہے کف مشاطہ میں آئینۂ گل ہنوز

سادگی یک خیال، شوخی صد رنگ نقش

حیرت آئینہ ہے جیب تامل ہنوز

سادہ و پر کار تر، غافل و ہشیار تر

مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز

ساقی و تعلیم رنج، محفل و تمکیں گراں

سیلی استاد ہے ساغر بے مُل ہنوز

شغل ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر

شاخ گل نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز

دل کی صدائے شکست، ساز طرب ہے اسد

شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز

☆☆

غزل نمبر86

بیگانہ125وفا ہے ہوائے چمن ہنوز

سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہ کن ہنوز

یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگا کا

ہے ربط مشک و داغ سواد ختن ہنوز

جوں جادہ سر بکوئے تمنائے بے دلی

زنجیر پا ہے رشتہ حب الوطن ہنوز

ہے ناز مفلساں زر از دست رفتہ پر

ہوں گل فروش شوخی داغ کہن ہنوز

میں دور گرد قرب بساط نگاہ تھا

بیرون دل نہ تھی تپش انجمن ہنوز

تھا مجھ کو خار خار جنون وفا اسد

سوزن میں تھا نہفتہ گل پیرہن ہنوز

☆☆

غزل نمبر 87

چاک گریباں کو ہے ربط تامل ہنوز

میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز

دل میں ہے سودائے لف مست تغافل ہنوز

ہے مژہ خواب ناک ریشۂ سنبل ہنوز

پرورش نالہ ہے وحشت واز سے

ہے تہ بال پری بیضۂ بلبل ہنوز

عشق کمیں گاہ درد، وحشت دل دور گرد

دام تہ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز

لذت تقریر عشق پردگی گوش دل

جوہر افسانہ ہے عرض تحمل ہنوز

آئنۂ امتحاں نذر تغافل اسد

شش جہت اسباب ہے وہم توکل ہنوز

☆☆

غزل نمبر 88

میں[126] ہوں سراب یک تپش آموختن ہنوز

زخم جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز

اے شعلہ فرصتے کہ سویدائے دل سے ہوں

کشت سپند صد جگر اندوختن ہنوز

فانوس شمع ہے کفن کشتگان شوق

در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز

مجنوں!فسون شعلہ خرامی فسانہ ہے

ہے شمع جادہ داغ نیفروختن ہنوز

کُو یک شرر؟ کہ ساز چراغاں کروں اسد

بزم طرب ہے پردگی سوختن ہنوز

☆☆

غزل نمبر 89

حریف[127] مطلب مشکل نہیں فسونِ نیاز

قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز!

نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود

ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز

فریب صنعت ایجاد کا تماشا دیکھ

نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز

وصال، جلوہ تماشا ہے، پھر دماغ کہاں

کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرواز

ہنوز اے اثر دید[128] ننگ رسوائی

نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز

اسد سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے

کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز

☆☆

غزل نمبر 90

نہ گلِ نغمہ ہوں، نہ پردۂ ساز

میں ہوں اپنی شکست کی آواز

تو اور آرائشِ خمِ گیسو[129]

میں اور اندیشہ ہائے[130] دور و دراز

لافِ تمکیں فریبِ سادہ دلی

ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز

ہوں گرفتارِ اُلفتِ صیاد

ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اُس ستمگر سے

ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز

نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں

جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز

اے ترا غمزہ، یک قلم انگیز

اے ترا ظلم سر بسر انداز

تُو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو

ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز[131]

یا[132] علی! یک نگاہ سوئے اسد

میں غریب اور تو غریب نواز

غزل نمبر91

گُو بیابان تمناو کجا جولان عجز

آبلے پا کے ہیں یاں رفتار کو دندان عجز

ہو قبول کم نگاہی تحفۂ اہل نیاز

اے دل واے جان ناز ے دین واے ایمان عجز

حسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز

عشق نے واکی ہے ہر ایک خا سے مژگان عجز

اضطراب نارسائی موجد133شرمندگی

ہے عرق ریزی خجلت جوشش طوفان عجز

وہ جہاں مسند نشین بارگاہ ناز ہو

قامتِ خوباں ہو محراب نیازستان عجز

بسکہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسد

گردباد اس راہ کا ہے عقدۂ پیمان عجز

☆☆

غزل نمبر 92

داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز

خلوت سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز

ہے سیل سے خُو کردۂ دیدار ہنوز

دور بیں درزد ہے رخنۂ دیوار ہنوز

وسعت سعی کرم دیکھ کہ سر تا سر خاک

گزرے ہے آبلہ پا ابر گہر بار ہنوز

یک قلم کاغذ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت

نقشِ پا میں ہے تپ گرمی رفتار ہنوز

آئی یک عمر سے معذور تماشا نرگس

چشم شبنم میں نہ ٹوٹا مژہ خار ہنوز

کیوں ہوا تھا طرف آبلۂ پا یارب!

جادہ ہے واشدن پیچش طومار ہنوز

ہوں خموشی چمن حسرت دیدار اسد

مژہ ہے شانہ کش طرۂ گفتار ہنوز

☆☆

غزل نمبر 93

نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دل مور ہنوز

تب سے ہے یاں دہن یار کا مذکور ہنوز

ہ ہے نوک زبان دہن گور ہنوز

حسرت عرض تمنا میں ہوں رنجو ہنوز

صد تجلی کدہ ہے صرف جبین غربت

پیر ہن میں ہے غبار طور ہنوز

زخم دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکان نگار

جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز

پا پُر از آبلہ راہ طلب مے میں ہوا

ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز

گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی

اے اسد تیرگی بخت سیہ ظاہر ہے

نظر آتی نہیں صبح شب دیجور ہنوز

ردیف س

غزل نمبر 94

حاصل[134] دل بستگی ہے عمرِ کوتاہ اور بس

وقف عرضِ عقد ہائے متصل تار نفس

کیوں نہ طوطی طبیعت نغمہ [illegible]ائی کرے

باندھتا ہے رنگ گل آئینہ بر[135] چاک قفس

اے ادا فہماں[136]! صدا ہے تنگی فرصت سے خوں

ہے بصحرائے تحیر چشم قربانی جرس

تیز تر ہوتا ہے خشم تند خویاں عجز سے

ہے رگ سنگ فسان تیغ شعلہ خار و خس

سختی راہ محبت منع دخل غیر ہے

پیچ و تاب جادہ ہے یاں جوہر تیغ عسس

اے اسد خود ہم اسیر رنگ و بوئے باغ ہیں

ظاہرا صیاد ناداں ہے گرفتار ہوس

☆☆

غزل نمبر 95

دشت الفت میں ہے خاک کشتگاں محبوس و بس

پیچ و تاب جادہ ہے خط کف افسوس و بس

تنگی ہائے شمع محفل خوباں سے ہے

پیچک مہ صرف چاک پردۂ فانوس و بس

ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں

کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس

کفر ہے غیر از گداز[137] شوق رہبر خواستن

راہ صحرائے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس

اے[138] اسد گل تختۂ مشق شگفتن ہو گئے

غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس

☆☆

غزل نمبر 96

کرتا ہے بہ یاد بت رنگیں دل مایوس

نگ ز نظر رفتہ حنائے کف افسوس

تھا خواب میں کیا جلوہ نظر جوش و زلیخا

ہے بالش دل سوختگاں میں پر طاؤس

حیرت سے رخ دوست کی بسکہ ہیں بیکار

خور قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس

دریافتن صحبت اغیار، غرض ہے

اے نامہ رساں نامہ رساں چاہیے جاسوس

ہے مشق اسد دستگہ وصل کی منظور

ہوں خاک نشیں از پئے ادراک قدم بوس

☆☆

ردیف ش

غزل نمبر 97

[140]زجوش اعتدال فصل تمکین بہار آتش

بہ انداز حنا ہے رونق دست چنار آتش

نہ لیوے گر خس جوہر طراوت سبزۂ خط سے

لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش

فروغ حسن سے ہوتی ہے حل مشکل عاشق

نکالے[141] ہے زپائے شمع برجاماندہ خار آتش

خیال دود تھا سر جوش سودائے غلط فہمی

اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبار آتش

ہوائے پر فشانی برق خرمن ہائے خاطر ہے

بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زارِ آتش

نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا

بلا گردانِ بے پرواخرامی ہائے یارِ آتش

دھوئیں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا

اسدؔ حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش

غزل نمبر 98

بہ اقلیم سخن ہے جلوۂ گرد سواد آتش

کہ [illegible] دچراغاں سے ہیولائے مداد، آتش

اگر[142] مضمون خاکستر شدن دیباچہ پیرا ہو

نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد آتش

کرے ہے لطف انداز برہنہ گوئی خوباں

ز[143]وابالیدن مضمون سطر شعلہ یاد آتش

دیا داغ جگر کو آہ نے رنگ اور شگفتن کا

نہ ہو بالیدہ غیر از جنبش دامان باد آتش

اسد[144] قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو

شرار سنگ بت ہی در بنائے اعتقاد آتش

☆☆

ردیف ع

غزل نمبر 99

جادۂ رہ خور کو وقت شام ہے تار شعاع

چرخ وا کرتا ہے ماہ نو سے آغوش وداع

شمع سے ہے بزم انگشت تحیر در دہن

شعلۂ آواز خوباں پر بہ ہنگام سماع

جوں پر طاؤس جوہر تختہ مشق رنگ ہے

بسکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محو اختراع

رنجش حیرت سرشتاں سینہ صافی پیشکش

جوہر آئینہ ہے یاں گرد میدان نزاع

چار سوئے دہر میں بازار غفلت گرم ہے

ورنہ145 نقصان تصور ہے خیال انتفاع

آشنا غالب نہیں ہیں درد دل کے آشنا

ورنہ کس کو میرے افسانے کی تاب استماع

☆☆

غزل نمبر 100

رخ نگار سے ہے سوز جاودانی شمع

ہوئی ہے آتش گل آب زندگانی شمع

اہل زباں میں ہے مرگ خاموشی

یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانی شمع

کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام

بہ طرز اہل فنا ہے فسانہ خوانی شمع

غم اس کو حسرت پرواز کا ہے اے شعلہ

ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانی شمع

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے

بہ جلوہ ریزی باد و بہ پرفشانی شمع

نشاط داغ غم عشق کی بہار نہ پوچھ

شگفتگی ہے شہید گل خزانی شمع

جلے ہے دیکھ کے بالین یار پر مجھ کو

اسد ہے دل پہ مرے داغ بد گمانی شمع

☆☆

ردیف غ

غزل نمبر101

عشاق اشک چشم سے دھوویں ہزار داغ

دیتا ہے اور جوں گل و شبنم بہار داغ

جوں چشم باز ماندہ ہے ہر یک بسوئے دل

رکھتا ہے داغ تازہ کا یاں انتظار داغ

بے لالہ عارضاں مجھے گلگشت باغ میں

دیتی ہے گرمی گل و بلبل ہزار داغ

جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مہر سے

یوں عاشقوں میں ہے سبب اعتبار داغ

ہوتے ہیں نیست جلوۂ خور سے ستارگاں

دیکھ اُس کو دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ

در146عالم تصور روئے بتاں اسد

دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار داغ

☆☆

غزل نمبر 102

بلبلوں[147] کو دور سے کرتا ہے منع بار باغ

ہے زبان پاسباں خار سر دیوار باغ

آیا جو چمن بیتاب استقبال ہے

جنبش موج صبا ہے شوخی رفتار باغ

میں ہمہ حیرت جنوں بیتاب دوران خمار

مردم چشم تماشا نقطۂ پر رباغ

آتش رنگ رخ ہر گل کو بخشے ہے فروغ

ہے دم سرد صبا سے گرمی بازار باغ

کون گل سے ضعف و خاموشی بلبل کہہ سکے

نے زبان غنچہ گویا نے زبان خار باغ

جوش گل کرتا ہے استقبال تحریر اسد

زیر مشق شعر، ہے نقش از پئے احضار باغ

☆☆

ردیف ف

غزل نمبر 103

نامہ[148] بھی لکھتے ہو تو بہ خط غبار حیف

رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت ہزار حیف

بیم رقیب سے نہیں کرتے وداع ہوش

مجبوریاں تلک ہوئے اے اختیار حیف

تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز

گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار حیف

بیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی

تھا محمل نگاہ بہ دوش شرار حیف

ہیں میری مشت خاک سے اُس کو کدورتیں

پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار حیف

بنتا اسد میں سرمۂ چشم رکاب یار

آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار حیف

☆☆

غزل نمبر 104

عیسی[149] مہرباں ہے شفا ریز یک طرف

آفریں ہے طبع الم خیز یک طرف

سنجیدنی ہے ایک طرف رنج کو کن

خواب گران خسرو پرویز یک طرف

خرمن بباد دادۂ دعوے ہیں، ہو سو ہو

ہم اک[150] طرف ہیں برق شرر بیز یک طرف

ہر مو بدن پہ شہپر پرواز ہے مجھے

بے تابی دل تپش انگیز یک طرف

یک جانب اے اسد شب فرقت کا بیم ہے

دام ہوس ہے زلف دلاویز یک طرف

☆☆

ردیف ک

غزل نمبر 105

زخم[151] پر باندھے ہیں کب طفلان بے پروا نمک

کیا مزہ ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

گرد راہ یار ہے سامان ناز زخم دل

ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک

یاد ہیں اے ہمنشیں وہ دن کہ وجد ذوق میں

زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک

شور جولاں تھا کنار بحر پر کس کا؟ کہ آج

گرد ساحل ہے بزخم موجۂ دریا نمک

مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو

نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

داد دیتا ہے مرے زخم جگر کی، واہ وا

یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک

چھوڑ کر جانا تن مجروح عاشق حیف ہے

دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگیں ہیں اعضا نمک

س عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسد

زور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا152 کا نمک

غزل نمبر 106

آہ[153] کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک

عاشقی صبر طلب، اور تمنا بے تاب

دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہوتے تک

تا قیامت شب فرقت میں گزر جائے گی عمر

سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے، لیکن

خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک

پر تو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم

میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک

یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل

می بزم ہے اک رقص شرر ہوتے تک

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک

☆☆

غزل نمبر 107

آئے[154] ہیں پارہ ہائے جگر درمیان اشک

لایا ہے لعل بیش بہا کاروان اشک

کرے ہے جنبش مژگاں سے مدعا

طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبان اشک

میں وادی طلب میں ہوا جملہ تن عرق

از بسکہ صرف قطرہ زنی ہے بسان اشک

دل خستگاں کو ہے طرب صد چمن بہار

باغ بخوں تپیدن و آب روان اشک

در[155] حال انتظار قدوم بتاں اسد

ہے بر سر مژہ، نگراں، دیدبان اشک

☆☆

ردیف گ

غزل نمبر 108

گر تجھ کو ہے یقین اجابت، دعا نہ مانگ

یعنی، بغیر یک دل بے مدعا نہ مانگ

اے[156] آرزو شہید وفا خوں بہا نہ مانگ

جز بہر دست و بازوئے قاتل دعا نہ مانگ

گستاخی وصال ہے مشاطۂ نیاز

یعنی دعا بجز خم زلف دوتا نہ مانگ

برہم ہے بزم غنچہ بہ یک جنبش نشاط

کاشانہ بسکہ تنگ ہے، غافل ہوا نہ مانگ

عیسیٰ! طلسم حسن تغافل ہے زینہار

جز پشت چشم نسخۂ عرض دوا نہ مانگ

میں دور گرد عرض رسوم نیاز ہوں

دشمن سمجھ ولے نگہ آشنا نہ مانگ

نظارہ دیگر و دل خونیں نفس دگر

آئینہ دیکھ جوہر برگ حنا نہ مانگ

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد

مجھ سے حساب بے گنہی اے خدا نہ مانگ

یک بخت 157 اوج نذر سبک ساری اسد 158

سر پر وبال سایۂ بال ہما نہ مانگ

☆☆

ردیف ل

غزل نمبر 109

بدر[159] ہے آئینۂ ق ہلال

غافلاں! نقصان سے پیدا ہے کمال

ہے بہ یاد زلف مشکیں سال وماہ

روز روشن شام آنسوئے خیال

بسکہ ہے اصل دمیدن ہا غبار

ہے نہال شکوۂ ریحاں سفال

صافیٔ رخسار سے ہنگام شب

عکس داغ شب ہوا عارض پہ خال

نور[160] حیدر سے ہے اس کی روشنی

ورنہ ہے خورشید یک دست سوال

شور حشر اُس فتنہ قامت کے حضور

سایہ آسا ہو گیا ہے پائمال

ہو جو بلبل پیرو فکر اسد

غنچۂ[161] منقار گُل ہو زیر بال

☆☆

غزل نمبر 110

ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل

جوں زلف یار ہوں میں سراپا شکستہ دل

ہے سرنوشت میں رقم وا شکستگی

ہوں جوں خط شکستہ بہر جا شکستہ دل

امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں

ہے چشم اشک ریز سے دریا شکستہ دل

ناسازی نصیب و درشتی غم سے ہے

امید ناامید و تمنا شکستہ دل

ہے سنگ ظلم چرخ سے میخانے میں اسد

صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل

☆☆

غزل نمبر111

ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشت خیال

اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال

نفس پرورده گلشن، کس ہوائے بام کا

طوق قمری میں ہے سرو باغ ریحان سفال

ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخم دل پر رحم کر

آخر اس پردے میں تو ہنستی ہے صبح وصال

بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں؟

جلوۂ خورشید سے ہے گرم پہلوئے ہلال

شکوہ درد و درد داغ، اے بے وفا معذور رکھ

خوں بہائے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال

عرض درد بے وفائی وحشت اندیشہ ہے

خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبان شکوہ لال

اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسد

مال سُنّی کو مباح اور خون صوفی کو حلال

☆☆

غزل نمبر 112

بہرِ عرضِ حالِ شبنم، ہے رقم ایجادِ گل

ظاہرا ہے اس چمن میں لالِ مادر زاد، گل

کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل

غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد، گل

گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روئے یار کو

شمع ساں ہو جائے قطّ خا   بہزاد، گل

دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا

شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشادِ گل

سعیِ عاشق ہے فروغ افزائے آب روئے کار

ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل

ہے تصور صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار

لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آبادِ گل

گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جائے ہے

غنچۂ پیکان شاخ ناوک صیاد گل

برق سامان نظر ہے جلوۂ بیباک حسن

شمع خلوت خانہ کیجے، ہر چہ بادا باد گل

خاک ہے عرض بہار صد نگارستاں اسد

آرزوئیں[162] کرتی ہیں از خاطر آزاد گل

غزل نمبر 113

گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ دل

چمن سرمایۂ بالیدن صدرنگ دل

بے دلوں سے ہے تپش جوں خواہش آب از سراب

ہے شرر معلوم[163] اگر رکھتا ہووے سنگ دل

رشتۂ فہمید ممسک ہے بہ بند کو تہی

عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیال تنگ دل

ہوں زپاافتادۂ انداز یاد حسن سبز

کس قدر ہے نشہ فرسائے خمار بنگ دل

شوق بے پروا کے ہاتھوں مثل ساز نادرست

کھینچتا ہے آج نالے خارج آہنگ دل

اے اسد خامُش ہے طوطی شکر گفتار طبع

ظاہر ارکھتا ہے آئینہ اسیر زنگ دل

☆☆

ردیف م

غزل نمبر 114

ثر کمندی فریاد نارسا معلوم
غبار نالہ کمیں گاہ مدعا معلوم

بقدر حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے
وگرنہ خانۂ آئینہ کی معلوم

بہ نالہ حاصل دل بستگی فراہم کر
متاع خانۂ زنجیر جز صدا معلوم

بہار در گرو غنچہ شہر جولاں ہے
طلسم ناز بجز تنگی قبا معلوم

طلسم خاک کمیں گاہ یک جہاں سودا
بہ مرگ تکیۂ آسائش فنا معلوم

تکلف آئنۂ دوجہاں مدارا ہے
سُراغ یک نگہ قہر آشنا معلوم

اسد فریفتۂ انتخاب طرز جفا

وگرنہ دلبری وعدۂ وفا معلوم

☆☆

غزل نمبر 115

ازاں جا کہ حسرت کش یار ہیں ہم

رقیب تمنائے دیدار ہیں ہم

رسیدن گل باغ واماندگی ہے

عبث محفل آرائے رفتار ہیں ہم

نفس ہو نہ معزول شعلہ درودن

کہ ضبط تپش سے شرربار ہیں ہم

تغافل کمیں گاہ وحشت شناسی

تماشائے گلشن، تمنّائے چیدن

بہار آفرینا! گنہگار ہیں ہم

نہ ذوق گریباں، نہ پروائے داماں

نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم

اسد! شکوہ کفر و دعا ناسپاسی

ہجوم تمنا سے لاچار ہیں ہم

☆☆

غزل نمبر 116

بسکہ ہیں بد مست بشکن بشکن میخانہ ہم

ئے شیشہ کو سمجھتے ہیں خط پیمانہ ہم

غم نہیں ہوتا ہے آزاد ں کو بیش از یک نفس

برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم

بسکہ ہر یک موئے زلف افشاں سے ہے تار شعاع

پنجۂ خورشید کو سمجھے ہیں دست شانہ ہم

نقش 164 بند خاک ہے موج از فروغ ماہتاب

سیل سے فرش کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم

مشق از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزار خیال

آشنا تعبیر خواب سبزۂ بیگانہ ہم

فرط بیخوابی سے ہیں شبہائے ہجر یار میں

جوں زبان شمع داغ گرمی افسانہ ہم

جانتے ہیں جوشش سودائے زلف یار میں

سنبل بالیدہ کو موئے سر دیوانہ ہم

بسکہ وہ چشم و چراغ محفل اغیار ہے

چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمع ماتم خانہ ہم

شام[165] غم میں سوز عشق شمع رویاں سے اسد

جانتے ہیں سینۂ پر خوں کو زنداں خانہ ہم

غزل نمبر 117

جس دم کہ جادہ وار ہو تار نفس تمام

پیمائش زمین رہ عمر بس تمام

بے صدا کہ الفت گمگشتگاں سے آہ

ہے سرمہ گردہ بہ گلوئے جرس تمام

ڈرتا ہوں کوچہ گردی بازار عشق سے

ہیں خار راہ جوہر تیغ عسس تمام

اے بال اضطراب کہاں تک فسردگی

یک پرزدن تپش میں ہے کار قفس تمام

گذرا جو آشیاں کا تصور بہ وقت بند

مژگان چشم دام ہوئے خار و خس تمام

کرنے نہ پائے ضعف سے شور جنوں اسد

اب کی بہار کا یونہی گزرا برس تمام

☆☆

غزل نمبر 118

رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم

شعلہ اندر سمندر بلکہ آتش خانہ ہم

حسرت عرض تمنایاں سے سمجھا چاہیے

دو جہاں شر زبان خشک ہیں جوں شانہ ہم

کشتی عالم بہ طوفان تغافل دے کہ ہیں

عالم آب گداز جوہر افسانہ ہم

وحشت بے ربطی پیچ و خم ہستی نہ پوچھ

ننگ بالیدن ہیں جوں موئے سر دیوانہ ہم

باوجود یک جہاں ہنگامہ پر موہوم ہیں

ہیں چراغان شبستان دل پروانہ ہم

☆☆

ردیف ن

غزل نمبر 119

خوش وحشتے[166] کہ عرضِ جنونِ فنا کروں

جوں گردِ راہ، جامۂ ہستی قبا کروں

گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلہ کروں

موجِ غبار سے پر یک دشت وا کروں

آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے

دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں

خوش اوفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار

جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں

صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک

درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں

وہ بے دماغ منت اقبال ہوں کہ میں

وحشت بہ داغ سایۂ بال ہما کروں

وہ التماس لذت بیداد ہوں کہ میں

تیغ ستم کو پشت خم التجا کروں

وہ راز نالہ ہوں کہ بشرح نگاہ عجز

افشاں غبار سرمہ سے فرد صدا کروں

لوں وام بخت خفتہ سے یک خواب خوش اسد

لیکن یہ بیم ہے کہاں سے ادا کروں

غزل نمبر 120

غنچۂ[167] ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں

بوسے کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں

پرسشِ طرزِ دلبری کیجیے کیا کہ بِن کہے

اُس کے ہر اک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں

رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے

آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں

بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے

اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں

میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی

سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں

جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکہ ہو رشکِ فارسی

شعرِ اسد کے ایک دو پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں

☆☆

غزل نمبر121

آنسو[168] کہوں کہ آہ سوار ہوا کہوں

ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں

اقبال کلفت دل بے مدعا رسا

اختر کو داغ سایۂ بال ہما کہوں

مضمون وصل ہاتھ نہ آیا مگر اسے

اب طائر پریدۂ رنگ [illegible] کہوں

حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بسوئے دل

ہر تار زلف کو نگہ سرمہ سا کہوں

دزدیدن دل ستم آمادہ ہے محال

مژگاں کہوں کہ جوہر تیغ قضا کہوں

طرز آفرین نکتہ سرائی طبع ہے

آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں

غالب ہے رتبہ فہم تصور سے کچھ پرے

ہے عجز بندگی جو علی کو خدا کہوں

☆☆

غزل نمبر 122

ہم پر کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن

ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذر مستی ایک دن

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں

رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

غرۂ رفعت بنائے عالم امکاں نہ ہو

اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن

نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے

بے صدا ہو جائے گا یہ ساز ہستی ایک دن

دھول دھپّا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں

ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایک دن

☆☆

غزل نمبر 123

طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں

یک فرد نسب نامۂ نیرنگ نکالوں

کُو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو

جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں

دامان شفق طرف نقاب مہ نو سے[169]

ناخن کو جگر کاوی میں بیرنگ نکالوں

کیفیت دیگر ہے فشار دل خونیں

یک غنچہ سے صد خُم مئے گلرنگ نکالوں

پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک

محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں

گر ہو بلد شوق مری خاک کو وحشت

صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں

فریاد اسد غفلت رسوائی دل سے

کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں

☆☆

غزل نمبر 124

سودائے عشق سے دم سرد کشیدہ ہوں

شام خیال زلف سے صبح دمیدہ ہوں

ن سر سے گردش ساغر ہے متصل

خمخانۂ جنوں میں ماغ رسیدہ ہوں

کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف

تسبیح اشک ہائے زمژگاں چکیدہ ہوں

دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سر تپش

مضراب تارہائے گلوئے بریدہ ہوں

ہے جنبش زباں بہ دہن سخت ناگوار

خوں نابۂ ہلاہل حسرت چشیدہ ہوں

جوں بوئے گل ہوں گرچہ گرانبار مشت زر

لیکن اسد بہ وقت گزشتن جریدہ ہوں

☆☆

غزل نمبر 125

کیا ضعف میں امید کو دل تنگ نکالوں

میں خار ہوں آتش میں چبھوں رنگ نکالوں

نے کوچۂ رسوائی و زنجیر پریشاں

اے نالہ میں کس پردے میں آہنگ نکالوں

یک نشو و نما جا نہیں جولان ہوس کو

ہر چند بمقدار دل تنگ نکالوں

یک جلوۂ خورشید خریدار وفا ہو

جوں ذرۂ صد آئینہ بیرنگ نکالوں 170

افسردۂ تمکیں ہے نفس گرمی احباب

پھر شیشے سے عطر شرر سنگ نکالوں

ضعف آئینہ پردازی دست دگراں ہے

تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں

ہے غیرت الفت کہ اسد اُس کی ادا پر

گر دیدہ و دل صلح کریں جنگ نکالوں

☆☆

غزل نمبر 126

خوں[171] در جگر نہفتہ بہ زردی رسیدہ ہوں

خود آشیان طائر رنگ پریدہ ہوں

ہے دست رد بسیر جہاں بستن نظر

پائے ہوس بہ دامن مژگاں کشید ہوں

میں چشم وا کشادہ و گلشن نظر فریب

لیکن عبث کہ شبنم خورشید یدہ ہوں

تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول

اے بے خبر میں نغمۂ چنگ خمیدہ ہوں

پیدا نہیں ہے اصل تگ و تاز جستجو

مانند موج آب زبان بریدہ ہوں

میں بے ہنر کہ جوہر آئینہ تھا عبث

پائے نگاہ خلق میں خار خلیدہ ہوں

میرا نیاز و عجز ہے مفت بتاں اسد

یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں

☆☆

غزل نمبر 127

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں

خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

کسو کو ز خود رستہ کم دیکھتے ہیں

کہ آہو کو پابند رم دیکھتے ہیں

خط لخت دل یک قلم دیکھتے ہیں

مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں

دل آشفتگاں خال کنج دہن کے

سویدا میں سیر عدم دیکھتے ہیں

ترے سرو قامت سے اک قدِّ آدم

قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں

تماشا کر اے محو آئینہ داری

تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں

سراغ تف نالہ لے داغ دل سے

کہ شب رو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب

تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

☆☆

غزل نمبر 128

جوں مردمک چشم سے ہوں جمع نگاہیں

خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں

پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں

جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں

پایا سرہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت

ہیں داغ سے معمور شقایق کی کلاہیں

کس دل پہ ہے عزم صف مژگان خود آرا

آئینے کی پایاب سے اتری ہیں سپاہیں

دیر و حرم آئینۂ تکرار تمنا

واماندگی شوق تراشے ہے پناہیں

یہ مطلع اسد جوہر افسون سخن ہو

گر عرض تپاک جگر سوختہ چاہیں

مطلع

حیرت کش یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں

کھینچوں ہوں سویدائے دل چشم سے آہیں

☆☆

غزل نمبر 129

بقدر[172] لفظ و معنی فکرت احرام گریباں ہیں

و گرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں ہم نمایاں ہیں

وجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر

برنگ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں

بہ وحشت گاہ امکاں اتفاق چشم مشکل ہے

مہ و خورشید باہم ساز یک خو[illegible] پریشاں ہیں

نہ انشا معنی مضموں نہ املا صورت موزوں

عنایت نامہائے اہل دنیا ہزرہ عنواں ہیں

طلسم آفرینش حلقۂ یک بزم ماتم ہے

زمانے کی شب یلدا اسے موئے سر پریشاں ہیں[173]

یہ کس خورشید[174] کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی

کہ مثل ذرہ ہائے خاک آئینے پر افشاں ہیں

اسد بزم تماشا میں تغافل پردہ داری ہے

اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ ہم تصویر عریاں ہیں

☆☆

غزل نمبر 130

جائے کہ پائے سیل بلا درمیاں نہیں

دیوانگاں کو واں ہوس خانماں نہیں

ہم سے ہے چشم تجھے حسرت قبول

برگ حنا مگر مژہ خوں فشاں نہیں

ہر رنگ گردش آئنہ ایجاد درد ہے

اشک سحاب جز بوداع خزاں نہیں

جز عجز کیا کروں بہ تمنائے بے خودی

طاقت حریف سختی خواب گراں نہیں

عبرت سے پوچھ درد پریشانی نگاہ

یہ گرد وہم جز بہ سر امتحاں نہیں

گل غنچگی میں غرقہ دریائے رنگ ہے

اے آگہی فریب تماشا کہاں نہیں

برق بجان حوصلہ آتش فگن اسد

اے دل فسردہ طاقت ضبط فغاں نہیں

☆☆

غزل نمبر131

مرگ شیریں ہو گئ تھی کوہکن کی فکر میں

تھا حریر سنگ سے قطع کفن کی فکر میں

فرصت چشم حیرت ششش جہت آغوش ہے

ہوں پسند آساودع انجمن کی فکر میں

وہ غریب وحشت آباد تسلی ہوں جسے

کوچہ دے ہے زخم دل صبح وطن کی فکر میں

سایۂ گل داغ و جوش نکہت گل موج درد

رنگ کی گرمی ہے تاراج چمن کی فکر میں

فال ہستی خار خار وحشت اندیشہ ہے

شوخی سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں

غفلت دیوانہ 175 جز تمہید آگاہی نہیں

مغز سر خواب پریشاں ہے سخن کی فکر میں

مجھ میں اور مجنوں میں وحشت ساز دعوی ہے اسد

برگ برگ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں

☆☆

غزل نمبر 132

ہے[176] ترحم آفریں آرائش بیدادیاں

اشک چشم دام ہے پروانۂ صیادیاں

گداز موم انداز چکیدن ہائے خوں

نیش زنبور عسل ہے نشتر فصادیاں

ناگوارا ہے ہمیں احسان صاحب دولتاں

ہے زر گل[177] سے نظر میں جوہر فولادیاں

جنبش دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کاروا

کمتریں مزدور سنگیں دست ہے فرہادیاں

قطرہ ہائے خون بسمل زیب داماں ہیں اسد

ہے تماشا کردنی گلچینی جلادیاں

☆☆

غزل نمبر 133

اے نواساز تماشا سر بکف جلتا ہوں میں

اک طرف جلتا ہے دل اور اک طرف جلتا ہوں میں

شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خار جستجو

مدعا گم کردہ ہر سو ہر طرف جلتا ہوں میں

ہے مساس دست افسوس آتش انگیز تپش

بے تکلف آپ پیدا کر کے تف جلتا ہوں میں

ہے تماشا گاہ سوز تازہ ہر یک عضو تن

جوں چراغان دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں

شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح

بے محل اے مجلس آرائے نجف جلتا ہوں میں

☆☆

غزل نمبر 134

فتادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں

برنگ جادہ سر کوئے یار رکھتے ہیں

برہنہ مستیِ صبح بہار رکھتے ہیں

جنون حسرت یک جامہ وار رکھتے ہیں

طلسم مستیِ دل آں سوئے ہجوم سرشک

ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں

ہمیں حریر شرر باف سنگ خلعت ہے

یہ ایک پیرہن زر نگار رکھتے ہیں

نگاہ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ

گزشتگاں اثر انتظار رکھتے ہیں

ہوا ہے گریۂ بے باک ضبط سے تسبیح

ہزار دل پہ ہم اک اختیار رکھتے ہیں

بساط ہیچ کسی میں برنگ ریگ رواں

ہزار دل بہ وداع قرار رکھتے ہیں

جنون فرقت یاران رفتہ ہے غالب

بساں دشت دل پُر غبار رکھتے ہیں

غزل نمبر 135

تن[178] بہ بند ہوس در نہ دادہ رکھتے ہیں

دل[179] ز کار جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں

تمیز زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں

بہ عکس آئنہ یک فرد سادہ رکھتے ہیں

برنگ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم

کہ داغ دل بہ جبین کشادہ رکھتے ہیں

بہ زاہداں رگ گردن ہے رشتۂ زنار

سرے بہ پائے بتے نانہادہ رکھتے ہیں

معاف بیہُدہ گوئی ہیں ناصحان عزیز

دلے بہ دست نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں

برنگ سبزہ عزیزان بد زباں یک دست

ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں

زمانہ سخت کم آزار ہے بجان اسد

وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں

☆☆

غزل نمبر 136

بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور مَلتے ہیں

چراغان تماشا چشم صد ناسور مَلتے ہیں

رہا جرم سے میں بے قرار داغ ہم طرحی

سمندر کو پر پروانہ سے کافور مَلتے ہیں

چمن نامحرم آگاہی دیدار خوباں ہے

سحر گلہائے نرگس چند چشم ر مَلتے ہیں

کجا جو ہر چہ عکس خط بتاں وقت خود آرائی

دل آئینہ زیر پائے خیل مور مَلتے ہیں

تماشائے بہار آئینۂ پرداز تسکیں ہے

کف گلبرگ سے پائے دل رنجور مَلتے ہیں

گراں جانی سبک سارو تماشا بے دماغ آیا

کف افسوس فرصت سنگ کوہ طور مَلتے ہیں

اسد حیرت کش یک داغ مشک اندودہ ہے یارب

لباس شمع پر عطر شب دیجور ملتے ہیں

☆☆

غزل نمبر 137

18سرشک آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں

رہے یاں شوخی رفتار سے پا آستانے میں

ہجوم مژدۂ دیدار و پرداز تماشاہا

گل اقبال خس ہے چشم بلبل آشیانے میں

ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے

کہ طوطی قفل زنگ آلودہ ہے ئینہ خانے میں

ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد

پر پرواز زلف باز181 ہے ہدہد کے شانے میں

کجا معزولی آئینہ کُو ترک خود آرائی

نمد در آب ہے اے سادہ پُر کار اس بہانے میں

بحکم عجز ابروئے مہ نو حیرت ایما ہے

کہ یاں گم کر جبین سجدہ فرسا آستانے میں

دل نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالب

نہ کر بے باک اس کافر کو الفت آزمانے میں

☆☆

غزل نمبر 138

وں کی دوستوں نے حرص قاتل ذوق کشتن میں

ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغ دشمن میں

تماشا کردنی ہے لطف زخم انتظار اے دل!

سویدا[182] داغ مرہم مردمک ہے چشم سوزن میں

دل و دین و خرد تاراج نا جلوہ پیرائی

ہوا ہے جوہر آئینہ خیل مور خرمن میں

ہوئی تقریب منع شوق دیدن خانہ ویرانی

کف سیلاب باقی ہے برنگ پنبہ روزن میں

نکوہش مانع دیوانگی ہائے جنوں آئی

لگایا خندۂ ناصح نے بخیہ جیب و دامن میں

اسد زندانی تاثیر الفت ہائے خوباں ہوں

خم دست نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں

☆☆

غزل نمبر 139

پاؤں میں جب وہ حنا باندھتے ہیں

میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں

آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے ؟

ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتے ہیں

حسن افسردہ دلی ہا رنگیں

شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں

تیرے بیمار پہ ہیں فریادی

وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں

قید میں بھی ہے اسیری آزاد

چشم زنجیر کو وا باندھتے ہیں

شیخ جی کعبے کا جانا معلوم

آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں

کس کا دل زلف سے بھاگا کہ اسد

دست شانہ بہ قفا باندھتے ہیں

☆☆

غزل نمبر 140

ہوئی ہیں آب شرم کوشش بے جا سے تدبیریں

عرق ریز تپش ہیں موج کی مانند زنجیریں

سادگی ہائے تصور نقشِ حیرت ہے

پر عنقا پہ رنگ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں

زبس ہر شمع یاں آئینۂ حیرت پرستی ہے

کرے ہیں غنچۂ منقار طوطی نقش گلگیریں

سپند آہنگی ہستی و سعی نالہ فرسائی

غبار آلودہ میں جوں دود شمع کشتہ تقریریں

درشتی تامل پنبۂ گوش حریفاں ہے

وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں

بتان شوخ کی تمکین بعد از قتل کی حیرت

بیاض دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں

اسد طرز عروج اضطراب دل کو کیا کہیے

سمجھتا ہوں تپش کو الفت قاتل کی تاثیریں

☆☆

غزل نمبر141

تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں

ہم بھی مضموں کی ہوا باندھتے ہیں

تیری فرصت کے مقابل اے عمر

برق کو پابہ حنا باندھتے ہیں

قید ہستی سے رہائی معلوم

اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں

نشۂ رنگ سے ہے واشد گل

مست کب بند قبا باندھتے ہیں

غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ

لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

اہل تدبیر کی واماندگیاں

آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں

سادہ پُر کار ہیں خوباں کہ اسد 183

ہم سے پیمان وفا باندھتے ہیں

☆☆

غزل نمبر 142

بے دماغی حیلہ جوئے ترک تنہائی نہیں

ورنہ کیا موج نفس زنجیر رسوائی نہیں

وحشی خو کردۂ نظارہ ہے حیرت جسے

حلقۂ زنجیر جز چشم تماشائی نہیں

قطرے کو جوش عرق کرتا ہے دریا دستگاہ

جز حیا پر کار سعی بے سر و پائی نہیں

چشم نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار

فرصت نشو و نما ساز شکیبائی نہیں

کس کو دوں یارب حساب سوزناکی ہائے دل

آمد و رفت نفس جز شعلہ پیمائی نہیں

مت 184رکھ اے انجام غافل ساز ہستی پر غرور

مور کے پر ہیں سر و برگ خود آرائی نہیں

سایۂ افتادگی بالین و بستر ہوں اسد

جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں

☆☆

غزل نمبر 143

ظاہرا185 سر پنجۂ افتادگاں گیرا نہیں

186ورنہ کیا دامان کے حسرت پہ نقشِ پا نہیں

آ پتھرائی نہیں، نا محسوس ہے تار نگاہ

ہے زمیں از بسکہ سنگیں جادہ بھی پید نہیں

ہو چکے ہم جادہ سال صد بار قطع و تا ہنوز

زینت یک پیرہن جوں دمن صحرا نہیں

ہو سکے ہے پردۂ جوشیدن خون جگر

اشک بعد ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں

ہو سکے کب کلفت دل مانع طوفان اشک

گرد ساحل سنگ راہ جوشش دریا نہیں

ہے طلسم187 دیر میں صد حشر پاداش عمل

آگہی غافل کہ یک امروز بے فردا نہیں

☆☆

غزل نمبر 144

ضبط سے مطلب بجز وارستگی دیگر نہیں

دامن تمثال آب آئینہ سے تر نہیں

ہوتے بے قدر در کنج وطن صاحب دلاں[188]

عزلت آباد صدف میں قیمت گوہر نہیں

باعث ایذا ہے برہم خوردن بزم سرور

لخت لخت شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں

واں سیاہی مردمک ہے اور یاں داغ شراب

مہ حریف نازش ہم چشمی ساغر نہیں

ہے فلک بالا نشین فیض خم گردیدنی

عاجزی سے ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں

دل کو اظہار سخن انداز فتح الباب ہے

یاں صریر خامہ غیر از اصطکاک در نہیں

کب تلک پھیرے اسد لب ہائے تفتہ پر زباں

طاقت لب تشنگی اے ساقی کوثر نہیں

☆☆

غزل نمبر 145

دیکھیے مت چشم کم سے سوئے ضبط افسردگاں

جوں ف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں

گرم تکلیف دل نجیدہ ہے از بسکہ چرخ

قرص کافوری ہے بہر جان سرما خوردگاں

رنجش دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک

دشت ساماں ہے غبار خاطر افسردگاں

ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درس تاسف ہی سہی

شوق مفت زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں

خار سے گل سینہ افگار جفا ہے اے اسد!

برگ ریزی ہے پر افشانی ناوک خوردگاں

☆☆

غزل نمبر 146

صاف[189] ہے از بسکہ عکس گل سے گلزار چمن

جانشین جوہر آئینہ ہے خار چمن

اکت بسکہ فصل گل میں معمار چمن

قالب گل میں ڈھلی ہے خشت دیوا چمن

تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار

جوہر آئینہ ہے یاں نقشِ حضار چمن

بسکہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست

ہے کلاہ ناز گل بر طاق دیوار چمن

الفت گل سے غلط ہے دعوی وارستگی

سرو ہے باوصف آزادی گرفتار چمن

وقت ہے گر بلبل مسکیں زلیخائی کرے

یوسف گل جلوہ فرما ہے بہ بازار چمن

وحشت افزا گریہ ہا موقوف فصل گل اسد

چشم دریاریز ہے میزاب سرکار چمن

☆☆

ردیف و

غزل نمبر 147

اگر وہ آفت نظارہ جلوہ گستر ہو

ہلال ناخنک دیدہ ہائے اختر ہو

بہ یاد قامت اگر ہو بلند آتش غم

ہر ایک داغ جگر آفتاب محشر ہو

ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا

اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو

عجب نہیں پئے تحریر حال گریۂ چشم

بروئے آب جو ہر موج نقشِ مسطر ہو

امیدوار ہوں تاثیر تلخ کامی سے

کہ قند بوسۂ شیریں لباں مکرر ہو

صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیّت

سرشک چشم اسد کیوں نہ اس میں گوہر ہو

غزل نمبر 148

بے درد سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو

جوں شمع غوطہ داغ میں کھا گر وضو نہ ہو

ے کف تغافلِ ابروئے یار میں

آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو

زلف خیال نازک و اظہار بے قرار

یارب بیان شانہ کش گفتگو نہ ہو

تمثال ناز جلوۂ نیرنگ اعتبار

ہستی عدم ہے آئنہ گر روبرو نہ ہو

مژگاں خلیدۂ رگ ابر بہار ہے

نشتر بہ مغز پنبۂ مینا فرو نہ ہو

عرض نشاط دید ہے مژگان انتظار

یارب کہ خار پیرہن آرزو نہ ہو

واں پر فشان دام نظر ہوں جہاں اسد

صبح بہار بھی قفس رنگ و بو نہ ہو

☆☆

غزل نمبر 149

حسد[190] پیمانہ سے دل عالم آب تماشا ہو[191]

کہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ سے وا ہو

لیدن سنگ و گل صحرا یہ چاہے ہے

کہ تار جادہ بھی کہسار کو زنار مینا ہو

حریف وحشت ناز نسیم عشق جب آؤں

کہ مثل غنچہ ساز یک گلستاں دل مہیا ہو

بجائے دانہ خرمن یک بیابان بیضۂ قمری

مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو

کرے کیا ساز بینش وہ تماشا رنج[192] آگاہی

جسے موئے دماغ بے خودی خواب زلیخا ہو

بہ قدر حسرت دل چاہیے عیش[193] معاصی بھی

بھروں یک گوشۂ دامن گر آب ہفت دریا ہو

دل چوں شمع بہر دعوت نظارہ لا، یعنی

نگہ لبریز اشک و سینہ معمور تمنا ہو

اگر وہ سرو جاں بخش خرام اہتزاز آوے

کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو

نہ دیکھیں روئے یک دل سرد غیر از شمع کافوری

خدایا اس قدر بزم اسد گرم تماشا ہو

غزل نمبر 150

مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو

طوفان مے میں پیچش موج صبا گم ہو

سبب وارستگاں کو ننگ ہمت ہے خداوندا

اثر سرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو

نہیں جز درد تسکین نکوہش ئے بے درداں

کہ موج گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو

ہوئی ہے ناتوانی بے دماغ شوخی مطلب

جبیں میں در لباس سجدہ اے دست دعا گم ہو

تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چین جبیں لیکن

مبادا ے پیچ تاب طبع نقشِ مدّعا گم ہو

بلا گردان تمکین بتاں صد موجۂ گوہر

عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیف حیا گم ہو

اُٹھاوے کب وہ جان شرم تہمت قتل عاشق کی

کہ جس کے ہاتھ میں مانند خوں رنگ حنا گم ہو

کریں خوباں جو سیر حسن اسد یک پردہ نازک تر

دم صبح قیامت در گریبان قبا گم ہو

☆☆

غزل نمبر151

خشکی مے نے تلف کی مے کدے کی آبرو

کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دست سبو

ں پرور دن یعقوب بال خاک سے

وام لیتے ہیں پر پرواز پیراہن کی بو

گرد ساحل ہے نم شرم جبین آشنا

گر نہ باندھے قلزم الفت میں سر جائے کدو

گرمی شوق طلب ہے عین تاپاک وصال

غافلاں آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو

رہن خاموشی میں ہے آرائش بزم وصال

ہے پر پرواز رنگ رفتۂ خوں گفتگو

ہے تماشا حیرت آباد تغافل ہائے شوق

یک رگ خواب و سراسر جوش خون آرزو

خوئے شرم سرد بازاری ہے سیل خانماں

ہے اسد نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو

☆☆

غزل نمبر 152

رنگ طرب ہے صورت عہدِ وفا گرو

تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جا بجا گرو

پرواز نقد دام تمنائے جلوہ تھا

طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو

عرض بساط انجمن رنگ مفت ہے

موج بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو

ہر ذرّہ خاک عرض تمنائے رفتگاں

آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو

ہے تاک میں سم ہوس صد قدح شراب

تسبیح زاہداں بہ کف مدعا گرو

برق آبیار فرصت رنگ دمیدہ ہوں

جوں نخل شمع ریشے میں نشو و نما گرو

طاقت بساط دستگہ یک قدم نہیں

ں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو

ہے وحشت جنون بہار اس قدر کہ ہے

بال پری بہ شوخی موج صبا گرو

بے تاب سیر دل ہے سر ناخن نگار

یاں نعل ہے بہ آتش نگ حنا گرو

ہوں سخت کاوش فکر سخن اسد

تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو

ردیف ہ

غزل نمبر 153

رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ

اے آبلہ! محمل پئے صحرائے عدم باندھ

بے کاری تسلیم بہر رنگ چمن ہے

گر خاک ہو گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ

اے جادہ بہ سر رشتۂ یک ریشہ دویدن

شیرازۂ صد آبلہ جوں سبحہ بہم باندھ

حیرت حد اقلیم تمنائے پری ہے

آئینہ بہ آئین گلستان ارم باندھ

پا مرد یک انداز نہیں قامتِ ہستی

طاقت اگر اعجاز کرے تہمت خم باندھ

دیباچۂ وحشت ہے اسد شکوۂ خوباں

خوں کر دل اندیشہ و مضموں ستم باندھ

☆☆

غزل نمبر 154

خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ

ہے چرخ و زمیں یک ورق گرداندہ

میکدے[194] میں ز دل افسردگی باد کشاں

موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجاماندہ

خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں

ہے سخن گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ

کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہم دیگر سے

ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ

حیف بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالب

یعنی ہیں ماندہ ز آں سو و ازیں سو راندہ

☆☆

غزل نمبر 155

بسکہ مے پیتے ہیں ارباب فنا پوشیدہ

خط پیمانۂ مے ہے نفس دزدیدہ

غرور طرح قامت ورعنائی سرو

طوق ہے گردن قمری میں رگ بالیدہ

کی ہے وا اہل جہاں نے بہ گلستان جہاں

چشم غفلت نظر شبنم نادیدہ

یاس آئینۂ پیدائی استغنا ہے

ناامیدی ہے پرستار دل رنجیدہ

واسطے فکر مضامین متیں کے غالب

چاہیے خاطر جمع و دل آرامیدہ

☆☆

غزل نمبر 156

جز[195] دل سراغ درد بدل خفتگاں نہ پوچھ

آئینہ عرض کر خط و خال بیاں نہ پوچھ

از[196] یک تپ غم تسخیر نالہ ہے

گرمی نبض خار و خس آشیاں نہ پوچھ

ہندوستان سایۂ گل پائے تخت تھا

سامان بادشاہی وصل بتاں نہ پوچھ

تو مشق ناز کر دل پروانہ ہے بہار

بے تابی تجلی آتش بجاں نہ پوچھ

غفلت متاع کفۂ میزان عدل ہیں[197]

یارب! حساب سختی خواب گراں نہ پوچھ

ہر داغ تازہ یک دل داغ انتظار ہے

عرض فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ

کہتا تھا کل وہ نامہ رساں سے بہ سوز دل

درد جدائی اسد اللہ خاں نہ پوچھ

☆☆

غزل نمبر 157

جوشِ دل ہے نشہ ہائے فطرتِ بیدل نہ پوچھ

قطرہ ہی میخانہ ہے دریائے بے ساحل نہ پوچھ

گشتن ہائے دل بزم نشاط گردباد

لذت عرض کشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ

آبلہ پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا

اے دماغ نارسا خمخانۂ [illegible]ل نہ پوچھ

نے صبا بال پری، نے شعلہ سودائے جنوں

شمع سے جز عرض افسون گداز دل نہ پوچھ

یک مژہ برہم زدن حشر دو عالم فتنہ ہے

یاں سراغ عافیت جز دیدۂ بسمل نہ پوچھ

بزم ہے یک پنبۂ مینا گداز ربط سے

عیش کر غافل حجاب نشۂ محفل نہ پوچھ

تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی اسد

شاعری جز ساز درویشی نہیں حاصل نہ پوچھ

☆☆

غزل نمبر 158

شکوہ و شکر کو ثمر بیم و امید کا سمجھ

خانۂ آگہی خراب، دل نہ سمجھ بلا سمجھ

یک روان و ہر تپش[198] درس تسلّی شعاع

آئنہ طور[199] اے خیال جلوے کو خوں بہا سمجھ

وحشت درد بیکسی بے اثر اس قدر نہیں

رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ رسا سمجھ

شوق عناں گسل اگر درس جنوں ہوس کرے

جادۂ سیر دو جہاں یک مژہ خواب پا سمجھ

گاہ بہ خلد امیدوار، گہ بہ جحیم بیم ناک

گرچہ خدا کی یاد ہے کلفت ماسوا سمجھ

اے بہ سراب حسن خلق تشنۂ سعی امتحاں

شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ

شوخی حسن و عشق ہے آئنہ دار ہمد گر

خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ

نغمۂ بیدلی اسد ساز فسانگی نہیں

بسمل درد خفتہ ہو گریۂ ماجرا سمجھ

☆☆

غزل نمبر 159

از مہر تابہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ

طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ

حیرت ہجوم لذت غلطانی تپش

سیماب بالش و کمر دل ہے آئنہ

غفلت بہ بال جوہر شمشیر پرفشاں

یاں پشت چشم شوخی قاتل ہے آئنہ

حیرت نگاہ برق تماشا بہار شوخ

در پردۂ ہوا پر بسمل ہے آئنہ

یاں رہ گئے ہیں ناخن تدبیر ٹوٹ کر

جوہر طلسم عقدۂ مشکل ہے آئنہ

ہم زانوئے تامل و ہم جلوہ گاہ گل

آئینہ بند خلوت و محفل ہے آئنہ

دل کار گاہ فکر و اسد بے نوائے دل

یاں سنگ آستانۂ بیدل ہے آئنہ

☆☆

غزل نمبر 160

کلفت ربط این و آں غفلت مدعا سمجھ

شوق کرے جو سر گراں محمل خواب پا سمجھ

نہیں ہے درد سر، آئنہ صندلی نہ کر

عکس کجاو ُکو نظر نقش کو مدّعا سمجھ

حیرت اگر خرام ہے، کار نگہ تمام ہے

گر کف دست بام ہے آئنے کو ہوا سمجھ

ہے خط عجز ما و ُتو، اول درس آرزو

کہتے ہیں اہل گفتگو کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ[200]

شیشہ شکست اعتبار، رنگ بہ گردش استوار

گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ

نغمہ ہے محو ساز رہ نشہ ہے بے نیاز رہ

رند تمام ناز رہ خلق کو پارسا سمجھ

چربی پہلوئے خیال رزق دو عالم احتمال

کل ہے جو وعدۂ وصال آج بھی اے خدا سمجھ

نے سر و برگ آرزو، نے رہ و رسم گفتگو

اے دل و جان خلق تو ہم کو بھی آشنا سمجھ

لغزش پا کو ہے بلد، نغمۂ یا علی مدد

ٹوٹے گر آئنہ اسد سبحے کو خوں بہا سمجھ

☆☆

ردیف ی

غزل نمبر161

دل ہی نہیں کہ منت درباں اُٹھائیے

کس کو وفا کا سلسلہ جنباں اُٹھائیے

تا چند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے

اب چار سوئے عشق سے دو کاں اُٹھائیے

صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے

طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے

ہستی فریب نامۂ موج سراب ہے

یک عمر ناز شوخی عنواں اُٹھائیے

ہے سنگ پر برات معاش جنون عشق

یعنی ہنوز منت طفلاں اُٹھائیے

ضبط جنوں سے ہر سر مو ہے ترانہ خیز

یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھائیے

طرز خراش نالہ سرشک نمک اثر

لطف کرم بدولت مہماں اُٹھائیے

دیوار بار منت مزدور سے ہے خم

اے خانماں خراب نہ احساں اُٹھائیے

یا میرے زخم رشک کو رسوا نہ کیجیے

یا پردۂ تبسم پنہاں اُٹھائیے

انگور سعی بے وپائی سے سبز ہے

غالب بدوش دل خُم مستاں اُٹھائیے

غزل نمبر162

ہے[201] بزم بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے

تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے

ہے دور قدح وجہ پریشانی صہبا

یک بار لگادو خُم مے میرے لبوں سے

کیا پوچھے ہے بر خود غلطی ہائے[202] عزیزاں

خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے

رندان در میکدہ گستاخ ہیں زاہد

زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے

گو تم کو رضا جوئی اغیار ہے لیکن

جاتی ہے ملاقات کب ایسے سببوں سے

بیدادو فادیکھ کہ جاتی رہی آخر

ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے

مت پوچھ اسد غصہ[203] کم فرصتی زیست

دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے

☆☆

غزل نمبر 163

غمِ دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی

فلک کا دیکھنا تقریب تیرے یاد آنے کی

کھلے طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب

قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی

لکدکوبِ حوادث سے نہ سر بر ہو سکی آخر

مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اُٹھانے کی

لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے

ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی

اُنہیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا

اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی

ہماری سادگی تھی، التفاتِ ناز پر مرنا

ترا آنا نہ تھا ظالم، مگر تمہید جانے کی

کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں غالب

بدی کی اُس نے جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی

☆☆

غزل نمبر 164

بساط[204] عجز میں تھا ایک دل یک قطرہ خوں وہ بھی

رہتا ہے بہ انداز چکیدن سر نگوں وہ بھی

رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے

تکلف بر طرف، تھا ایک انداز جنوں وہ بھی

مئے عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے

لیے بیٹھا ہے اک دو چار جام واژگوں وہ بھی

مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے

کہیں ہو جائے جلد اے گردش گردون دوں وہ بھی

نہ اتنا برّش تیغ جفا پر ناز فرماؤ

مرے دریائے بیتابی میں ہے یک[205] موج خوں وہ بھی

اسد ہے دل میں درد اشتیاق و شکوۂ ہجراں

خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

☆☆

غزل نمبر 165

پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی

ہم ی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی

کی ہیں کس پانی سے یاں یعقوب نے آنکھیں سفید

ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رودِ نیل کی

عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ

آج تنخواہ شکستن ہے کُلہٗ جبریل کی

مدعا در پردہ یعنی جو کہوں باطل سمجھ

وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی

خیر خواہ دید ہوں از بہرِ دفعِ چشم زخم

کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی

نالہ کھینچا ہے سراپا داغِ جرأت ہوں اسد

کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی

☆☆

غزل نمبر 166

کیا ہے ترک دنیا کاہلی سے

ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے

اج دیہہ ویراں یک کف خاک

بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے

پرافشاں ہوگئے شعلے ہزاروں

رہے ہم داغ، اپنی کاہلی سے

خدا یعنی پدر سے مہرباں تر

پھرے ہم دربدر ناقابلی سے

اسد قربان لطف جور بیدل

خبر لیتے ہیں، لیکن بیدلی سے

☆☆

غزل نمبر 167

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی

دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی

تے ہو شکوہ کس کا، تم اور بے وفائی

سر پیٹتے ہیں اپنا ہم اور نیک نامی

صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا

تیغ ادا نہیں ہے پابند بے نیامی

طرف سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ

ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی

طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد

اے غم ہنوز آتش، اے دل ہنوز خامی

ہر چند عمر گزری آزردگی میں لیکن

ہے شرح شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی

ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت

دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی

☆☆

غزل نمبر 168

نگہ اس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی

پر بالش ہے وقت دید مژگان تماشائی

قیمت دل آں سوئے عذر شناسائی

طلسم نااُمیدی ہے خجالت گاہ پیدائی

تحیّر ہے گریباں گیر ذوق جلوہ پیرائی

ملی ہے جوہر آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی

پر طاؤس ہے نیرنگ داغ حیرت انشائی

دو عالم دیدۂ بسمل چراغاں جلوہ پیمائی

شرار سنگ سے پا در حنا گلگون شیریں ہے

ہنوز اے تیشۂ فرہاد عرض آتشیں پائی

غرور دست ردنے شانہ توڑا فرق ہدہد پر

سلیمانی ہے ننگ بے دماغان خود آرائی

جنوں افسردہ و جاں ناتواں اے جلوہ شوخی کر

گئی یک عمرِ خودداری بہ استقبال رعنائی

نگاہ عبرت افسوں، گاہ برق و گاہ مشعل ہے

ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوق تنہائی

خدیا! خوں ہو رنگ امتیاز اور نالہ موزوں ہو

جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیف شکیبائی

جنون بیکسی ساغر کش داغ پلنگ آیا

شرر کیفیت مے، سنگ عرض ناز مینائی

خرابات جنوں میں ہے اسد وقت قدح نوشی

بعشق ساقی کوثر بہا ده پیمائی

غزل نمبر 169

کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے

جس میں کہ ایک بیضۂ مُور آسمان ہے

کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے

پر تو سے آفتاب کے ذرے میں جان ہے

کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا

آوے نہ کیوں پسند کہ مکان ہے

ہے بارے اعتمادِ وفاداری اس قدر

ہم بھی اسی میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے

بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں

فرماں روائے کشورِ ہندوستان ہے

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا

بس چپ رہو، ہمارے بھی منہ میں زبان ہے

دہلی کے رہنے والو اسد کو ستاؤ مت

بے چارہ چند روز کا یاں میہماں ہے

☆☆

غزل نمبر 170

درد سے میرے ہے تجھ کو بیقراری ہائے ہائے

کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہائے ہائے

تیرے دل میں گر نہ تھا آشوب غم کا حوصلہ

تُونے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری ہائے ہائے

کیوں مری غمخوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال

دشمنی اپنی تھی میری دوستداری ہائے ہائے

عمر بھر کا تونے پیمان وفا باندھا تو کیا

عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری ہائے ہائے

شرم رسوائی سے جا چھپنا نقاب خاک میں

ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے ہائے

گلفشانی ہائے ناز جلوہ کو کیا ہو گیا

خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری ہائے ہائے

زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی

یعنی تجھ سے تھی اسے ناسازگاری ہائے ہائے

ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا

دل پہ اک لگنے نہ پایا زخم کاری ہائے ہائے

خاک میں ناموس پیمان محبت مل گئی

اٹھ گئی دنیا سے راہ و رسم یاری ہائے ہائے

کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تار برشکال

ہے نظر خو کردۂ اختر شماری ہائے ہائے

گوش مہجور پیام و چشم محروم جمال

ایک دل تس پر یہ ناامیدواری ہائے ہائے

گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتے اسد

میری دہلی ہی میں ہونی تھی یہ خواری ہائے ہائے

☆☆

غزل نمبر171

سر گشتگی میں عالم ہستی سے یاس ہے

تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے

لیتا نہیں مرے دل آوارہ کی خبر

اب تک وہ جانتا ہے میرے ہی پاس ہے

کیجے بیاں سرور تپ غم کہاں تلک

ہر مو مرے بدن پہ زبان سپاس ہے

پی جس قدر ملے شب مہتاب میں شراب

اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے

ہے وہ غرور حُسن سے بیگانہ وفا

ہر چند اُس کے پاس دل حق شناس ہے

کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو

اتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے

ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد

مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے

☆☆

غزل نمبر 172

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے

خوش ہوں کہ میری بات سمجھنا محال ہے

کس کو سناؤں حسرت اظہار کا گلہ

دل فرد جمع و خرچ زباں ہائے لال ہے

کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا

رحمت کہ عذر خواہ لب بے سوال ہے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی

اے ذوق، منفعل، یہ تجھے کیا خیال ہے

عالم بساط دعوت دیوانگی نہیں

دریا زمین کو عرق انفعال ہے

مشکیں لباس کعبہ علی کے قدم سے جان

ناف زمین ہے نہ کہ ناف غزال ہے

پہلو[206] تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسد

دل وقف درد کر کہ فقیروں کا مال ہے

☆☆

غزل نمبر 173

نظر بہ نقص گدایاں کمال بے ادبی ہے

کہ خار خشک کو بھی دعویٔ چمن نسبی ہے

صال سے شوق دل حریص زیادہ

لب قدح پہ کف با جوش تشنہ لبی ہے

خوشا وہ دل کہ سراپا طلسم بے خبری ہو

جنون و یاس و الم رزق طلبی ہے

تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو

حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے

چمن میں کس کے یہ برہم ہوئی ہے بزم تماشا

کہ برگ برگ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے

امام ظاہر و باطن، امیر صورت و معنی

علی ولی اسد اللہ جانشین نبی ہے

اسد یہ درد و الم بھی تو مُغتنَم ہے کہ آخر

نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہ نیم شبی ہے

☆☆

غزل نمبر 174

بسکہ زیر خاک با آب طراوت راہ ہے

ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرون چاہ ہے

گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں

فلس ماہی آئنہ پرداز داغ ماہ ہے

واں سے ہے تکلیف عرض بی دماغی ہائے دل

یاں صریر خامہ مجھ کو نالۂ نگاہ ہے

حسن ورعنائی میں وہم صد سرو گردن ہے فرق

سرو کے قامت پہ گل یک دامن کوتاہ ہے

رشک ہے آسائش ارباب غفلت پر اسد

پیچ و تاب دل نصیب خاطر آگاہ ہے

☆☆

غزل نمبر 175

بسکہ[207] چشم از انتظار خوش خطاں بے نور ہے

یک قلم شاخ گل نرگس عصائے کور ہے

ہوں تصور ہائے ہمدوشی سے بدمست شراب

حیرت آغوش خوباں ساغر بلور ہے

ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہل دہر سے

سبزہ جوں انگشت حیرت در دہان گور ہے

حسرت آباد جہاں میں ہے الم غم آفریں

نوحہ گویا خانہ زاد نالۂ رنجور ہے

کیا کروں غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار

دزد گر ہو خانگی تو پاسباں مجبور[208] ہے

ہو[209] جہاں اورنگ آرا جانشین مصطفیٰ

واں اسد تخت سلیماں نقشِ پائے مور ہے

غزل نمبر 176

رفتار[210] عمر قطع رہ اضطراب ہے

اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے

ہے طرز قید سے صیاد کی غرض

جو دانہ دام میں ہے سو اشک کباب ہے

مینائے مے ہے سرو نشاط بہار سے[211]

بال تدرو جلوۂ موج شراب ہے

بے چشم دل نہ کر ہوس سیر لالہ زار

یعنی یہ ہر ورق ورق انتخاب ہے

نظارہ کیا حریف ہو اُس برق حسن کا

جوش بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے

میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں

مانا کہ تیرے رخ سے نگہ کامیاب ہے

گزرا اسد مسرت پیغام یار سے

قاصد پہ مجھ کو رشک سوال و جواب ہے

☆☆

غزل نمبر 177

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے

صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے

ہے پیچ تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی

خجلت گدازیِ نفسِ نارسا مجھے

واں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز

یاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے

کرتا ہے بسکہ باغ میں تو بے حجابیاں

آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے

پروازہا نیازِ تماشائے حسنِ دوست

بالِ کشادہ ہے نگہ آشنا مجھے

از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے

موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ

شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

تا چند پست فطرتی طبع آرزو

یارب ملے بلندی دست دعا مجھے

یاں آب و دانہ موسم گل میں حرام ہے

زنار وا گسستہ ہے موج صبا مجھے

یکبار امتحان ہوس بھی ضرور ہے

اے جوش عشق بادۂ مر آزما مجھے

میں نے جنوں کی جو اسد التماس رنگ

خون جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے

غزل نمبر 178

اے خیال وصل نادر ہے مے آشامی تری

پختگی ہائے کباب دل ہوئی خامی تری

رچ گیا جوش صفائے زلف کا اعضا میں عکس

ہے نزاکت جلوہ اے ظالم سیہ فامی تری

بر گریزی ہائے گل ہے و زر افشاندنی

باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری

بسکہ ہے عبرت ادیب یاوگی ہائے ہوس

میرے کام آئی دل مایوس ناکامی تری

ہم نشینی رقیباں گرچہ ہے سامان رشک

لیکن اس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری

سر بزانوئے کرم رکھتی ہے شرم ناکسی

اے اسد بے جا نہیں ہے غفلت آرامی تری

غزل نمبر 179

ربط تمیز اعیاں دُرد مئے صدا ہے

اعمیٰ کو سرمۂ چشم آواز آشنا ہے

ئے دماغ وحشت سر رشتۂ فنا ہے

شیرازۂ دو عالم یک آہ نارسا ہے

دیوانگی ہے تجھ کو درس خرام دینا

موج بہار یکسر زنجیر نقشِ پا ہے

پروانے سے ہو شاید تسکین شعلۂ شمع

آسائش وفاہا بیتابی جفا ہے

اے اضطراب سرکش یک سجدہ وار تمکیں

میں بھی ہوں شمع کشتہ گر داغ خوں بہا ہے

نے حسرت تسلی، نے ذوق بے قراری

یک درد و صد دوا ہے یک دست و صد دعا ہے

دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی

تا کو چہ دادن موج خمیازہ آشنا ہے

وحشت نہ کھینچ قاتل حیرت نفس ہے بسمل

جب نالہ خوں ہو، غافل! تاثیر کیا بلا ہے

بت خانے میں اسد بھی بندہ تھا گاہ گاہے

حضرت چلے حرم کو اب آپ کا خدا ہے

☆☆

غزل نمبر 180

ضبط2 2 سے جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے

مجمر بزم فسردن دیدۂ نخچیر ہے

شیاں بند بہار عیش ہوں ہنگام قتل

یاں پر پرواز رنگ رفتہ بال تیر ہے

ہے جہاں فکر کشیدن ہائے نقشِ روئے یار

ماہتاب ہالہ پیرا گردۂ تصویر ہے

وقت حسن افروزی زینت طرازاں جائے گل

از نہال شمع پیدا غنچۂ گلگیر ہے

گریے سے بند محبت میں ہوئی نام آوری

لخت لخت دل مکین خانۂ زنجیر ہے

ریزش خوں ہے 213 سراسر جرعہ نوشی ہائے یار

یاں گلوئے شیشۂ مے قبضۂ شمشیر ہے

جو بہ شام غم چراغ خلوت دل تھا اسد

وصل میں وہ سوز شمع مجلس تقریر ہے

☆☆

غزل نمبر181

گر یاس سر نہ کھینچے تنگی عجب فضا ہے

وسعت گہ تمنا یک بام214و صد ہوا ہے

ہمزن دو عالم تکلیف یک صدا ہے

مینا شکستگاں کو کہسار خوں بہا ہے

فکر سخن یک انشا زندانی خموشی

دود چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے

موزونی دو عالم قربان ساز یک درد

مصراع نالۂ نَے سکتہ ہزار جا ہے

درس خرام تاکَے خمیازۂ روانی

اس موج مے کو غافل پیمانہ نقشِ پا ہے

گردش میں لا تجلی، صد ساغر تسلی

چشم تحیّر آغوش مخمور ہر ادا ہے

یک برگ بے نوائی صد دعوت نیستاں

طوفان نالۂ دل تا موج بوریا ہے

اے غنچۂ تمنا یعنی کف نگاریں

دل دے تو ہم بتا دیں مٹھی میں تیری کیا ہے

ہر نالہ اسد ہے مضمون داد خواہی

یعنی سخن کو کاغذ احرام مدعا ہے

غزل نمبر 182

ذوق بے پرواہ خراب وحشت تسخیر ہے

آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے

ذ مجنوں کس کس داغ کو عرض سواد

ہر بیاباں یک بیاباں حسرت تعمیر ہے

میکش مضموں کو حسن ربط خط کیا چاہیے

لغزش رفتار خامہ مستیِ تحریر ہے

خانمان جبریان غفلت معنی خراب

جب ہوئے ہم بے گنہ رحمت کی کیا تقصیر ہے

چاہے گر جنت جز آدم وارث آدم نہیں

شوخی ایمان زاہد سستی تدبیر ہے

شب دراز و آتش دل تیز یعنی مثل شمع

مہ زسر تا ناخن پا رزق یک شبگیر ہے

آب ہو جاتے ہیں ننگ ہمت باطل سے مرد

اشک پیدا کر اسد گر آہ بے تاثیر ہے

☆☆

غزل نمبر 183

یہ[215] سر نوشت میں میری ہے اشک افشانی

ج آب ہے ہر ایک چین پیشانی

جنون وحشت ہستی یہ عام ہے کہ بہار

رکھے ہے کسوت طاؤس میں پر افشانی

لب نگار میں آئینہ دیکھ ب حیات

یہ گمرہی سکندر رہے محو حیرانی

نظر بہ غفلت اہل جہاں، ہوا ظاہر

کہ عید خلق پہ حیراں ہے چشم قربانی[216]

کہوں وہ مصرع برجستہ وصف قامت میں

کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرع ثانی

اسد نے کثرت دل ہائے خلق سے جانا

کہ زلف یار ہے مجموعۂ پریشانی

☆☆

غزل نمبر 184

بے خود ز بسکہ خاطر بے تاب ہو گئی

گان باز ماندہ رگ خواب ہو گئی

موج تبسم 27 لب آلودۂ مسی

میرے لیے تو تیغ سیہ تاب ہو گئی

رخسار یار کی جو ہوئی جلو گستری

زلف سیاہ بھی شب مہتاب ہو گئی

بیداد انتظار کی طاقت نہ لا سکی

اے جان بر لب آمدہ بیتاب ہو گئی

غالب ز بسکہ سوکھ گئے چشم میں سرشک

آنسو کی بوند گوہر نایاب ہو گئی

☆☆

غزل نمبر 185

ہر رنگ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے

بال سمندر آئنۂ ناز ہے مجھے

طاؤس خاک حسن نظر باز ہے مجھے

ہر ذرہ چشمک نگہ ناز ہے مجھے

آغوش گل ہے آئنۂ ذ ہ ذرّہ ک

عرض بہار جوہر پرداز ہے مجھے

ہے بوئے گل غریب تسلی گہ وطن

ہر جزو آشیاں پر پرواز ہے مجھے

ہے جلوۂ خیال سویدائے مردمک

جوں داغ شعلہ سر خط آغاز ہے مجھے

وحشت بہار نشّہ و گل ساغر شراب

چشم پری شفق کدۂ راز ہے مجھے

فکر سخن بہانۂ پرداز خامشی

دود چراغ سرمۂ آواز ہے مجھے

ہے خامہ فیض بیعت بیدل بہ کف اسد

یک نیستاں قلمرو اعجاز ہے مجھے

☆☆

غزل نمبر 186

کہوں کیا گرمجوشی میکشی میں شعلہ رویاں کی

شمع خانۂ دل آتش مے سے فروزاں کی

ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشق تیرہ روزی تھی

سیاہی ہے مرے ایام میں لوح دبستاں کی

دریغ آہ سحر گہ کار باد صبح کرتی ہے

کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی

مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی

ولیکن کیا کروں آوے جو رسوائی گریباں کی

ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں

کہ جوہر آئنے کا ہر پلک ہے چشم حیراں کی

خدایا کس قدر اہل نظر نے خاک چھانی ہے

کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی

ہوا شرم تہی دستی[219] سے وہ بھی سرنگوں آخر

بس اے زخم جگر اب دیکھ لی شورش نمک داں کی

بیاد گرمی صحبت برنگ شعلہ دہکے ہے

چھپاؤں کیونکہ غالب سوزشیں داغ نمایاں کی

غزل نمبر 187

جنوں تہمت کش تسکیں نہ ہو، گو 220 شادمانی کی

نمک پاش خراش دل ہے لذت زندگانی کی

کشا ہائے ہستی سے کرے کیا سعی آزادی

ہوئی زنجیر موج آب کو فرصت روانی کی

نہ کھینچ اے سعی دست نارسا زلف تمنا کو

پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی

کہاں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں انصاف بہتر ہے

نہ کھینچے طاقت خمیازہ تہمت ناتوانی کی

تکلف بر طرف فرہاد اور اتنی سبک دستی

خیال آساں تھا لیکن خواب خسرو نے گرانی کی

پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہ طفلاں ہے

شرار سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی

اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موج ہستی نے

فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی

☆☆

غزل نمبر 188

نکوہش221 ہے سزا فریادی بیداد دلبر کی

مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبح محشر کی

رگ لیلیٰ کو خاک شت مجنوں ریشگی بخشے

اگر بودے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی

بجز دیوانگی ہوتا نہ انجا خود آرائی

اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی

پر پروانہ شاید بادبان کشتی مے تھا

ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دور ساغر کی

غرور لطف ساقی نشۂ بے باکی مستاں

نم دامان عصیاں ہے طراوت موج کوثر کی

اسد جز آب بخشیدن ز دریا خضر کو کیا تھا

ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی

☆☆

طبع خانه میں تیت

غزل نمبر 189

نگاہ یار نے جب عرض تکلیف شرارت کی

دیا ابرو کو چھیڑا اور اُس نے فتنے کو اشارت کی

ر   نی موج مے کی گر خط جام آشنا ہووے

لکھے کیفیت اس   تبسم کی عبا ت کی

شہ گل نے کیا جب بند و بست گلشن آرائی

عصائے سبز دے نرگس کو دی   مت نظارت کی

نہیں ریزش عرق کی اب اسے ذوبان اعضا ہے

تب خجلت نے کیا 222 نبض رگ گل میں حرارت کی

ز بس نکلا غبار دل بہ وقت گریہ آنکھوں سے

اسد کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں میں بصارت کی

☆☆

غزل نمبر 190

آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے

طاقت بیداد انتظار نہیں ہے

دیتے ہیں جنت حیات دہر کے بدلے

نشّہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے

گریہ نکالے ہے تیری بزم سے مجھ کو

ہائے کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے

ہم سے عبث ہے گمان رنجش خاطر

خاک میں عشّاق کی غبار نہیں ہے

دل سے اُٹھا لطف جلوہ ہائے معانی

غیر گل آئینۂ بہار نہیں ہے

قتل[223] کا میرے کیا ہے عہد تو بارے

وائے اگر عہد اُستوار نہیں ہے

تو نے قسم میکشی کی کھائی ہے غالب

تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے

☆☆

غزل نمبر191

خدایا! دل کہاں تک دن بصد رنج و تعب کاٹے

خم گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے

گر قدر اشک دیدۂ عاشق خود آرایاں

صدف دندان گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے

دریغا وہ مریض غم کہ فرط ناتوانی سے

بہ قدر یک نفس جادہ بصد رنج تعب کاٹے

اسد مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت

کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیر ادب کاٹے

☆☆

غزل نمبر 192

ہوا جب حسن کم خط بر عذار سادہ آتا ہے

کہ بعد از صاف مے ساغر میں دُرد بادہ آتا ہے

نہیں مزرع الفت میں حاصل غیر پامالی

نظر دانہ سرشک بر میں افتادہ آتا ہے

محیط دہر میں بالیدن از ہستی گزشتن ہے

کہ یاں ہر اک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے

دیار عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں

متاع زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے

اسد وارستگاں باوصف ساماں بے تعلق ہیں

صنوبر گلستاں میں بادل آزادہ آتا ہے

☆☆

غزل نمبر 193

بہ فکر حیرت رم آئنہ پرداز زانو ہے

کہ مشک نافہ تمثال سواد چشم آہو ہے

تر ستم کوشاں کے ہے سامان خونریزی

سرشک چشم یار آب دم شمشیر ابر ہے

کرے ہے دست فرسود ہوس وہم توانائی

پر افشاندہ در کنج قفس بازو ہے

ہوا چرخ خمیدہ ناتواں بار علائق سے

کہ ظاہر پنجۂ خورشید دست زیر پہلو ہے

اسد تا کے طبیعت طاقت ضبط الم لاوے

فغان دل بہ پہلو نالۂ بیمار بد خو ہے

☆☆

غزل نمبر 194

خبر[224] نگہ کو نگہ چشم کو عدو جانے

کہ کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے

نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو

زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے

تپش[225] سے شرم بقدرِ چکیدن عرقے

مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے

جنوں فسردۂ تمکیں ہے کاش عہدِ وفا

گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے

زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم

مگر وہ خانہ براندازِ گفتگو جانے

مسیحِ کشتۂ اُلفت ببر علی خاں ہے

کہ جو اسدؔ تپشِ نبضِ آرزو جانے

☆☆

غزل نمبر 195

دیکھ تری خوئے گرم دل بہ تپش رام ہے

طائر سیماب کو شعلہ رگ دام ہے

شوخی چشم حبیب فتنۂ ایام ہے

قسمت بخت رقیب گردش صد جام ہے

جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوق نگاہ

کعبۂ پوشش سیاہ مردم احرام ہے

کُو نفس و چہ غبار؟ جرأت عجز آشکار

در تپش آباد شوق سرمہ صدا نام ہے

غفلت افسردگی تہمت تمکیں نہ ہو

اے ہمہ خواب گراں حوصلہ بدنام ہے

بزم وداع نظر یاس طرب نامہ بر

فرصت رقص شرر بوسہ بہ پیغام ہے

گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں

بے سروساماں اسد فتنہ سرانجام ہے

☆☆

غزل نمبر 196

ہجوم[226] غم سے یاں تک سر نگونی مجھ کو حاصل ہے

کہ تار دامن و تار نظر میں فرق مشکل ہے

ہے مانع عاشق نوازی ناز خود بینی

تکلف بر طرف، آئینۂ تمیز حائل ہے

بہ سیل اشک لخت دل ہے دامن گیر مژگاں کا

غریق بحر جویائے خس و خاشاک ساحل ہے

بہا ہے یاں تک اشکوں میں غبار کلفت خاطر

کہ چشم تر میں ہر اک پارۂ دل پائے در گل ہے

نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی

غرض اب تک خیال گرمی رفتار قاتل ہے

وہ گُل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالب

چٹکنا غنچۂ گُل[227] کا صدائے خندۂ دل ہے

☆☆

غزل نمبر 197

ہم[228] زباں آیا نظر فکر سخن میں تُو مجھے

مک ہے طوطی آئینۂ زانو مجھے

یاد[229] مژگاں میں بہ نشتر راز صحرائے خیال

چاہے بہر تپش یک دست صد پہلو مجھے

خاک فرصت بر سر ذوق ے انتظار

ہے غبار شیشۂ ساعت رم آہو مجھے

اضطراب عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے

جستجوئے فرصت ربط سر زانو مجھے

چاہیے درمان ریش دل بھی تیغ یار سے

مرہم زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے

کثرت جور و ستم سے ہو گیا ہوں بے دماغ

خوب[230] رویوں نے بنایا ہے اسد بد خو مجھے

غزل نمبر 198

تشنۂ خون تماشا جو وہ پانی مانگے

آئینہ رخصت انداز روانی مانگے

رنگ نے گُل سے دم عرض پریشانی بزم

برگ گُل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے

زلف تحریر پریشان تقاضا ہے مگر

شانہ ساں مُو بہ زباں خامۂ مانی مانگے

آمد خط سے نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد

چشم مور آئینۂ دل نگرانی مانگے

ہوں گرفتار کمیں گاہ تغافل کہ جہاں

خواب صیاد سے پرواز گرانی مانگے

چشم پرواز و نفس خفتہ مگر ضعف امید

شہپر کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے

تو وہ بد خو کہ تحیر کو تماشا جانے

دل وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے

وحشت شور تماشا ہے کہ جوں نکہت گل

نمک زخم جگر بال فشانی مانگے

نقشِ ناز بت طناز بہ آغوش رقیب

پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے

وہ تپ عشق تمنا ہے کہ جوں رشتۂ شمع

شعلہ تا نبض جگر ریشہ دوانی مانگے

گر ملے حضرت بیدل کا خط لوح مزار

اسد آئینۂ پرداز معانی مانگے

غزل نمبر 199

باعث231واماندگی ہے عمرِ فرصت جُو مجھے

کر دیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے

پا بہ دامن ہو رہا ہوں بسکہ میں صحرا نورد

خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے

فرصتِ آرامِ غش، ہستی ہے بحرانِ عدم

ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے

دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت

ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے

ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت کچھ نہ پوچھ

ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے

سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسد

قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے

☆☆

غزل نمبر 200

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی

امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی

خار خار الم حسرت دیدار تو ہے

شوق گلچین گلستان تسلی نہ سہی

مے پرستاں خُم مے منہ سے لگائے ہی بنے

ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی نہ سہی

نفس قیس کہ ہے چشم و چراغ صحرا

گر نہیں شمع سیہ خانۂ لیلی نہ سہی

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق

نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی

نہ ستائش کی تمنا، نہ صلے کی پروا

نہ ہوئے گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی232

عشرت صحبت خوباں ہی غنیمت سمجھو

نہ ہوئی غالب اگر عمرِ طبیعی نہ سہی

☆☆

غزل نمبر201

دل بیمار از خود رفتہ تصویر نہالی ہے

مژگاں ریشہ دار نیستان شیر قالی ہے

سرور نشۂ گردش گر کیفیت افزا ہو

نہاں ہر گردباد دشت میں جام سفالی ہے

عروج نشہ ہے سر تا قدم چمن رویاں

بجائے خود و گرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے

ہوا آئینہ جام بادہ عکس روئے گلگوں سے

نشان خال رخ داغ شراب پر تگالی ہے

بہ پائے خامۂ مو طے رہ وصف کمر کیجے

کہ تار جادۂ سر منزل نازک خیالی ہے

اسد اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقت آرائش

لباس نظم میں بالیدن مضمون عالی ہے

☆☆

غزل نمبر 202

نشۂ مے بے چمن دود چراغ کشتہ ہے

جام، داغ شعلہ اندود چراغ کشتہ ہے

کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے

نبض بیمار وفادو چراغ کشتہ ہے

داغ ہمدیگر ہیں اہل باغ گر گُل ہو شہید

لالہ چشم حسرت آلود چر کشتہ ہے

شور ہے کس بزم کی عرض جراحت خانہ کا

صبح یک زخم نمک سود چراغ کشتہ ہے

نامراد جلوہ ہر عالم میں حسرت گُل کرے

لالہ داغ شعلہ فرسود چراغ کشتہ ہے

ہو جہاں تیرا دماغ ناز مست بے خودی

خواب ناز گل رخاں دود چراغ کشتہ ہے

ہے دل افسردہ داغ شوخی مطلب اسد

شعلہ آخر فال مقصود چراغ کشتہ ہے

☆☆

غزل نمبر 203

تغافل دوست ہوں میرا دماغ عجز عالی ہے

اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے

بتا شوخ کا دل سخت ہو گا کس قدر یارب

مری فریاد کو کہسا ساز عجز مالی ہے

نشان بے قرار شوق جز مژگاں نہیں باقی

کئی کانٹے ہیں اور پیراہن شکل نہالی ہے

جنوں کر اے چمن تحریر درس شغل تنہائی

نگاہ شوق کو صحرا ابھی دیوان غزالی ہے

سیہ مستی ہے اہل خاک کو ابر بہاری سے

زمیں کیفیت یک جام لبریز سفالی ہے 233

رہا آباد عالم اہل ہمت کے نہ ہونے سے

بھرے ہیں جس قدر جام و سبو میخانہ خالی ہے

اسد مت رکھ تعجب خرد ماغی ہائے منعم کا

کہ یہ نامرد بھی شیر افگن میدان قالی ہے

☆☆

غزل نمبر 204

کاوش دزد حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے

ناخن انگشت خوباں لعل واژوں ہے مجھے

ریشۂ شہرت دوانیدن ہے رفتن زیر خاک

خنجر جلاد برگ بید مجنوں ہے مجھے

ساقیا دے ایک ہی ساغر میں سب کو مے کہ آج

آرزوئے بوسۂ لب ہائے میگوں ہے مجھے

ہو گئے باہم دگر جوش پریشانی سے جمع

گردش جام تمنا دور گردوں ہے مجھے

دیکھ لی جوش جوانی کی ترقّی بھی کہ اب

بدر کی مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے

غنچگی ہے بر نفس پیچیدن فکر اے اسد

در شگفتن ہائے دل در رہن مضموں ہے مجھے

☆☆

غزل نمبر 205

گلشن کو تری صحبت از بسکہ خوش آئی ہے

ہر غنچے کا گل ہونا آغوش کشائی ہے

کنگر استغنا ہر دم ہے بلندی پر

یاں نالے کو اور الٹا عوائے رسائی ہے

آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش

عاشق کو غبار دل اک وجہ صفائی ہے

از بسکہ سکھاتا ہے غم ضبط کے اندازے

داغوں کا نظر آنا خود چشم نمائی ہے

ہنگام تصور ہوں دریوزہ گر بوسہ

یہ کاسۂ زانو بھی اک جام گدائی ہے

وہ دیکھ کے حسن اپنا مغرور ہوا غالب

صد جلوۂ آئینہ یک صبح جدائی ہے

☆☆

غزل نمبر 206

دلا! [234] عبث ہے تمنائے خاطر افروزی

کہ بوسۂ لب شیریں ہے اور گلو سوزی

طلسم آئنہ زانوئے فکر ہے غافل

ہنوز حسن کو ہے سعی جلوہ اندوزی

ہوئی ہے سوزش دل بسکہ داغ بے اثری

اُگی ہے دود جگر سے شب سیہ روزی

بہ پر فشانی پروانہ چراغ مزار

کہ بعد مرگ بھی ہے لذت جگر سوزی

تپش تو کیا، نہ ہوئی مشق پر فشانی بھی

رہا میں ضعف سے شرمندۂ نو آموزی

اسد ہمیشہ پئے کفش پائے سیم تناں

شعاع مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی

☆☆

غزل نمبر 207

آ امیدگی سامان بے تابی کرے

چشم میں توڑے نمک اں تا شکر خوابی کرے

آرزوئے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا

کیا کروں گر سایۂ دیوار سیلابی کرے

نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تار نفس

ناخن تیغ بتاں شاید کہ مضرابی کرے

صبح دم وہ جلوہ ریز بے نقابی ہو اگر

رنگ رخسار گل خورشید مہتابی کرے

زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مردگی

اے خوشا گر آب تیغ ناز تیزابی کرے

بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالب تو پھر

کیوں نہ دلی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے

☆☆

غزل نمبر 208

یوں بعد ضبط اشک پھروں گرد یار کے

پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے

پشت گرمی آئینہ دے ہے، ہم

حیراں کیے ہوئے ہیں دل بے قرار کے

بعد از وداع یار بخوں در طپیدہ ہیں

نقشِ قدم ہیں ہم کف پا نگار کے

ظاہر ہے ہم سے کلفت بخت سیاہ روز

گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطّ غبار کے

حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگ گُل

مانند شبنم اشک ہیں مژگان خار کے

آغوش گل کشودہ برائے وداع ہے

اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے

ہم مشق فکر وصل و غم ہجر سے اسد

لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے

☆☆

غزل نمبر 209

بہ[236] نقص ظاہری رنگ کمال طبع پنہاں ہے

کہ بہر مدعائے دل زبان لال زنداں ہے

شی خانہ زاد چشم بے پروانگاہاں ہے

غبار سرمہ یاں گر سواد نبلستاں ہے

صفائے اشک میں داغ جگر جلوہ دکھاتے ہیں

پر طاؤس گویا برق ابر چشم گریاں ہے

بہ بوئے زلف مشکیں یہ دماغ آشفتہ رم ہیں

کہ شاخ آہواں دود چراغ آسا پریشاں ہے

تکلف بر طرف ہے جانستاں تر لطف بد خویاں

نگاہ بے حجاب یار تیغ تیز عریاں ہے

اسد یہ[237] فرط غم نے کی تلف کیفیت شادی

کہ صبح عید مجھ کو بد تر از چاک گریباں ہے

☆☆

غزل نمبر 210

عاشق نقاب جلوۂ جانانہ چاہیے

فانوس شمع کو پر پروانہ چاہیے

وصل ہجر عالم تمکین و ضبط میں

معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیے

پیدا کریں دماغ تماشائے سرو و گل

حسرت کشوں کو ساغر و [illegible] نہ چاہیے

دیوانگاں ہیں حامل راز نہان عشق

اے بے تمیز گنج کو ویرانہ چاہیے

اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو ہاں

شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے

ساقی بہار موسم گل ہے سرور بخش

پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے

جادہ[238] ہے طرز گفتگوئے یار، اے اسد

یاں جز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے

☆☆

غزل نمبر211

[239]جہاں زندان موجستان دل ہائے پریشاں ہے

طلسم شش جہت یک حلقۂ گرداب طوفاں ہے

نہیں مردن صاحبدلان جز کسب جمعیّت

سویدا میں نفس مانند خط در نقطہ پنہاں ہے

غبار دشت وحشت سرمہ ساز انتظار آیا

کہ چشم آبلہ میں طویل میل مژگاں ہے

زبس دوش رم آہو پہ ہے محمل تمنا کا

جنون قیس سے بھی شوخی لیلیٰ نمایاں ہے

نقاب یار ہے غفلت نگاہی اہل بینش کی

مژہ پوشیدنی ہا پردۂ تصویر عریاں ہے

اسد بند قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ

اگر وا ہو تو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے

☆☆

غزل نمبر 212

صبح سے معلوم آثار ظہور شام ہے

غافلاں آغاز کار آئینۂ انجام ہے

ہیں صیاد راہ عشق میں صرف کمیں

جادۂ رہ سر بسر مژگان چشم دام ہے

بسکہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق

ہر بت خورشید طلعت آ ب بام ہے

مستعد قتل یک عالم ہے جلاد فلک

کہکشاں موج شفق میں تیغ خوں آشام ہے

کیا کمال عشق نقص آباد گیتی میں ملے

پختگی ہائے تصوریاں خیال خام ہے

ہو جہاں وہ ساقی خورشید رُو مجلس فروز

واں اسد تار شعاع مہر خطّ جام ہے

☆☆

غزل نمبر 213

ہجوم[240] نالہ حیرت عاجز عرض یک افغاں ہے

خموشی ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے

کجا کُو عرق، سعی عروج نشّہ رنگیں تر

خط رخسار ساقی تا خط ساغر چراغاں ہے

رہا بے قدر دل در پردۂ جوش ظہور آخر

گل و نرگس بہم آئینہ و اقلیم کوراں ہے

تکلف ساز رسوائی ہے غافل شرم رعنائیٔ

دل خوں گشتہ در دست حنا آلودہ عریاں ہے

تماشا سرخوش غفلت ہے باوصف حضور دل

ہنوز آئینہ خلوت گاہ ناز ربط مژگاں ہے

تکلف برطرف ذوق زلیخا جمع کر ورنہ

پریشاں خواب آغوش وداع یوسفستاں ہے

اسد جمعیّت دل در کنار بے خودی خوشتر

دو عالم آگہی سامان یک خواب پریشاں ہے

☆☆

غزل نمبر 214

اے 24 خوشا وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے

تار و پود فرش محفل پنبۂ مینا کرے

آسودۂ مژگاں تصرف وا کرے

رشتۂ پا شوخی بال نفس پیدا کرے

گرد کھاؤں صفحۂ بے نقش رنگ رفتہ کو

دست رد سطر تبسم یک نشا کرے

جو عزادار شہیدان نفس دزدیدہ ہو

نوحۂ ماتم بہ آواز پر عنقا کرے

صفحۂ گرداب جوہر کو بناڈالے تنور

عکس گر طوفانی آئینۂ دریا کرے

یک در بر روئے رحمت بستہ دور شش جہت

ناامیدی ہے خیال خانہ ویراں کیا کرے

ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسد

ہوں سراپا یک قلم تسلیم جو مولا کرے

☆☆

غزل نمبر 215

چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے

صبح کی مانند زخم دل گریبانی کرے

مے گر چشم مست یار سے پاوے شکست

موئے شیشہ دیدہ ساغر کی مژگانی کرے

خطّ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد

یک قلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے

ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقت قہقہہ

کرمک شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے

وقت اُس افتادہ کا خوش جو قناعت سے اسد

نقشِ پائے مور کو تخت سلیمانی کرے

☆☆

غزل نمبر 216

چشم خوباں مے فروش نشہ زار ناز ہے[242]

سرمہ گویا موج دُود شعلۂ آواز ہے

یرخامہ ریزش ہائے استقبال ناز

نامہ خود پیغام کو بال پر پرواز ہے[243]

سرنوشت اضطراب انجامی الفت نہ پوچھ

نال خامہ خار در پیراہن غاز ہے

نالۂ دل نغمہ ریزاں ہے بہ مضراب خیال

رشتۂ پایاں نوا سامان بند ساز ہے

شرم ہے طرز تلاش انتخاب یک نگاہ

اضطراب چشم برپا دوختہ غمّاز ہے

شوخی اظہار کو جز وحشت مجنوں اسد

بسکہ لیلائے سخن محمل نشین راز ہے

☆☆

غزل نمبر 217

خوب جمعیّت محمل ہے پریشان مجھ سے

رگ بستر کو ملی شوخی مژگاں مجھ سے

غم عشاق نہ ہو سادگی آموز بتاں

آرزو خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے

کنج تاریک وکمیں گیری اختر شمری

عینک چشم بنا روزن زنداں مجھ سے

اے تسلی ہوس وعدہ فریب افسوں ہے

ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے

بستن عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا

چشم نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے

آتش افروزی یک شعلۂ ایما تجھ سے

چشمک آرای صد شہر چراغاں مجھ سے

اے اسد دسترس وصل تمنا معلوم

کاش ہو قدرت بر چیدن داماں مجھ سے

☆☆

غزل نمبر 218

بہار تعزیت آباد عشق ماتم ہے

کہ تیغ یار ہلال مہ محرم ہے

ہن ضبط ہے آئینہ بندی گوہر

وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشم پُر نم ہے

چمن میں کون ہے طرز آفرین شیوۂ عشق

کہ گل ہے بلبل رنگین و بیضہ شبنم ہے

اگر نہ ہووے رگ خواب صرف شیرازہ

تمام دفتر ربط مزاج برہم ہے

اسد بہ نازکی طبع آرزو انصاف

کہ ایک وہم ضعیف و غم دو عالم ہے

☆☆

غزل نمبر 219

ہر قدم دوری منزل ہے نمایاں مجھ سے

میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

درس عنوان تماشا بہ تغافل خوشتر

ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے

وحشت آتش دل سے شب تنہائی میں

دُود کی طرح رہا سایہ گریزاں مجھ سے

اثر آبلہ کرتا ہے بیاباں روشن

جادہ جوں رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے

بیکسی ہائے شب ہجر کی وحشت مت پوچھ

سایہ خورشید قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے

بے خودی بستر تمہید فراغت ہو جو

پُر ہے سائے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے

شوق دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے

جوں گل شمع ہو نظّارہ پریشاں مجھ سے

گردش ساغر صد جلوۂ رنگیں تجھ سے

آئنہ داری یک دیدۂ حیراں مجھ سے

نگہ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسد

ہے چراغاں خس و خاشاک گلستاں مجھ سے

غزل نمبر220

عذار یار نظر بند چشم گریاں ہے

عجب کہ پرتو خور شمع شبنمستاں ہے

ل بہ کام خموشاں ز فرط تلخی ضبط

بہ رنگ پستہ بہ زہراب دادہ پیکاں ہے

قبائے جلوہ فزائے لباس عریانی

بہ طرز گل رگ جاں مجھ کو داماں ہے

لب گزیدۂ معشوق ہے دل افگار

نشان بُرّش شمشیر زخم دنداں ہے

کشود غنچۂ دل ہا عجب نہ رکھ غافل

صبا خرامی خوباں بہار ساماں ہے

فغاں کہ بہر شفائے حصول ناشدنی

دماغ ناز کش منّت طبیباں ہے

اسد! جہاں کہ علی بر سر نوازش ہو

کشاد عقدۂ دشوار کار آساں ہے

☆☆

غزل نمبر221

بسکہ 244 حیرت سے زپا افتادۂ زنہار ہے

ناخن انگشت بتخال لب بیمار ہے

لف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن دریغ

ورنہ صد محشر بہ رہن صافی رخسار ہے

در خیال آباد سو ئے سر مژگان دوست

صد رگ جاں جادہ آسا وقف نشتر زا ہے

بسکہ ویرانی سے کفر و دیں ئے زیر و زبر

گرد صحرائے حرم تا کوچۂ زنار ہے

اے سر شوریدہ ناز عشق و پاس آبرو

یک طرف سودا و یک سُو منت دستار ہے

وصل میں دل انتظار طرفہ رکھتا ہے مگر

فتنہ تاراج تمنا کے لیے درکار ہے

ایک جا حرف وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا

ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے

خانماںہا پائمال شوخی دعوی اسد

سایۂ دیوار سیلاب در و دیوار ہے

☆☆

غزل نمبر 220

تغافل[245] مشربی سے ناتمامی بسکہ پیدا ہے

نگاہ ناز چشم یار میں زنار مینا ہے

تصرف وحشیوں میں ہے تصور ہائے مجنوں کا

سواد چشم آہو عکس خال روئے لیلیٰ ہے

محبت طرز پیوند نہال دوستی جانے

دویدن ریشہ ساں مفت رگ خواب زلیخا ہے

کیا یکسر گداز دل بہ ناز جوشش حسرت

سویدا نسخۂ تہ بندی داغ تمنا ہے

ہجوم ریزش خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا

حنائے پنجۂ صیاد مرغ رشتہ برپا ہے

اسد[246] گر نام والائے علی تعویذ بازو ہے

غریق بحر خوں تمثال در آئینہ رہتا ہے

☆☆

غزل نمبر 223

شفق[247] بہ دعویٰ عاشق گواہ رنگیں ہے

کہ ماہ وزد حنائے کف نگاریں ہے

کرے ہے بادہ ترے لب سے کسب رنگ فروغ

خط پیالہ سراسر نگاہ گلچیں ہے

عیاں ہے پائے حنائی سے پرتو خورشید

رکاب روزن دیوار خانہ زیں ہے

جبین صبح امید فسانہ گویاں پر

درازی رگ خواب بتاں خط چیں ہے

ہوا نشان سواد دیار حسن عیاں

کہ خط غبار زمیں خیز زلف مشکیں ہے

بجا ہے گر نہ سنے نالہ ہائے بلبل زار

کہ گوش گل نم شبنم سے پنبہ آگیں ہے

☆☆

غزل نمبر 224

اثر [248] سوز محبت کا قیامت بے محابا ہے

کہ رگ سے سنگ میں تخم شرر کا ریشہ پیدا ہے

نہاں ہے گوہر مقصود جیب خود شناسی میں

کہ یاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے

عزیزاں گرچہ بہلاتے ہیں ذکر وصل سے لیکن [249]

مجھے افسون خواب افسانۂ خواب زلیخا ہے

تصور بہر تسکین طپیدن ہائے طفل دل

بہ باغ رنگ ہائے رفتہ گلچین تماشا ہے

بہ سعی غیر ہے قطع لباس خانہ ویرانی

کہ تار جادۂ رہ رشتۂ دامان صحرا ہے

مجھے شب ہائے تاریک فراق شعلہ رویاں میں

چراغ خانۂ دل سوزش داغ تمنا ہے

ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں

ستمگر! ناخدا ترس! آشنا کُش! ماجرا کیا ہے

☆☆

غزل نمبر225

جوہر آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے

قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سو نگہ آلودہ ہے

مگاہ عجز میں سامان آسائش کہاں

پر فشانی بھی فریب خاطر آسودہ ہے

اے ہوس عرض بساط ناز مشتاقی نہ مانگ

جوں پر طاؤس چندیں داغ مشک اندودہ ہے

ہے ریاکار تبہ بالاتر تصور کردنی

تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے

کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش

عافیت سرمایۂ بال و پر نکشودہ ہے

ہے سواد خط پریشاں موئی اہل عزا

خامہ میرا شمع قبر کشتگاں کادودہ ہے

جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے

مرگ سے وحشت نہ کر راہ عدم پیمودہ ہے

پنبۂ مینائی ہی رکھ لو تم اپنے کان میں

مے پرستاں ناصح بے صرفہ گو بیہودہ ہے

کثرت انشائے مضمون تحیّر سے اسد

ہر سر انگشت نوک خامۂ فرسودہ ہے

غزل نمبر 226

بہ 250 بزم مے پرستی حسرت تکلیف بے جا ہے

کہ جام بادہ کف بر لب بہ تکلیف تقاضا ہے

یدۂ بینا ہے گُو خواب و چہ بیداری

بہم آوردہ مژگاں بوسۂ روئے تماشا ہے

نہ لائی شوخی اندیشہ تاب درد نومیدی

کف افسوس سودن عہدِ [illegible] ید تمنا ہے

نگہ معمار حسرت ہا، چہ آبادی، چہ ویرانی

کہ مژگاں جس طرف وا ہو، کف دامان صحرا ہے

نسودے آبلوں میں گر سرشک دیدۂ نم سے

بہ جولاں گاہ نومیدی نگاہ عاجزاں پا ہے

بہ سختی ہائے قید زندگی معلوم آزادی

شرر در بند دام رشتۂ رگ ہائے خارا ہے

اسد یاس تمنا سے نہ رکھ امید آزادی

گداز آرزوہا آبیار آرزوہا ہے

☆☆

غزل نمبر 227

بہر پرورِدن سراسر لطف گستر سایہ ہے

مژگاں بہ طفل اشک دست دایہ ہے

فصل گل میں دیدۂ خونیں نگاہاں جنوں

دولت نظّارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے

شورش باطن سے یاں تک مجھ غفلت ہے کہ آہ

شیون دل یک سرودخانۂ ہمسایہ ہے

کیوں نہ تیغ یار کو مشاطۂ الفت کہوں

زخم مثل گل سراپا کے مرے پیرایہ ہے

اے اسد آباد ہے مجھ سے جہان شاعری

خامہ میرا تخت سلطان سخن کا پایہ ہے

☆☆

غزل نمبر 228

چشم گریاں بسمل شوق بہار دید ہے

اشک ریزی عرض بال افشانی امید ہے

د گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگام وداع

گوہر شب تاب اشک دیدۂ خورشید ہے

رتبۂ تسلیم خلت مشرباں عالی سمجھ

چشم قربانی گل شاخ ہلال عید ہے

کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش

اے خوشارندی[251] کہ مرغ گلشن تجرید ہے

کثرت اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسد

یا علی وقت عنایات و دم تائید ہے

☆☆

غزل نمبر 229

فرصت آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے

روز و شب یک کف افسوس تماشائی ہے

وحشت زخم وفا دیکھ کہ سر تا سر دل

بخیہ جوں جوہر تیغ آفت گیرائی ہے

شمع آسا چہ سر دعوی و کو پائے ثبات

گل صد شعلہ بہ یک جیب شکیبائی ہے

نالہ خونیں ورق و دل گل مضمون شفق

چمن آرائے نفس وحشت تنہائی ہے

بوئے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب

وصل بر رنگ تپش کسوت رسوائی ہے

شرم طوفان خزاں رنگ طرب گاہ بہار

گل مہتاب بہ کف چشم تماشائی ہے

باغ خاموشی دل سے سخن عشق اسد

نفس سوختہ رمز چمن ایمائی ہے

☆☆

غزل نمبر 230

عیادت بسکہ تجھ سے گرمی بازار بستر ہے

فروغ شمع بالیں طالع بیدار بستر ہے

ق شوخی اعضا تکلف بار بستر ہے

معاف پیچ و تاب کشمکش ہر تار بستر ہے

معمائے تکلف سر بہ مُہر چشم پوشیدن

گداز شمع محفل پیچش طو بستر ہے

مژہ فرش رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر

بہ پائے خفتہ سیر وادی پُر خار بستر ہے

سرشک سر بہ صحرا دادہ نور العین داماں ہا

دل بے دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہے

بہ طوفاں گاہ جوش اضطراب وحشت شب ہا

شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہے

اسد جوش بہار دیدۂ بیدار کے صدقے

ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے

☆☆

غزل نمبر 231

خطر[252] ہے رشتۂ الفت رگ گردن نہ ہو جائے

ستی آفت ہے تُو دشمن نہ ہو جائے

بہ پاس شوخی مژگاں سر ہر خار سوزن ہے

تبسم برگ گل کو بخیۂ دامن نہ ہو جائے

جراحت دوزی عاشق ہے جائے رحم ڈرتا ہوں

کہ رشتہ تار اشک دیدۂ سوزن نہ ہو جائے

غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی

سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جائے

سمجھ اس فصل میں کوتاہی نشو و نما غالب

اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جائے

☆☆

غزل نمبر232

نوائے خفتۂ الفت اگر بے تاب ہو جاوے

پر پروانہ تار شمع پر مضراب ہو جاوے

اگر وحشت عرق افشان بے پرواخرامی ہو

بیاض دیدۂ آہو کف سیلاب ہو جاوے

زبس طوفان آب و گل ہے غافل کیا تعجب ہے

کہ ہر یک گردباد گلستاں گرداب ہو جاوے

اثر میں یاں تک اے دست دعا اعجاز پیدا کر

کہ سجدہ قبضۂ تیغ خم محراب ہو جاوے

بہ رنگ گل اگر شیرازہ بند بے خودی رہیے

ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہو جاوے

اسد باوصف عجز بے تکلف خاک گردیدن

غضب ہے گر غبار خاطر احباب ہو جاوے

☆☆

غزل نمبر 233

تا چند ناز مسجد و بت خانہ کھینچیے

ں شمع دل بہ خلوت جانانہ کھینچیے

بہزاد نقشِ یک دل صد چاک عرض کر

گر زلف یار کھینچ نہ سکے شانہ کھینچیے

راحت کمین شوخی تقریب نالہ ہے

پائے نظر بہ دامن افسانہ کھینچیے

زلف پری بہ سلسلۂ آرزو رسا

یک عمر دامن دل دیوانہ کھینچیے

یعنی دماغ غفلت ساقی رسیدہ تر

خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے

پرواز آشیانۂ عنقائے ناز ہے

بال پری بہ وحشت بے جانہ کھینچیے

عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر

دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے

ہے ذوق گریہ عزم سفر کیجیے اسد

رخت جنون سیل بہ ویرانہ کھینچیے

☆☆

غزل نمبر 234

وہ مژہ بر آہ روبانیدن253از دل تیز ہے

یہ زمیں مثل نیستاں سخت ناوک خیز ہے

ہو کیا خاک دست و بازوئے فرہاد سے

بیستوں خواب گران خسرو پرویز ہے

ان ستم کیشوں کے کھائے ہیں زبس تیر نگاہ

پردۂ بادام یک غربال ت بیز ہے

خوں چکاں ہے جادہ مانند رگ سودائیاں

سبزۂ صحرائے اُلفت نشتر خوں ریز ہے

جلوۂ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسد

جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہے

☆☆

غزل نمبر 235

دامان دل بہ وہم تماشا نہ کھینچیے

اے مدعی خجالت بے جا نہ کھینچیے

گل سر بہ سر اشارۂ جیب دریدہ ہے

ناز بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے

حیرت حجاب جلوہ و وحشت غبار راہ

پائے نظر بہ دامن صحرا نہ کھینچیے

واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب

درد طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے

گر صفحے کو نہ دیجیے پرداز سادگی

جز خط عجز نقشِ تمنا نہ کھینچیے

خود نامہ بن کے جائیے اُس آشنا کے پاس

کیا فائدہ کہ منت بیگانہ کھینچیے

دیدار دوستان لباسی ہے ناگوار

صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے

ہے بے خمار نشۂ خون جگر اسد

دست ہوس بہ گردن مینانہ کھینچیے

☆☆

غزل نمبر 236

زلف سیہ افعی نظر بد قلمی ہے

ہر چند خط سبز و زمرد رقمی ہے

مشق وفا جانتے ہیں لغزش پا تک

اے شمع تجھے دعویٰ ثابت قدمی ہے

ہے عرض شکست آئنۂ جرأت عاشق

جز آہ کہ سر لشکر وحشت علمی ہے

واماندۂ ذوق طرب وصل نہیں ہوں

اے حسرت بسیار تمنا کی کمی ہے

وہ پردہ نشیں اور اسد آئینۂ اظہار

شہرت چمن فتنہ و عنقا رمی ہے

☆☆

غزل نمبر 237

تر 254 جبیں رکھتی ہے شرم قطرہ سامانی مجھے

ج گرداب حیا ہے چین پیشانی مجھے

شبنم آسا کُو مجال سبحہ گردانی مجھے

ہے شعاع مہر زنار سلیمانی ہے

بلبل تصویر ہوں بیتاب ظہار تپش

جنبش نال قلم جوش پریشانی مجھے

ضبط سوز دل ہے وجہ حیرت اظہار حال

داغ ہے مُہر دہن جوں چشم قربانی مجھے

شوخ ہے مثل حباب از خویش بیروں آمدن

ہے گریباں گیر فرصت ذوق عریانی مجھے

وا کیا ہر گز نہ میرا عقدۂ تار نفس

ناخن بریدہ ہے تیغ صفاہانی مجھے

ہوں ہیولائے دوعالم صورت تقریر اسد

فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے

☆☆

غزل نمبر 238

یاد ہے شادی میں عقد نالۂ یارب مجھے

سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیر لب مجھے

ہے کشاد خاطر وابستہ در رہن سخن

تھا طلسم قفل ابجد خانۂ مکتب مجھے

یارب اس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے

رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے

صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں

توڑنا ہوتا ہے رنگ یک نفس ہر شب مجھے

شومی طالع سے ہوں ذوق معاصی میں اسیر

نامۂ اعمال ہے تاریکی کو کب مجھے

درد ناپیدا و بے جا تہمت وارستگی

پردہ دار یاوگی ہے وسعت مشرب مجھے

طبع ہے مشتاق لذت ہائے حسرت کیا کروں

آرزو سے ہے شکست آرزو مطلب مجھے

دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہو گئے

عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے

☆☆

غزل نمبر239

بسکہ سودائے خیال زلف وحشت ناک ہے

تا دل شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے

فلاخن باز کس کا نالۂ بے باک ہے

جادہ تا کہسار موئے چینی افلاک ہے

ہے دو عالم ناز یک صید شہ دُلدل سوار

یاں خط پرکار ہستی حلقۂ [illegible]ک ہے

خلوت بال و پر قمری میں وا کر راہ شوق

جادۂ گلشن بہ رنگ ریشہ زیر خاک ہے

عیش گرم اضطراب و اہل غفلت سرد مہر

دور ساغر یک گلستاں برگ ریز تاک ہے

عرض وحشت پر ہے ناز ناتوانی ہائے دل

شعلۂ بے پردہ چین دامن خاشاک ہے

ہے کمند موج گل آشفتہ فتراکی اسد

رنگ یاں بُو سے سوار توسن چالاک ہے

☆☆

غزل نمبر 240

زبسکہ مشق تماشا جنوں علامت ہے

کشاد و بست مژہ سیلی ندامت ہے

بہ پیچ و تاب ہوس سلک عافیت مت توڑ

نگاہ خفتہ سر رشتۂ سلامت ہے

وفا مقابل و دعوائے بے بنیاد

جنون ساختہ و فصل گل قیامت ہے

نہ جانوں کیونکہ مٹے داغ طعن بد عہدی

تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے

اسد ! بہار تماشائے گلستان حیات

وصال لالہ عذاران سرو قامت ہے

☆☆

غزل نمبر241

مژہ پہلوئے چشم اے جلوۂ ادراک باقی ہے

ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخی خاشاک باقی ہے

چمن کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری

عدم میں بہر فرق سر مشت خاک باقی ہے

گداز سعی بینش شکست و شو سے نقشِ خود کامی

سراپا شبنم آئیں یک نگاہ پاک باقی ہے

ہوا ترک لباس زعفرانی دل کشا لیکن

ہنوز آفت نسب یک عقدہ یعنی چاک باقی ہے

چمن زار تمنا ہو گئی255 صرف خزاں لیکن

بہار نیم رنگ آہ حسرت ناک باقی ہے

نہ حیرت چشم ساقی کی نہ صحبت دور ساغر کی

مری محفل میں غالب گردش افلاک باقی ہے

☆☆

غزل نمبر 242

شکل طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے

ہو   گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے

پر طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے

ایک دل تھا کہ بہ صد چشم دکھایا ہے مجھے

عکس خط تا سخن ناصح د   سر سبز

آئنہ بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے

سُنبلستان جنوں ہوں ستم نسبت زلف

مُوکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے

گردباد آئنۂ محشر خاک مجنوں

یک بیاباں دل بیتاب اُٹھایا ہے مجھے

حیرت کاغذ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر

تہ خاکستر صد آئنہ پایا ہے مجھے

لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاق بہار

ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے

دردِ اظہار تپش کسوتی گُل معلوم

ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں میں سلایا ہے مجھے

بے دماغ تپش و عرض دو عالم فریاد

ں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے

جام ہر ذرہ ہے سرشار تمنا مجھ سے

کس کا دل ہوں وعالم سے لگایا ہے مجھے

جوش فریاد سے لوں گا یتِ خواب اسد

شوخی نغمۂ بیدل نے جگایا ہے مجھے

غزل نمبر 243

شوخی مضراب جولاں آبیار نغمہ ہے

بر گریز ناخن مطرب بہار نغمہ ہے

سے اے غفلت تجھے تعبیر آگاہی ملے

گوش ہا سیمابی و دل بے قرار نغمہ ہے

ساز عیش بے لی ہے خانہ ویرانی مجھے

سیل یاں کوک صدائے آبشار نغمہ ہے

سنبلی خواں ہے بہ ذوق تار گیسوئے دراز

نالۂ زنجیر مجنوں رشتہ دار نغمہ ہے

شوخی فریاد سے ہے پردۂ زنبور گل

کسوت ایجاد بلبل خار خار نغمہ ہے

نشہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مست طرب

شیشۂ مے سرو سبز جوئبار نغمہ ہے

ہم نشیں مت کہہ کہ برہم کر نہ بزم عیش یار

واں تو میرے نالے کو بھی اعتبار نغمہ ہے

غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسد

پنبۂ گوش حریفاں پہ دو تار نغمہ ہے

☆☆

غزل نمبر 244

خود فروشی ہائے[256] ہستی بسکہ جائے خندہ ہے

تا شکست قیمت دل ہا صدائے خندہ ہے

خی اظہار دندان ہا برائے خندہ ہے

دعویٔ جمعیّت احباب جائے خند ہے

ہیں عدم میں غنچہ ہا عبرت کش انجام گل

یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے

عیش بے تابی حرام کلفت افسردگی

عرض دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے

نقشِ عبرت در نظر یا نقد عشرت در بساط

دو جہاں وسعت بہ قدر یک فضائے خندہ ہے

جائے استہزا ہے عشرت کوشی ہستی اسد

صبح و شبنم فرصت نشو و نمائے خندہ ہے

☆☆

غزل نمبر245

حسن بے پروا خریدار متاع جلوہ ہے

آئنہ زانوئے فکر اختراع جلوہ ہے

دیدن ہابہ ناز و ناز رفتن ہابہ چشم

جادۂ صحرائے آگاہی شعاع جلوہ ہے

اختلاف رنگ و بو طرح بہار بے خودی

صلح کل گرد ادب گاہ نز[illegible] جلوہ ہے

تا کجا اے آگہی رنگ تماشا باختن

چشم وا گر دیدہ آغوش وداع جلوہ ہے

حسن خوباں بسکہ بے قدر تماشا ہے اسد

آئنہ یک دست رد امتناع جلوہ ہے

☆☆

غزل نمبر 246

جب تک دہان زخم نہ پیدا کرے کوئی

مشکل کہ تجھ سے راہ سخن وا کرے کوئی

سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر

فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی

عالم غبار وحشت مجنوں ہے سر بسر

کب تک خیال طرۂ لیلا کرے کوئی

افسردگی نہیں طرب انشائے التفات

ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی

رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے

آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی

تمثال جلوہ عرض کر اے حسن کب تلک

آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی

چاک جگر سے جب رہ پرسش نہ وا ہوئی

کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کرے کوئی

بے کاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل

جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

حسن فروغ شمع سخن دور ہے اسد

پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی

☆☆

غزل نمبر 247

جنوں رسوائی وارستگی زنجیر بہتر ہے

بقدر مصلحت دل تنگی تدبیر بہتر ہے

خودبینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ

بہ دین عجز اگر بدنامی تقدیر بہتر ہے

دل آگاہ تسکیں خیز بے دردی نہ ہو یارب

نفس آئینہ دار آہ بے تاثیر بہتر ہے

خدایا! چشم تا دل درد ہے افسون آگاہی

نگہ حیرت سواد خواب بے تعبیر بہتر ہے

درون جوہر آئینہ جوں برگ حنا خوں ہے

بتاں نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے

تمنائے اسد قتل رقیب اور شکر کا سجدہ

دعائے دل بہ محراب خم شمشیر بہتر ہے

☆☆

غزل نمبر 248

وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی

ہستی کو لفظ معنی عنقا کرے کوئی

ہے لختِ دل سے جوں مژہ ہر خار شاخ گل

تا چند باغبانی صحرا کرے کوئی

جو کچھ ہے محوِ شوخیِ ابروئے یار ہے

آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ دیکھا کرے کوئی

ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد نالہ خیز

یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی

ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز

تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ

صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی

وہ شوخ اپنے حسن پہ مغرور ہے اسد

دکھلا کے اس کو آئنہ توڑا کرے کوئی

☆☆

غزل نمبر 249

دریوزۂ ساماں ہا اے بے سروسامانی

ایجاد گریباں ہا در پردۂ عریانی

تمثال تماشا ہا اقبال تمنا ہا

عجز عرق شرمے اے آئنہ حیرانی

دعوائے جنوں باطل تسلیم عبث حاصل

پرواز فنا مشکل میں عجز تن آسانی

بیگانگی خو ہا موج رم آہو ہا

دام گلۂ اُلفت زنجیر پشیمانی

پرواز تپش رنگی گلزار ہمہ تنگی

خوں ہو قفس دل میں اے ذوق پر افشانی

سنگ آمد و سخت آمد درد سر خودداری

معذور سبکساری مجبور گراں جانی

گلزار تمنا ہوں گلچین تماشا ہوں

صد نالہ اسد بلبل در بند زباں دانی

☆☆

غزل نمبر 250

باغ تجھ بن گل نرگس سے ڈراتا ہے مجھے

چاہوں گر سیر چمن آنکھ دکھاتا ہے مجھے

نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کف خاک

آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے

جوہر تیغ بہ چشمۂ دیگر معلوم

ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے

مدعا محو تماشائے شکست دل ہے

آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے

شور تمثال ہے کس رشک چمن کا یارب

آئنہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے

حیرت آئنہ انجام جنوں ہوں جوں شمع

کس قدر داغ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے

میں ہوں اور حیرت جاوید مگر ذوق خیال

بہ فسون نگہ ناز ستاتا ہے مجھے

حیرت فکر سخن ساز سلامت ہے اسد

دل پس زانوئے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے

غزل نمبر251

کوہ کے ہوں بارِ خاطر گر صدا ہو جائیے

بے تکلفائے شرارِ جستہ کیا ہو جائیے

یا رکھیے نازہائے التفاتِ اولیں

آشیانِ طائرِ رنگِ رسا ہو جائیے

بیضہ آسا ننگِ بال و پر ہے یہ کنجِ قفس

از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہو جائیے

لطفِ عشقِ ہر یک انداز دگر دکھلائے گا

بے تکلف یک نگاہ آشنا ہو جائیے

داد از دستِ جفائے صدمۂ ضرب المثل

گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہو جائیے

وسعتِ مشرب نیاز کلفتِ وحشت اسد

یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما ہو جائیے

☆☆

غزل نمبر 252

داغ پشت دست عجز شعلہ خس بہ دنداں ہے

اے ہوس مبارک ہو کار عشق آساں ہے

گاہ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے

برق خرمن راحت خون گرم دہقاں ہے

حیرت تپیدن ہا خوں بہائے دیدن ہا

رنگ گل کے پردے میں آ پر افشاں ہے

عشق کے تغافل سے ہرزہ گردی عالم

روئے شش جہت آفاق پشت چشم زنداں ہے

غنچہ تا شگفتن ہا برگ عافیت معلوم

باوجود دل جمعی خواب گل پریشاں ہے

گل بہ کوہ از لالہ بزم ساز بے تابی

مثل دود مجمر ہا داغ بال افشاں ہے

اے کرم نہ ہو غافل ورنہ ہے اسد بیدل

از گُہر صدف خالی پشت چشم نیساں ہے

☆☆

غزل نمبر 253

گریہ سرشاریِ شوقے بہ بیاباں زدہ ہے

قطرۂ خونِ جگر چشمکِ طوفاں زدہ ہے

گر بے لذّتِ کاوش نہ کرے جرأتِ شوق

قطرۂ اشک دلے بر صفِ مژگاں زدہ ہے

بے تماشا نہیں جمعیّتِ چشمِ بسمل

مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے

فرصتِ آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی

یک شرربال دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے

درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب

غنچہ صد آئنہ زانوئے گلستاں زدہ ہے

سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسد

دشت ورِیگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے

☆☆

غزل نمبر 254

خواب غفلت بہ کمیں گاہ نظر پنہاں ہے

شام سائے میں بہ تاراج سحر پنہاں ہے

جہاں گردش یک سبحۂ اسرار نیاز

نقد صد دل بہ گریبان سحر پنہاں ہے

خلوت دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق

آستاں میں صفت آئنہ در پنہاں ہے

فکر پرواز جنوں ہے سبب ضبط نہ پوچھ

اشک جوں بیضۂ مژگاں تہ پر پنہاں ہے

ہوش اے ہرزہ درا تہمت بے دردی چند

نالہ در گرد تمنائے اثر پنہاں ہے

وہم غفلت مگر احرام فسردن باندھے

ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے

وحشت دل ہے اسد عالم نیرنگ نشاط

خندۂ گل بہ لب زخم جگر پنہاں ہے

☆☆

غزل نمبر 255

مستی بہ ذوق غفلت ساقی ہلاک ہے

موج شراب یک مژہ خواب ناک ہے

کلفت طلسم جلوۂ کیفیت دگر

زنگار خوردہ آئنہ یک برگ تاک ہے

ہے عرض جوہر خط و خال ہزار عکس

لیکن ہنوز دامن آئینہ پاک ہے

ہوں خلوت فسردگی انتظار میں

وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے

جز زخم تیغ ناز نہیں دل میں آرزو

جیب خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے

جوش جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسد

صحرا ہماری آنکھ میں اک مشت خاک ہے

☆☆

غزل نمبر 256

غم و عشرت قدم بوس دل تسلیم آئیں ہے

ے مدّعا گم کردگان عشق آمیں ہے

تماشا ہے کہ ناموس فا رسوائے آئیں ہے

نفس تیری گلی میں خوں ہو اور بازار رنگیں ہے

لب عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گھوارہ جنبانی

قیامت کشتۂ لعل بتاں کا خواب سنگیں ہے

ہمارا دیکھنا گر تنگ ہے سیر گلستاں کر

شرار آہ سے موج صبا دامان گلچیں ہے

پیام تعزیت پیدا ہے انداز عیادت سے

شب ماتم تہ دامان دود شمع بالیں ہے

زبس جز حسن منت ناگوارا ہے طبیعت پر

کشاد عقدہ محو ناخن دست نگاریں ہے

نہیں ہے سرنوشت عشق غیر از بے دماغی ہا

جبیں پر میری مدّ خامۂ قدرت خط چیں ہے

بہار باغ پامال خرام جلوہ فرمایاں

حنا سے دست و خون کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے

بیابان فنا ہے بعد صحرائے طلب غالب

پسینہ توسن ہمت کا سیل خانۂ زیں ہے

غزل نمبر 257

دیکھتا ہوں وحشت شوق خروش آمادہ سے

فال رسوائی ارشک سر بہ صحرا دادہ ہے

گر سبزے میں پنہاں کیجیے طاؤس ہو

جوش نیرنگ بہار عرض صحرادا سے

پا تراب سیل طوفان صدائے آب ہے

نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے نگلی جادہ سے

بزم مے وحشت کدہ ہے کس کی چشم مست کا

شیشے میں نبض پری پنہاں ہے موج بادہ سے

خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب

جوش ویرانی ہے عشق داغ بیروں دادہ سے

بزم ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسد

دیکھتے ہیں چشم از خواب عدم نکشادہ سے

☆☆

غزل نمبر 258

نظر پرستی و بے کاری و خود آرائی

رقیب آئنہ ہے حیرت تماشائی

گزشتن دل کاروان حیرت ہے

نگہ غبار ادب گاہ جلوہ فرمائی

بہ چشم در شدہ مژگاں ہے جوہر رگ خواب

نہ پوچھ ناز کی وحشت شکیبائی

خراب نالۂ بلبل شہید خندۂ گل

ہنوز دعوئ تمکین و بیم رسوائی

شکست ساز خیال آں سوئے کریوۂ غم

ہنوز نالہ پر افشان ذوق رعنائی

ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ

ہنوز محمل حسرت بہ دوش خود رائی

وداع حوصلہ توفیق شکوہ عجز وفا

اسد ہنوز گمان غرورِ دانائی

☆☆

غزل نمبر 259

کوشش ہمہ بے تاب تردد شکنی ہے

صد جنبش دل یک مژہ برہم زدنی ہے

گو حوصلہ پامرد تغافل نہیں لیکن

خاموشی عاشق گلۂ کم سخنی ہے

دی لطف ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت

تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے

رامش گر ارباب فنا نالۂ زنجیر

عیش ابد از خویش بروں تاختنی ہے

از بسکہ ہے محو بہ چمن تکیہ زدنہا

گلبرگ پر بالش سرو چمنی ہے

آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو

اے حسن مگر حسرت پیماں شکنی ہے

فریاد اسد بے نگہی ہائے بتاں سے

سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے

☆☆

غزل نمبر 260

کاشانۂ ہستی کہ بر انداختنی ہے

یاں سوختنی چارہ گر ساختنی ہے

ہے شعلۂ شمشیر فنا حوصلہ افگار

اے داغ تمنا سپر انداختنی ہے

جز خاک بسر کردن بے فائدہ حاصل

ہر چند بہ میدان ہوس [illegible]ختنی ہے

اے بے ثمراں حاصل تکلیف دمیدن

گردن بہ تماشائے گل افراختنی ہے

ہے سادگی ذہن تمنائے تماشا

جائے کہ اسد رنگ چمن باختنی ہے

☆☆

غزل نمبر261

گلستاں بے تکلف پیشِ پا افتادہ مضموں ہے

جو تو باندھے کفِ پا پر حنا آئینہ موزوں ہے

گل دماغ نشۂ ایجاد258 مجنوں ہے

ہجوم برق سے چرخ و زمیں یک قطرۂ خوں ہے

رجوع گریہ سوئے دل خوشا سرمایۂ طوفاں

بر انگشت حساب اشک ناخن نعل واژوں ہے

عدم وحشت سراغ و ہستی آئیں بند رنگینی

دماغ دو جہاں پر سنبل و گل یک شبیخوں ہے

تماشا ہے علاج بے دماغی ہائے دل غافل

سویدا مردم چشم پری نظّارہ افسوں ہے

فنا کرتی ہے زائل سرنوشت کلفت ہستی

سحر از بہر شست و شوئے داغ ماہ صابوں ہے

اسد ہے آج مژگان تماشا کی حنابندی

چراغان نگاہ و شوخی اشک جگر گوں ہے

☆☆

غزل نمبر 262

منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے

دامان صد کفن تہ سنگ مزار ہے

ت طلب ہے حل معمائے آگہی

شبنم گداز آئینہ اعتبار ہے

ہے ذرہ ذرہ تنگی جا سے غبار شوق

گر دام یہ ہے وسعت شکار ہے

خجلت کش وفا کو شکایت نہ چاہیے

اے مدعی طلسم عرق بے غبار ہے

کس کا سراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا

آئینہ فرش شش جہت انتظار ہے

چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگ گل پر آب

اے عندلیب وقت وداع بہار ہے

کیفیت ہجوم تمنا رسا اسد

خمیازہ ساغر مئے رنج خمار ہے

☆☆

غزل نمبر 263

گدائے طاقت تقریر ہے زباں تجھ سے

خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے

فسردگی میں ہے فریاد بیدلاں تجھ سے

چراغ صبح و گل موسم خزاں تجھ سے

بہار حیرت نظارہ سخت جانی سے259

حنائے پائے اجل خون کشتگاں تجھ سے

پری بہ شیشہ و عکس رخ اندر آئینہ

نگاہ حیرت مشاطہ خوں فشاں تجھ سے

طراوت سحر ایجادی اثر یک سُو

بہار نالہ و رنگینی فغاں تجھ سے

چمن چمن گل آئینہ در کنار ہوس

امید محو تماشائے گلستاں تجھ سے

نیاز پردۂ اظہار خود پرستی ہے

جبین سجدہ فشاں تجھ سے آستاں تجھ سے

بہانہ جوئی رحمت کمیں گر تقریب

وفائے حوصلہ و رنج امتحاں تجھ سے

اسد بہ موسم گل در طلسم کنج قفس

خرام تجھ سے صبا تجھ سے گلستاں تجھ سے

☆☆

غزل نمبر 264

جس جا نسیم شانہ کش زلف یار ہے

فہ دماغ آہوئے دشت تتار ہے

دل مت گنوا خبر سہی سیر ہی سہی

اے بے دماغ آئنہ تمثال دار ہے

زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر

اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے

بے پردہ سوئے وادی مجنوں گزر نہ کر

ہر ذرے کے نقاب میں دل بے قرار ہے

سودائی خیال ہے طوفان رنگ و بو

یاں ہے کہ داغ لالہ دماغ بہار ہے

بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے

حیرت شہید جنبش ابروئے یار ہے

حیراں ہوں شوخی رگ یاقوت دیکھ کر

یاں ہے کہ صحبت خس و آتش برار ہے

اے عندلیب یک کف خس بہر آشیاں

طوفان آمد آمد فصل بہار ہے

غفلت کفیل عمر و اسد ضامن وفا[260]

ے مرگ نا گہاں تجھے کیا انتظار ہے

غزل نمبر 265

حکم بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے

باوجود مشق وحشت ہا رمیدن منع ہے

م آئینہ تراش جبہۂ طوفان ہے

آب گردیدن رو لیکن چکیدن منع ہے

بیخودی فرمانروائے حیرت آباد جنوں

زخم دوزی جرم و پیراہن د ن منع ہے

مژدۂ دیدار سے رسوائی اظہار دُور

آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے

بیم طبع نازک خوباں سے وقت سیر باغ

ریشۂ زیر زمیں کو بھی دویدن منع ہے

یار معذور تغافل ہے عزیزاں شفقتے

نالۂ بلبل بہ گوش گل شنیدن منع ہے

مانع بادہ کشی ناداں ہے لیکن اے اسد

بے ولائے ساقی کوثر کشیدن منع ہے

☆☆

غزل نمبر 266

قتل عشاق نہ غفلت کش تدبیر آوے

یارب آئینہ بہ طاق خم شمشیر آوے

ل طاؤس ہے رعنائی ضعف پرواز

کون ہے داغ کہ شعلے کاعناں گیر آوے

عرض حیرانی بیمار محبت معلوم

عیسیٰ آخر بہ کف آئنہ یر آوے

ذوق راحت اگر احرام تپش ہو جوں شمع

پائے خوابیدہ بہ دلجوئی شبگیر آوے

اُس بیاباں میں گرفتار جنوں ہوں کہ جہاں

موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے

وہ گرفتار خرابی ہوں کہ فوّارہ نمط

سیل صیاد کمیں خانۂ تعمیر آوے

سر معنی بہ گریبان شق خامہ اسد

چاک دل شانہ کش طرّۂ تحریر آوے

☆☆

غزل نمبر 267

تا چند نفس غفلت ہستی سے بر آوے

تپش نالہ ہے یارب خبر آوے261

ہے طاق فراموشی سودائے دو عالم

وہ سنگ کہ گلدستۂ جوش شرر آوے

درد آئنہ کیفیت صد رنگ ہے یارب

خمیازہ طرب ساغر زخم جگر آوے

جمعیّت آوارگی دید نہ پوچھو

دل تا مژہ آغوش وداع نظر آوے

اے ہرزہ دوی منّت تمکین جنوں کھینچ

تا آبلہ محمل کش موج گُہر آوے

زاہد کو جنوں سبحۂ تحقیق ہے یارب

زنجیری صد حلقۂ بیرون در آوے

وہ تشنۂ سرشار تمنا ہوں کہ جس کو

ہر ذرہ بہ کیفیت ساغر نظر آوے

تمثال بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم

آئینہ بہ عریانی داغ جگر آوے

ہر غنچہ اسد بارگہ شوکت گل ہے

دل فرش رہ ناز ہے بیدل اگر آوے

☆☆

غزل نمبر 268

خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے

نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے

حلقۂ خم گیسوئے راستی آموز

دہان مار سے یا صبا نکلتی ہے

برنگ شیشہ ہوں یک گوشۂ دل خالی

کبھی پری مری خلوت میں نکلتی ہے

فشار تنگی صحبت سے آتی ہے شبنم

صبا جو غنچے کی خلوت میں جا نکلتی ہے

نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آب تیغ نگاہ

کہ زخم روزن در سے ہوا نکلتی ہے

اسد کو حسرت عرض نیاز تھی دم قتل

ہنوز یک سخن بے صدا نکلتی ہے

☆☆

غزل نمبر 269

چار سوئے عشق میں صاحب دکانی مفت ہے

نقد ہے داغ دل اور آتش زبانی مفت ہے

ل پر باندھیے حلوائے مغز استخواں

تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے

نقد انجم[262] تابہ کے از کیسہ بیروں ریختن

یعنی اے پیر فلک شام جوانی مفت ہے

گر نہیں پاتا درون خانہ ہر بیگانہ جا

بر در نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے

چونکہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے

بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے

یک نفس ہر یک نفس جاتا ہے قسط عمر میں

حیف ہے اُن کو جو کھویں زندگانی مفت ہے

مال و جاہ دست و پائے زر خریدہ ہیں اسد

پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے

☆☆

غزل نمبر 270

بے تابی یاد دوست ہم رنگ تسلی ہے

موج تپش مجنوں محمل کش لیلی ہے

کلفت کشی ہستی بدنام دو رنگی ہے

یاں تیرگی اختر خال رخ زنگی ہے

دیدن ہمہ بالیدن گردن[263] ہمہ افسردن

خوشتر زگل و غنچہ چشم ود ساقی ہے

وہم طرب ہستی ایجاد سیہ مستی

تسکیں دہ صد محفل یک ساغر خالی ہے

زندان تحمل میں مہمان تغافل ہیں

بے فائدہ یاروں کو فرق غم وشادی ہے

ہووے نہ غبار دل تسلیم زمیں گیری

مغرور نہ ہو ناداں سرتاسر گیتی ہے

رکھ فکر سخن میں تو معذور مجھے غالب

یاں زورق خودداری طوفانی معنی ہے

☆☆

غزل نمبر271

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے

کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

ہے انتظار سے شرر آباد رستخیز

مژگان کو ہکن رگ خارا کہیں جسے

حسرت نے لا رکھا تری بزم خیال میں

گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے

کس فرصت وصال پہ ہے گل کو عندلیب

زخم فراق خندۂ بے جا کہیں جسے

ہے تار و پود فرش تبسم بہ بزم عیش

صبح بہار پنبۂ مینا کہیں جسے

پھونکا ہے کس نے گوش محبت میں اے خدا

افسون انتظار تمنا کہیں جسے

یارب ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو

یہ محشر خیال کہ دنیا کہیں جسے

سر پر ہجوم درد غریبی سے ڈالیے

وہ ایک مشت خاک کہ صحرا کہیں جسے

ہے چشم تر میں حسرت دیدار سے نہاں

شوق عناں گسیختہ دریا کہیں جسے

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے

ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

غزل نمبر 272

شبنم بہ گل لالہ نہ خالی ز ادا ہے

داغ دل بے درد نظر گاہ حیا ہے

دل خوں شدۂ کشمکش کثرت اظہار

آئینہ بدست بت بد مست حنا ہے

تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بصد ذوق

آئینہ بہ انداز گُل آغوش کشا ہے

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ

اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

مجبوری دعوائے گرفتاری اُلفت

دامن تہ سنگ آمدہ احرام وفا ہے

سر رشتۂ بے تابی دل در گرہ عجز

پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے

اے پرتو خورشید جہاں تاب ادھر بھی

سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے

معلوم ہوا حال شہیدان گزشتہ

تیغ ستم آئینۂ تصویر نما ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب

کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

☆☆

غزل نمبر 273

گُل حسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے

پر بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے

فسون حُسن سے ہے شوخی گلگونہ آرائی

بہار اس کی کف مشاطہ میں بالیدنی جانے

نوائے بلبل و گل پاسبان بے دماغی ہے

بہ یک مژگان خوباں صد چمن خوابیدنی جانے

زہے شب زندہ دار انتظارستاں کہ وحشت سے

مژہ در پیچک مہ سوزن آسا چیدنی جانے

خوشا شوقے کہ جوش حیرت انداز قاتل سے

نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے

جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے مگر عاشق

نفس در قالب خشت لحد دزدیدنی جانے

نوائے طائران آشیاں گم کردہ آتی ہے

تماشائے کہ رنگ رفتہ بر گردیدنی جانے

اسد جاں نذر الطافے کہ ہنگام ہم آغوشی

زبان ہر سر مُو حال دل پرسیدنی جانے

☆☆

غزل نمبر 274

سوختگاں کی خاک میں ریزش نقشِ داغ ہے

... نشان حال مثل گل چراغ ہے

لطف خمارِ مے کو ہے در دل ہمد گر اثر

پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لب ایاغ ہے

مفت صفائے طبع ہے جلو ناز سوختن

داغ دل سیہ دلاں مردم چشم زاغ ہے

رنجش یار مہرباں عیش و طرب کا ہے نشاں

دل سے اُٹھے ہے جو غبار گرد سواد باغ ہے

شعر کی فکر کو اسد چاہیے ہے دل و دماغ

عذر کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے

☆☆

رباعیات

رباعی نمبر 1

بعد از اتمام بزم عید طفال

ایام جوانی رہے ساغر کش حال

آ پہنچے ہیں تا سواد اقلیم عدم

اے عمرِ گزشتہ یک قدم استقبال

☆

رباعی نمبر 2

ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا

ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا

میں تجھ سے اور مجھ سے تُو پوشیدہ

ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا

رباعی نمبر 3

شب زلف و رخ عرق فشاں کا غم تھا

کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا

رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک

ہر قطرۂ اشک چشم چشم نم تھا

☆

رباعی نمبر 4

دل تھا کہ جو جان درد تمہید سہی

بیتابی رشک و حسرت دید سہی

ہم اور فشردن اے تجلی افسوس

تکرار روا نہیں تو تجدید سہی

☆

رباعی نمبر 5

سامان ہزار جستجو یعنی دل

ساغر کش خون آرزو یعنی دل

پشت و رخ آئنہ ہے دین و دنیا

منظور ہے دو جہاں سے تُو یعنی دل

☆

رباعی نمبر 6

اے کاش بتاں کا خنجر سینہ شگاف

پہلوئے حیات سے گزر جاتا صاف

ایک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند

رہیے نہ مشقت گدائی سے معاف

☆

رباعی نمبر 7

اے کثرت فہم بے شمار اندیشہ

ہے اصل خرد سے شرمسار اندیشہ

یک قطرۂ خون و دعوت صد نشتر

یک وہم و عبادت ہزار اندیشہ

☆

رباعی نمبر 8

دل سوز جنوں سے جلوہ منظر ہے آج

نیرنگ زمانہ فتنہ پرور ہے آج

یک تار نفس میں جوں طناب صناع

ہر پارۂ دل برنگ دیگر ہے آج

☆

رباعی نمبر 9

گر جوہر امتیاز ہوتا ہم میں
سوا کرتے نہ آپ کو عالم میں
ہیں نام و نگیں کیں گہ نقب شعور
یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں

☆

رباعی نمبر 10

ہے خلق حسد قماش لڑنے کے لیے
وحشت کدۂ تلاش لڑنے کے لیے
مغرور وفانہ ہو کہ جوں کاغذ باد
ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے

☆

رباعی نمبر11

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل

سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل

آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

ضمیمہ

خاتمۂ دیوان کے بعد جلد ساز نے جو سادہ اوراق لگائے ہیں اُن میں پانچ صفحوں پر بد خط اور غلط نگار کاتب نے حسب ذیل غزلیں نقل کی ہیں (یہ تمام غزلیات نسخۂ شیرانی کے متن میں موجود ہیں)۔

صفحۂ اول

غزل نمبر 275

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے

میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے

آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے

غیر264 کو یارب وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے

گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے

شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے

دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے

دور چشم بد تری بزم طرب سے واہ واہ

نغمہ ہو جاتا ہے واں گر نالہ میرا جائے ہے

گرچہ ہے طرز تغافل پردہ دار راز عشق

پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے

س کی بزم آرائیاں سن کر دل رنجور یاں

مثل نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے

ہو کے 265عاشق ی خ اور نازک بن گیا

رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے

نقش کو اس کے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں

کھینچتا ہے جس قدر اتنا ہی کھینچتا جائے ہے

سایہ میرا مجھ سے مثل دود بھاگے ہے اسد

پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے

☆☆

غزل نمبر 276

گرم فریاد رکھا شکل نہالی نے مجھے

تب اماں ہجر میں دی برد لیالی نے مجھے

نسیہ و نقد دو عالم کی حقیقت معلوم

لے لیا مجھ سے مری ہمت عالی نے مجھے

کثرت آرائی وحدت ہے پرستاری وہم

کر دیا کافر ان اصنام خیالی نے مجھے

زندگی میں بھی رہا ذوق فنا کا مارا

نشہ بخشا غضب اس ساغر خالی نے مجھے

ہوس گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا

عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے

بسکہ تھی فصل خزان چمنستان سخن

رنگ شہرت نہ دیا 266 تازہ خیالی نے مجھے

جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالب

کھو دیا سطوت اسمائے جلالی نے مجھے

☆☆

صفحۂ دوم

غزل نمبر 277

پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے

سینہ جویائے زخم کاری ہے

پھر جگر کھودنے لگا ناخن

آمد فصل لالہ کاری ہے

قبلۂ مقصد نگاہ نیاز

پھر وہی پردۂ عماری ہے

چشم دلال جنس رسوائی

دل خریدار ذوق خواری ہے

وہ ہی صد رنگ نالہ فرسائی

وہ ہی صد گونہ اشک باری ہے

دل ہوائے خرام ناز سے پھر

محشرستان بے قراری ہے

جلوہ پھر عرض ناز کرتا ہے

روز بازار جاں سپاری ہے

پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں

پھر وہی زندگی ہماری ہے

پھر کھلا ہے در عدالت ناز

گرم بازار فوجداری ہے

ہو رہا ہے [illegible]ن میں اندھیر

زلف کی پھر سرشتہ [illegible]ی ہے

پھر دیا پارۂ جگر نے سوال

ایک فریاد و آہ وزاری ہے

پھر ہوئے ہیں گواہ عشق طلب

اشک باری کا حکم جاری ہے

دل ومژگاں کا جو مقدمہ تھا

آج پھر اس کی روبکاری ہے

بے خودی بے سبب نہیں غالب

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

☆☆

غزل نمبر 278

چاہیے خوباں کو جتنا چاہیے

یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے

صحبت رنداں سے واجب ہے حذر

جائے مے اپنے کو کھینچا چاہیے

دل تو [268] ہو اچھا نہیں ہے گر دماغ

کچھ تو اسباب تمنا چاہیے

چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل

بارے اب اس سے بھی سمجھا چاہیے

چاک مت کر جیب بے ایام گل

کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے

دوستی کا پردہ ہے بیگانگی

منہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے

اپنی رسوائی میں کیا چلتی ہے سعی

یا رہی ہنگامہ آرا چاہیے

☆☆

صفحۂ سوم

دشمنی نے میری کھویا غیر کو

کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے

منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید

نااُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے

ق

چاہتے ہیں خوب رویو کو اسد

آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے

غافل ان مہ طلعتوں کے واسطے

چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

☆☆

غزل نمبر279

وہ آ کے خواب میں تسکین اضطراب تو دے

ولے مجھے تپش دل مجال خواب تو دے

[26]ہے قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا

تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے

دکھا[270] کے جنبش لب ہی تمام کر ہم کو

نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے

یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں لیکن

کبھی زمانہ مراد دل خراب تو دے

پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے

پیالہ گر نہی دیتا نہ دے، شراب تو دے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤں پھول گئے

کہا جو اس نے ذرا میرے پاؤں داب تو دے

☆☆

غزل نمبر 280

کبھی نیکی بھی اس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے

جفا کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے مجھ سے

خدایا جذبۂ دل[271] کی مگر تاثیر اُلٹی ہے

کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے

وہ بد خو اور میری داستانِ عشق[272] طولانی

عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے

اُدھر[273] وہ بد گمانی ہے ادھر یہ ناتوانی ہے

نہ[274] پوچھا جائے ہے اُس سے نہ بولا جائے ہے مجھ سے

سنبھلنے دے مجھے اے نااُمیدی[275] کیا قیامت ہے

کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

ہوئے ہیں پاؤں ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی

نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے

☆☆

صفحۂ چہارم

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر غالب

وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے

☆☆

غزل نمبر281

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے

جوش قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو

عرصہ ہوا ہے دعوت مژگاں کیے ہوئے

پھر وضع احتیاط سے رکنے لگا ہے دم

برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

پھر 276 پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق

سامان صد ہزار نمک داں کیے ہوئے

پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بخون دل

ساز چمن طرازی داماں کیے ہوئے

ہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب

نظارہ و خیال کا سامان کیے ہوئے

پھر طواف کوئے ملامت کو جائے ہے

پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے

پھر شوق کر ہے خریدار کی طلب

عرض متاع عقل و دل جاں کیے ہوئے

دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال[277]

صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے

☆☆

صفحۂ پنجم

پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا[278]

جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے

ڈ ے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس

زلفِ سیاہ رخ پہ پریشاں کیے ہوئے

مانگے ہے پھر کسی کو مقابل میں[279] آرزو

سرمے سے تیز دشنۂ مژ گا کیے ہوئے

اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ

چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت، کہ رات دن

بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

پھر دل میں ہے کہ در پہ کسو کے پڑے رہیں

سر زیرِ بارِ منتِ درباں کیے ہوئے

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے

بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے

☆☆

ای بک: دیوان غالب (نسخۂ حمیدیہ / نسخۂ بھوپال)

تصحیح: جویریہ مسعود (سوات، پاکستان)

نظر ثانی: اعجاز عبید، حیدر آبا ، ہندوستان

تاریخ شروع تصحیح: 1 اپر 200 عیسوی۔ بوقت 17-09 رات

تاریخ اختتام: 14 اپریل 2007 عیسوی بوقت 30-11 رات

باز تصحیح ۲۸ اپریل ۲۰۱۲، بوقت ۱۲ بجے دن، پیسفک ٹائم

****

حواشی

1 دوران تحریر میں اطلاع ملی ہے کہ نہیں دنوں ہندوستان میں ایک قدیم تر مخطوطے کا پتا چلا ہے۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو بھی وہ خصوصیت جو گذشتہ نصف صدی میں بھوپال کے قلمی دیوان کو حاصل رہی، اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔

2 اُس وقت: نوا ده محمد حمید اللہ خان، چیف سیکرٹری، ریاست بھوپال۔

کذا

4 مطابق نومبر 1821ع.

5 فوجدار محمد خاں، بھوپال کے نواب محمد خاں کے بیٹے تھے۔

6 دیکھیے مفتی انوار الحق کے شائع کردہ نسخے کا صفحہ 5۔

7 اس قلمی دیوان کی تاریخ کتابت معلوم نہیں ہے لیکن بھوپال کے مخطوطے کے حاشیے کے اند اجات اس کے متن میں ملتے ہیں۔ خود اس قلمی دیوان کے حاشیے پر ایسی غزلیں درج ہیں جو غالب نے دہلی سے کلکتے جاتے ہوئے لکھیں۔ لفاظ دیگر اس دیوان کے متن کی کتابت غالب کے کلکتے روانہ ہونے سے پہلے مکمل ہو چکی تھی۔

8 میرے شمار کے مطابق 235 غزلوں میں تخلص "اسد" آیا ہے اور 38 میں "غالب"۔ ایک غزل (غزل 7) میں بجائے تخلص کے پورا نام "اسد اللہ خاں" آیا ہے اور ایک غزل (غزل 224) تخلص کے بغیر ہے۔

اس نسخے میں ان اغلاط کی تصحیح متن ہی میں کی ہے (جویریہ مسعود) 9

10 مفتی انوار الحق کے شائع کردہ نسخے میں "بہر ترویج" سہو کتابت سے "بہر ترویج" ہو گیا ہے، چنانچہ یہاں (اور بعد کے اشعار میں بھی جا بجا) اس غلطی کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ اس قصیدے کے اکثر اشعار کلیات فارسی، مطبوعہ نول کشور، کے قطعہ نمبر 20 میں ملتے ہیں۔

11 بدل کر "جوش بید د تپش" کیا گیا۔ ملاحظہ ہو مفتی انوار الحق کا نوٹ ان کے نسخے کے صفحہ 225 پر۔

12 مولانا عرشی نے اسے سہو۔ کاتب قرار دے کر اپنے نسخے میں "کی" شائع کیا ہے۔

13 یہ لفظ شاید "یاس" ہے جو سہو کاتب سے "پاس" ہو گیا ہے۔

14 "ترے" اور "میں غالباً سہو کاتب سے تقدم و تاخر ہوا ہے۔

15 اس کا ایک املا تپیدن بھی ہے (جویریہ مسعود)

16 یہ شعر دیوان غالب متداول (نسخۂ اردو ویب ڈاٹ آرگ) کے غزل نمبر 199 میں بہ حیثیت مطلع ثانی درج ہے۔ (جویریہ مسعود)

17 یہ شعر بھی دیوان غالب متداول (نسخۂ اردو ویب ڈاٹ آرگ) کے غزل نمبر 199 میں معمولی فرق کے ساتھ درج ہے کہ "یوہیں" کے جگہ "یوں ہی" ہے (جویریہ مسعود)

18 اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل دو شعر باریک قلم سے خوش خط لکھے ہیں:

جذبۂ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے

سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

آگہی دام شیدن جس قدر چاہے بچھائے

مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا

19 اس شعر کے مصرع اول کے حاشیے پر یہ تحریر ہے: "عبد العلے"

20عرشی: مژہ

21عرشی: زنجیری، عرشی صاحب نے زنجیر سے، کو سہو مرتب لکھا ہے۔

22مصرع اول کو حاشیے پر یوں بدل کر لکھا ہے (باریک قلم، خوش خط)۔

مہ اختر فشاں کی بہر استقبال آنکھوں سے

23 مفتی انوار الحق صحیح فرماتے ہیں کہ متن میں اس شعر پر "لالا" لکھا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر بڑھایا گیا ہے۔

روانی ہائے موج خون بسمل سے ٹپکتا ہے

کہ لطف بے تحاشا رفتن قاتل پسند آیا

اس سلسلے میں صرف اتنا اضافہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حاشیے پر یہ ندراج س غزل کے دوسرے اور تیسرے شعر کے ساتھ کیا گیا ہے۔ (پانچویں شعر کے ساتھ نہیں)۔ نیز حاشیے پر یہ اندراج باریک قلم میں خوش خط نہیں ہے بلکہ موٹے قلم کے شکستہ خط میں ہے۔ تاہم اس خاص اضافے کو دیکھ کر یہ گمان ضرور ہوتا ہے کہ یہ اندراج غالب کی سے بہت مشابہ ہے۔

24 کتاب کے متن میں "جس" اور "فلک" کے بیچ کوئی لفظ چھپنے سے رہ گیا ہے (جویریہ مسعود)

نسخۂ کالی داس رضا میں یہ لفظ 'قدر' ہے۔

25اس مصرع میں "از حلقہ ہا" تینوں لفظوں کے اوپر "لا" لکھا ہے۔ یوں: لالالا پھر "از حلقہ" کے نیچے "پیمانہ" تحریر کیا ہے اور "ہا" کے نیچے "ہر"۔ اس مصرع کو غالباً یوں بدلنا مقصود تھا:

خم رنگ سیہ پیمانۂ ہر چشم آہو تھا

26اس مقطع کے بجائے حاشیے پر یہ شعر تحریر کیا ہے

اسد خاک در میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں

گئے وہ دن کہ پانی جام مے کا تا بہ زانو تھا

[27]اس غزل اور اس سے اگلی غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات شعر تحریر کیے ہیں:

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا

زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا

بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور کب تلک

ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا

حضرت ناصح گر آئیں، دیدہ و دل فرش راہ

کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائیں گے کیا

آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں

عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لائیں گے کیا

گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی

یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا

خانہ زاد زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں

ہیں گرفتار بلا، زنداں سے گھبرائیں گے کیا

ہے اب اس معمورے میں قحط غم الفت اسد

ہم نے یہ مانا کہ دہلی میں رہیں، کھائیں گے کیا؟

28اس مصرع پر "لا" لکھ کر اسے (باریک قلم، خوش خط) یوں بدلا ہے:

بوئے گل، نالۂ دل، دود چراغ محفل

29حاشیے پر "نقش" بجائے "وقف" بنایا ہے۔ مفتی انوار الحق۔ "یہ ترمیم بین السطور ہے": مولانا عرشی۔ اس شعر کے مصرع اول جزو ثانی عرشی صاحب نے "خواب میں خران" شائع کیا ہے۔ نسخۂ شیرانی: "خواب میں خرام اس کا۔"

30مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ شعر اس طرح چھپا ہے:

ہے مکیں کی پاداری نام صاحبِ خانہ

ہم نے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا

بھوپال کے مخطوطے میں "مکیں" کے بجائے "نگیں" ہے اور دوسرا مصرع: "ہم سے تیرے کوچے نے۔۔۔" (بصورت بالا) لکھا ہے۔ مخطوطے کے کاتب نے شاید "سے" اور "نے" کو سہواً بدل دیا ہے۔ تاہم نسخۂ شیرانی میں یہ مصرع بجنسہ بصورت بالا دیا ہے۔

31عرشی: "نے ستم جنوں مائل"۔

32اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات شعر تحریر کیے ہیں:

دھمکی میں مر گیا جو نہ باب نبرد تھا

عشق نبرد پیشہ طلب گار مرد تھا

تھا زندگی میں موت کا کھٹکا لگا ہوا

اُڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا

تالیف نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں

مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا

دل تا جگر کہ ساحل دریائے خوں ہے اب

اس رہگزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا

جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہ عشق کی

دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

احباب چارہ سازی وحشت نہ کر سکے

زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا

یہ لاش بے کفن اسد خستہ جاں کی ہے

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

33 عرشی: دویدن۔

34 عرشی: "اُگی"۔

35 عرشی: "ہے"

36 عرشی: "بار"

37 اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر تحریر ہے (باریک قلم، خوش خط)

دل گزر گاہ خیال مے و ساغر ہی سہی

گر نفس جادۂ سر منزل تقوی نہ ہوا

[38] حاشیے پر: "دیوے گا"

[39] یہ مصرع حاشیے پر یوں بدلا ہے (باریک قلم، خوش خط)

حیف اے زنگ تمنا کہ پئے عرض حیا

[40] حاشیے پر یوں بدل کر لکھا ہے:

واں ہجوم نغمہ ہائے ساز عشرت تھا اسد

ناخن غم یاں سر تار نفس مضراب تھا

[41] اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات شعر (باریک قلم، شکستہ خط میں) تحریر کیے ہیں۔

محرم نہیں تو ہی نوا ہائے راز کا

یاں ورنہ جو حجاب ہے وہ ہے ساز کا

رنگ شکستہ صبح بہار نظارہ ہے

یہ وقت ہے شگفتن گل ہائے ناز کا

تو اور سوئے غیر نظر ہائے تیز تیز

میں اور دکھ تری مژہ ہائے دراز کا

صرفہ ہے ضبط آہ میں میرا، وگرنہ میں

طعمہ ہوں ایک ہی نفس جاں گداز کا

ہیں بسکہ جوش بادہ سے شیشے اچھل رہے

ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا

کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز

ناخن پہ قرض اس گرہ نیم باز کا

تاراج کاوش غم ہجراں ہوا اسد

سینہ کہ تھا دفینہ گہرہائے راز کا

اس صفحے پر مذکورہ بالا حاشیے کے بالمقابل حسب ذیل پانچ شعر حاشیے میں (باریک قلم، شکستہ خط) درج کیے گئے ہیں:

نازش ایام خاکستر نشینی کیا کہوں

پہلوئے اندیشہ وقف بستر سنجاب تھا

مقدم سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے

خانۂ عاشق مگر ساز صدائے آب تھا

کچھ نہ کی اپنے جنون نارسانے ورنہ یاں

ذرہ ذرہ روکش خورشید عالم تاب تھا

آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے

کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا

یاد کر وہ دن کہ ہر اک حلقہ تیرے دام کا

انتظار صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا

42اس مقام پر وہ اشارات جو میں نے برسوں پہلے کتب خانۂ بھوپال میں قلمی نسخے کو دیکھ کر لکھے، کسی قدر پریشاں کن ثابت ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل سات اشعار میں سے پہلے چھ شعر اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں

لکھے گئے۔ اس کے بعد حاشیے پر دوسری جگہ میں اشعار باریک قلم سے شکستہ خط میں نقل ہوئے ہیں اور ساتویں شعر کا (جو مقطع ہے) اضافہ کیا گیا ہے:

جلوۂ گل نے کیا تھا واں چراغاں آب جو

یاں رواں مژگان چشم تر سے خون ناب تھا

دیکھتے تھے ہم بہ چشم خود وہ طوفان بلا

آسمان سفلہ جس میں یک کف سیلاب تھا

موج سے پیدا ہوئے پیراہن دریا میں خار

گریہ وحشت بے قرار جلوۂ مہتاب تھا

یاں سر پُر شور بے خوابی سے تھا دیوار جُو

واں وُہ فرق ناز محو بالش کمخواب تھا

یاں نفس کرتا تھا روشن شمع بزم بے خودی

جلوۂ گل واں بساط صحبت احباب تھا

فرش سے تا عرش واں طوفاں تھا موج رنگ کا

یاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا

واں ہجوم نغمہ ہائے ساز عشرت تھا اسد

ناخن غم یاں سر تار نفس مضراب تھا

اسی (مذکورہ بالا) اندراج کے نیچے حاشیے ہی پر سات شعر کی یہ غزل باریک قلم سے خوش خط تحریر کی ہے۔ (مفتی انوار الحق نے اس غزل کو اپنے مطبوعہ نسخے کے متن میں جگہ دی ہے مگر حاشیے کے اس اندراج کا ذکر نہیں کیا)۔

نہ بھولا اضطراب دم شماری انتظار اپنا

کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا

زبس آتش نے فصل رنگ میں رنگ دگر پایا

چراغ گل سے ڈھونڈے ہے چمن میں شمع خار اپنا

اسیر بے زباں ہوں کاشکے صیاد بے پروا

بہ دام جوہر آئینہ ہو جائے شکار اپنا

مگر ہو مانع دامن کشی ذوق خود آرائی

ہوا ہے نقش بند آئنہ سنگ مزار اپنا

دریغ اے ناتوانی ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے

طلسم رنگ میں باندھا تھا عہدِ استوار اپنا

اگر آسودگی ہے مدعائے رنج بے تابی

نثار گردش پیمانۂ مے روزگار اپنا

اسد ہم وہ جنون جولاں گدائے بے سروپا ہیں

کہ ہے سر پنجۂ مژگان آہو پشت خار اپنا

[43] اس مصرع کے ساتھ حاشیے میں یہ تحریر ہے: "عبد العلے"

44حاشیے پر در گرہ کی جگہ "سلسلہ "بنایا ہے۔ مفتی انوار الحق کا نوٹ

45حاشیے پر اسے یوں بدلا ہے "غبار راہ ہوں"

46اس سلسلے میں ملاحظہ ہو "نسخۂ حمیدیہ مؤلفہ مفتی انوار الحق (حاشیۂ صفحہ 32)۔یہ مقطع متن میں کاٹ کر اس کے بجائے حسب ذیل تین شعر (باریک قلم سے شکستہ خط میں) درج حاشیہ ہیں:

عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا

ورنہ جو چاہیے اسباب تمناسب تھا

آخر کار گرفتار سر زلف ہوا

دل دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا

شوق سامان فضولی ہے وگرنہ لب

ہم میں سرمایۂ ایجاد تمنا کب تھا

47شیرانی: "قاتل نے جناغ"

48"متن میں "تو کہے" کے نیچے پہلے "گوئیا" لکھا ہے پھر کاٹ دیا ہے

49"حاشیے پر "مصروف" کی جگہ "معزول" لکھا ہے"۔(مفتی انوار الحق کا نوٹ)

50حاشیے پر موٹے قلم سے کسی قدر خوش خط شکستہ میں اس کے بجائے یہ شعر لکھا ہے

انتظار جلوہ کاکل میں ہر شمشاد باغ

51صورت مژگان عاشق صرف عرض شانہ تھا

52"متن میں پہلے اس جگہ "طپیدن" تھا۔ پھر اسے کاٹ کر "تڑپنا" بنایا گیا" (مفتی انوار الحق کا نوٹ)

53اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل دو شعر باریک قلم سے شکستہ خط میں درج کیے ہیں۔

وہی اک بات ہے جو یاں نفس واں نکہت گل ہے

چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا

نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے

کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جدائی کا

شی: "پریشاں" (بجائے "پرستان")۔

55اس غزل کے حاشیے پر یہ چار شعر درج ہیں (باریک قلم، شکستہ خط):

حنائے پائے خزاں ہے بہار اگر ہے یہی

دوام کلفت خاطر ہے عیش دنیا کا

ملی نہ وسعت جولان یک جنوں ہم کو

عدم کو لے گئے دل میں غبار صحرا کا

ہنوز محرمی حسن کو ترستا ہوں

کرے ہے ہر بُن مُو کام چشم بینا کا

دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے دے بیٹھے

ہمیں دماغ کہاں حسن کے تقاضا کا

56عرشی صاحب فرماتے ہیں کہ قلمی نسخے میں "جنون زدہ" ہے۔

57حاشیے پر اس مصرع کو یوں لکھا ہے:

ملی نہ وسعت جولان یک جنون ہم کو

(مفتی انوار الحق کا نوٹ)

[58] یہ شعر متن میں موٹے قلم سے شکستہ خط میں یوں بدلا ہے:

فلک کو دیکھ کے کرتا ہے اُس کو یاد اسد

جفا میں اُس کی ہے انداز کار فرما کا

[59] اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر درج (باریک قلم، شکستہ خط)۔ واضح رہے کہ مفتی انوار الحق کے نسخے میں (ملاحظہ ہو اُس نسخے کا صفحہ 16) ان اشعار کی ترتیب وہ نہیں رہی جو قلمی نسخے میں بطریق ذیل موجود ہے:

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب

خون جگر ودیعت مژگان یار تھا

کم جانتے تھے ہم بھی غم عشق کو، پر اب

دیکھا تو کم ہوئے پہ غم روزگار تھا

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں

جاں دادۂ ہوائے سر رہگزار تھا

[60] عرشی: "جوں"۔

[61] "اس قطعہ" کو حاشیے پر "راہ سخن میں" لکھا ہے۔ تحریر موٹے قلم سے شکستہ اور بد خط ہے۔

[62] اس غزل کے حاشیے پر ان تین اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ (باریک قلم، شکستہ)۔

ہوا نے ابر سے کی موسم گل میں نمد بانی

کہ تھا آئینۂ خور پر تصور رنگ بستن کا

تکلف عافیت میں ہے دلا بند قبا وا کر

نفس بعد از وصال دوست تاواں ہے گسستن کا

ہر اشک چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے

بہ بند گریہ ہے نقشِ بر آب اندیشہ رستن کا

63اس غزل سے نیا صفحہ شروع ہے۔ غزل کے اُوپر لکھا ہے (موٹا قلم، بد خط شکستہ): "معاملہ کردہ شے"۔

64اس شعر کے حاشیے پر لکھا ہے: "ستم دیدہ" یہ تحریر موٹے قلم کی ہے مگر کچھ ایسی بد خط نہیں۔

65اس غزل کے حاشیے پر شعر لکھا ہے (باریک قلم، شکستہ):

جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر

جوہر سواد جلوۂ مژگان حور تھا

66شاید کتابت کی غلطی نے یہاں "بھر" کو "مر" بنا دیا ہے مگر اس سلسلے میں نسخۂ حمیدیہ کا یہ مقطع بھی قابل لحاظ ہے:

شب کہ تھا نظارگی روئے بتان کا اے اسد

گر گیا بام فلک سے صبح طشت ماہتاب

67اس مصرع کے ساتھ حاشیے پر یہ الفاظ ملتے ہیں:

"محررہ عبد الصمد مظہر"۔

68اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر لکھے ہیں (باریک قلم، شکستہ):

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے

شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے

پُرگُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا

69 سات شعروں کی اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر لکھے ہیں (باریک قلم، شکستہ):

شک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص حیف

عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا

شوق ہے سامان طراز نازش ارباب عجز

ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا

میں اور اک آفت کا ٹکڑا وہ دل وحشی کہ ہے

عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا

70 اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر تحریر ہیں (باریک قلم، شکستہ خط):

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل

کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا

سو بار بند عشق سے آزاد ہم ہوئے

پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا

71 یہ مصرع حاشیے پر (موٹے قلم سے، بد خط) یوں لکھا ہے:

اسد ارباب فطرت قدر دان لفظ و معنی ہیں

72اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر لکھے ہیں۔ (باریک قلم سے، شکستہ خط میں) دوسرے اور تیسرے شعر میں لکھنے والا صرف قافیے تک پہنچا ہے۔ ردیف دونوں شعروں میں بہ نظر سہولت حذف کی گئی ہے:

ل کو ہم صرف وفا سمجھے تھے کیا معلوم تھا

یعنی یہ پہلے ہی نذر امتحاں ہو جائے گا

باغ میں مجھ کو نہ لے جا ورنہ میرے حال پر

ہر گل تر ایک چشم خوں فشاں ہو جائے گا

وائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو

اب تلک تو یہ توقع ہے کہ واں جائے گا

73یہ مصرع کاٹ کر (شکستہ، بد خط تحریر میں) یوں لکھا ہے:

خار گُل بہر دہان گُل زباں ہو جائے گا

74 مفتی انوار الحق کے نسخے میں اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعر آپس میں بدل گئے ہیں لیکن قلمی دیوان میں ترتیب اشعار وہ ہے جو یہاں دی گئی ہے۔

75 قلمی دیوان میں اسی طرح ہے، "سوچ" نہیں ہے۔

76شیرانی و عرشی: "اخگر" بجائے "اختر"۔

77 مفتی انوار الحق کے نسخے میں اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعر آپ میں بدل گئے ہیں لیکن یہاں قلمی دیوان ہی کی ترتیب اشعار کا لحاظ کیا گیا ہے۔

78شیرانی و عرشی: "خونا کردگاں" بجائے "نا افسردگاں"۔

79 قلمی دیوان میں چھٹے شعر پر "لالا" لکھ کر حاشیے پر یہ شعر درج کیا ہے (موٹے قلم سے، شکستہ، بد خط تحریر):

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا

غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا

شیرانی و عرشی: "ریشہ واری" بجائے "ریشہ داری"۔

81اس غزل کے حاشیے پانچ شعر (باریک قلم سے خوش خط) بہ ترتیب ذیل لکھے ہیں:

دل میں ذوق وصل و یاد یار تک باقی نہیں

آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل بارہا

میری آہ آتشیں سے بال عنقا جل گیا

دل نہیں تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار

اس چراغاں کا کروں کیا کار فرما جل گیا

عرض کیجے جوہر اندیشہ کی گرمی کہاں

کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل

دیکھ کر طرز تپاک اہل دنیا جل گیا

82حاشیے پر "آتش خیزی" کے بجائے "سوز آتش" بنایا ہے۔ (مفتی انوار الحق کا نوٹ)۔

83اس غزل کے حاشیے پر یہ ایک شعر درج ہے (باریک قلم، شکستہ)۔

پھر (ترے) کوچے کو جاتا ہے خیال

دل گم گشتہ مگر یاد آیا

مصرع ل میں حاشیہ نگار "ترے" لکھنا بھول گیا ہے۔

84شیرانی: "کہ"۔

85اس مقطع کے سامنے حاشیے پر 1248ھ کی مہر لگی ہے۔

86شیرانی: "مری"۔

87عرشی: "گام زباں تک" (کام زباں تک کے بجائے)

88اس غزل کے حاشیے پر یہ چھ شعر بہ ترتیب یل لکھے ہیں (باریک قلم، شکستہ خط):

جاتا ہوں داغ حسرت ہستی لیے ہوئے

ہوں شمع کشتہ در خور محفل نہیں رہا

مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ میں

شایان دست و بازوئے قاتل نہیں رہا

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار

لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

وا کر دیے ہیں شوق نے بند نقاب حسن

غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

دل سے ہوائے کشت وفامٹ گئی کہ واں

حاصل سوائے حسرت حاصل نہیں رہا

بیداد عشق سے نہیں ڈرتا ہوں پر اسد

جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

واضح رہے کہ حاشیے میں لکھے ہوئے مقطع کا مصرع اول (بصورت بالا) متداول دیوان میں اختیار کردہ مصرع (بیداد عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسد) سے مختلف ہے۔

89 عرشی "بستر"۔

90 "متن میں یہ مصرع یونہی درج ہے لیکن اس غزل کی ردیف کی رعایت آخر میں "رہا" کی متقاضی ہے اس لیے شاید یہ مصرع یوں ہو کہ: "ہمارا کام ہوا اور تمہارا نام رہا"

(مفتی انوار الحق کا ٹ)

91 جدید املا: "تپ" جویریہ مسعود

92 "کرے"؟

93 اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر درج ہیں (باریک قلم، شکستہ)۔ پہلے شعر کے اوپر حاشیے میں "مطلع ثانی" لکھا ہے:

ذوق سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا

موج خمیازہ ہے ہر زخم نمایاں میرا

رخصت نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم

تیرے چہرے سے ہو ظاہر غم پنہاں میرا

94 یہاں حاشیے پر متداول دیوان کی حسب ذیل غزل کے پہلے سات شعر درج ہیں اور آخری تین شعر اگلے صفحے کے حاشیے پر:

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

تجھ سے قسمت میں مری صورت قفل ابجد

تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا

دل ہوا کشمکش چارۂ زحمت میں تمام

مٹ گیا گھسنے میں اس عقدے کا وا ہو جانا

اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ

اس قدر دشمن ارباب وفا ہو جانا

ضعف سے گریہ مبدل بہ دم سرد ہوا

باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا

دل سے مٹنا تری انگشت حنائی کا خیال

ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا

ہے مجھے ابر بہاری کا برس کر کھلنا

روتے روتے غم فرقت میں فنا ہو جانا

گر نہیں نکہت گل کو ترے کوچے کی ہوس

کیوں ہے گرد رہ جولان صبا ہو جانا

تا کہ تجھ پر کھلے اعجاز ہوائے صیقل

دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا

بخشے ہے جلوۂ گل ذوق تماشا غالب

چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

5 یہ مصرع بصورت بالا لکھنے کے بعد یوں بدل دیا ہے:

رشتۂ ہر شمع خار کسوت فانوس تھا

96 حاشیے پر (باریک قلم، شکستہ) دو شعر لکھے ہیں:

طبع کے واشد نے رنگ یک گلستان گل کیا

یہ دل وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا

مشہد عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا

کس قدر یارب ہلاک حسرت پابوس تھا

97 عرشی: "ہے"۔

98 اس غزل کے حاشیے پر بارہ شعر کی حسب ذیل غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھی ہے۔ ضح رہے کہ یں شعر کے پہلے مصرع میں "ایک عالم میں ہے طوفانیٔ کیفیت فصل" قلمی نسخے کی عبارت کے مطابق ہے۔ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں یہ مصرع "ایک عالم پہ ہے۔۔۔" ہو گیا ہے۔

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب

دے بط مے کو دل و دست شنا موج شراب

پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ ارباب چمن

سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موج شراب

جو ہوا غرقۂ مے بخت رسا رکھتا ہے

سر سے گزرے پہ بھی ہے بال ہما موج شراب

یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر

موج ہستی کو کرے فیض ہوا موج شراب

چار موج اٹھتی ہے طوفان طرب سے ہر سو

موج گل، موج شفق، موج صبا، موج شراب

جس قدر روح بناتی ہے جگر تشنۂ ناز

دے ہے تسکیں، بدم آب بقا، موج شراب

بسکہ دوڑے ہے رگ تاک میں خوں ہو ہو کر

شہپر رنگ سے ہے بال کشا موج شراب

موجۂ گل سے چراغاں ہے گزر گاہ خیال

ہے تصور میں زبس جلوہ نما موج شراب

نشے کے پردے میں ہے محو تماشائے دماغ

بسکہ رکھتی ہے سر نشو و نما موج شراب

ایک عالم میں ہے طوفانی کیفیت فصل

موجۂ سبزۂ نوخیز سے تاموج شراب

شرح ہنگامۂ ہستی ہے زہے موسم گل

ہے تصور میں زبس جلوہ نماموج شراب

ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسد

ہواوقت کہ ہوبال کشاموج شراب

99 اس مصرع میں لفظ "آہنگ" کاٹ کر لفظ "ذوق" لکھا گیا ہے۔ مصرع کی صورت اصلاح کے بعد یہ ہے۔

بسمل ذوق پر[illegible]ن ہے بہ بال عندلیب

100 اس لفظ کو بدل کو موٹے قلم سے شکستہ خط میں "روز" لکھا ہے۔ (اے شب پروانہ وروز وصال عندلیب)۔

101 اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل پانچ شعر بہ ترتیب ذیل درج ہیں (موٹا قلم شکستہ خط):

کافی ہے نشانی تری چھلّے کانہ دینا

خالی مجھے دکھلاکے بہ وقت سفر انگشت

خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو عجب کیا

جوں ماہی بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت

شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا

راز دل صدپارہ کی ہے پردہ در انگشت

کس رتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل

آتی نہیں پنجے میں بس اس کے نظر انگشت

افسوس کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے

جن لوگوں کی تھی در خور عقد گہر انگشت

[102]یہ مصرع یوں بدلا گیا ہے (موٹا قلم، بد خط تحریر):

دیکھا ہے کسی کا جو حنا بستہ سر انگشت

[103]اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بد خط شکستہ تحریر میں حسب ذیل غزل درج ہے:

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت

پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت

جگر کو مرے عشق خونناب مشرب

لکھے ہے خداوند نعمت سلامت

دو عالم کی ہستی پہ خط وفا کھینچ

دل و دست ارباب ہمت سلامت

علی الرغم دشمن شہید وفا ہوں

مبارک مبارک سلامت سلامت

نہیں گر بہ کام دل خستہ گردوں

جگر خوا ہیے جوش حسرت سلامت

نہیں گر سر و برگ سودائے معنی

تماشائے نیرنگ صورت سلامت

نہ اوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی

سر خستۂ دشوار وحشت سلامت

وفور بلا ہے ہجوم وفا ہے

سلامت سلامت، سلامت سلامت

نہ فکر سلامت، نہ بیم سلامت

ز خودرفتگی ہائے حیرت سلامت

رہے غالب خستہ مغلوب گردوں

یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت

104 عرشی: "سر خستۂ شور وحشت۔۔۔"۔

105 اس غزل کے حاشیے پر اس شعر کا اضافہ کیا ہے (موٹا قلم، شکستہ):

قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہو کر سوئے دشت

بن گیا تقلید سے میری یہ سودائے عبث

106 عرشی: "گنج"

107 حاشیے پر یہ شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یوں بدلا ہے:

طبع عاشق حامل صد غلبۂ تاثیر ہے

دل کو اے بیداد خو تعلیم خارائے عبث

108اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر تحریر ہے۔ (موٹا قلم، شکستہ خط):

آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ

تار نفس کمند شکار اثر ہے آج

109شیرانی: "ہر رشتہ"۔

110اسے بدل کر یوں لکھا ہے (موٹا قلم، شکستہ خط): "کرتی ہے عاجزی۔۔۔"

111اس مقطع کے دو لفظوں "شانہ گشتن" کے نیچے موٹے قلم سے شکستہ خط میں دو لفظ "گیسو شدن" لکھے ہیں۔ اگر یہ تحریر غالب کی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس مصرع کو بدلنے کا خیال کیا اور پھر ترک کر دیا، بصورت دیگر نقل کرنے والے نے ترمیم کی صحیح نقل نہیں کی۔

112متداول دیوان میں اس لفظ کے بجائے "دید" ہے مگر قلمی دیوان میں "جلوہ" ہی ہے۔

113یہاں متن میں "تجھ سے" کو کاٹ کر موٹے قلم سے شکستہ خط میں "یکسر" تحریر کیا ہے۔

114یہ مصرع کاٹ کر یوں بدلا ہے:

"ز دست شیشۂ دلہائے دوستاں فریاد"

115اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج کیا ہے (موٹے قلم سے، شکستہ مگر بد خط نہیں ہے):

تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب

بے خطر جیتے ہیں ارباب ریا میرے بعد

116متداول دیوان میں یہ شعر نہیں ہے۔ جویریہ مسعود

117اس غزل پر متن میں موٹے قلم سے بد خط "غلط" لکھا ہے۔

118عرشی: "مژہ ہے"۔

119اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ شعر تحریر ہے:

مدعی میرے صفائے دل سے ہوتا ہے خجل

ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر

120عرشی: "سد اسکندر رہنے بہر نگاہ گلرخاں"۔

121متن میں زنداں درج جو کہ یقینی طور پر کتابت/ٹائپنگ کی غلطی ہے۔ جویریہ مسعود

122اس غزل پر متن میں موٹے قلم سے شکستہ خط میں "غلط" لکھا ہے اور لکھنے کے بعد کاٹ دیا ہے۔

123اس غزل کے حاشیے پر موٹے سے بد خط شکستہ میں یہ تین شعر لکھے ہیں:

جنوں کی دست گیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی

گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر

فلک سے ہم کو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے

متاع بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر

فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا

فروغ طالع خاشاک ہے موقوف گلخن پر

124یہاں لفظ "تمنا" کے بجائے موٹے قلم سے شکستہ خط "دوعالم" لکھا ہے۔

125اس غزل کے حاشیے پر ذیل کے تین شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھے ہیں۔ پہلے شعر کا مصرع اول متداول دیوان کے اسی مصرع سے ذرا سا مختلف ہے:

فارغ مجھے نہ جان کہ جوں صبح و آفتاب

ہے داغ عشق زینت جیب کفن ہنوز

ے شعلہ فرصتے کہ سویدائے دل سے ہوں

کشت سپند صد جگر اندوختن ہنوز

میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں

خمیازہ کھینچے ہے بت بیداد فن ہنوز

ان اشعار میں شعر 2 اس سے آگے تیسری غزل کے متن میں پھر موجو ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ یہاں اشارہ نویسی میں مجھ سے غلطی ہوئی یا حاشیے میں لکھے ہوئے اس شعر کی تکرا آگے آنے والی ایک غزل کے متن میں فی الواقع ہوئی ہے۔

126 متن میں اس غزل کے ا پر "غلط لکھا ہے۔

127 اس غزل کے حاشیے پر مندرجہ ذیل چار شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھے ہیں۔ مقطع میں یہ نکتہ قابل لحاظ ہے کہ یہاں تخلص اسد نہیں، غالب رکھا ہے اور متن میں اسد والے مقطع پر "لالا" لکھ دیا ہے:

زبس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے

اڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورت پرواز

ہجوم فکر سے دل مثل موج لرزے ہے

کہ شیشہ نازک و صہبائے آبگینہ گداز

ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست

گئی نہ خاک ہوئے پر، ہوائے جلوۂ ناز

نہ پوچھ وسعت میخانۂ جنوں غالب

جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز

128عرشی: "دیدہ" بجائے "دید"۔

129 قلمی دیوان میں مروجہ "خم کاکل" کے بجائے "خم گیسو" ہے۔

130 کتاب کے اصل متن میں "اندیشہاے" ہے، اسے جدید املا کے مطابق "اندیشہ ہائے" سے بدل دیا ہے، جویریہ مسعود

131 قلمی نسخے میں اس مصرع کا بصورت متن پایا جانا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔ خود نسخۂ شیرانی میں یہ مصرع یوں درج ہے:
ریزش سجدہ ہائے اہل نیاز

132حاشیے پر مقطع کا مصرع اول (موٹے قلم سے، شکستہ خط میں) بصورت ذیل لکھا ہے:

"نگہ التفات سوئے اسد

133 لفظ "موجد" کو کاٹ کر (موٹا قلم، شکستہ خط) "مایہ" بنایا ہے۔ دونوں مصرعوں میں کچھ اور بھی اصلاح دینی چاہی ہے مگر پھر ان الفاظ کو کاٹ دیا ہے۔ گویا یہ شعر بہ تغیر لفظ "موجد" بجنسہ رہنے دیا ہے۔

134اس صفحے کے حاشیے پر آٹھ شعر کی یہ غزل درج ہے (موٹا قلم، شکستہ خط):

کب فقیروں کو رسائی بت میخوار کے پاس

تونبے بو دیجیے میخانے کی دیوار کے پاس

مژدہ اے ذوق اسیری کہ نظر آتا ہے

دام خالی قفس مرغ گرفتار کے پاس

جگر تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا

جوئے خوں ہم نے بہائی بُن ہر خار کے پاس

مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہے ہے

خوب وقت آئے تم اس عاشق بیمار کے پاس

میں بھی رک رک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے

دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس

دہن شیر میں جا بیٹھیے، لیکن اے دل

نہ کھڑے ہو جیے خوبان دل آزار کے پاس

دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ نمو کرتا ہے

خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ ستار کے پاس

مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے

بیٹھنا اس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس

135 عرشی: "تا" (بجائے "بر")۔

136 کتاب میں یہ لفظ صحیح پڑھا نہ جا سکا۔ جویریہ مسعود

137 "گداز" کو موٹے قلم سے شکستہ خط میں "وفور" بنایا ہے۔

138 اس مصرع کا کچھ حصہ کاٹ دیا ہے اور اسے موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ صورت دی ہے۔

یک جہاں گل تختۂ مشق شگفتن ہے اسد

139 "نظر جوش" کے نیچے شکستہ خط میں موٹے قلم سے "پرستار" لکھا ہے۔

140اس مصرع کا ابتدائی حصہ ("تمکین بہار آتش" سے پہلے) موٹے قلم سے شکستہ خط میں بدل دیا ہے اور مصرع کی صورت یوں ہو گئی ہے:

ہوئی ہے بسکہ صرف مشق تمکین بہار آتش

1حاشیے یہ مصرع اس طرح لکھا ہے (موٹا قلم، شکستہ خط):

نہ نکلے شمع کے پاسے نکلے گر نہ خار آتش

142اس [illegible]ع کو موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ اصلاح دی ہے:

اگر مضمون خاکستر کرے دیباچہ آرائی

143یہ مصرع بد خط شکستہ میں حاشیے پر یوں بدلا ہے:

بہ تقریب نگارش ہائے سطر شعلہ با آتش

144 قلمی دیوان میں یوں ہی ہے۔ واضح رہے کہ مفتی انوار الحق نے مصرع اول کا آخری لفظ "کو" بنا دیا ہے اور مصرع ثانی میں "در بنائے اعتقاد" کو "بر بنائے اعتقاد" لکھا ہے۔

145یہ مصرع حاشیے پر بصورت ذیل بدلا ہے (موٹے، قلم سے، شکستہ خط میں):

عقل کے نقصان سے اُٹھتا ہے خیال انتفاع

146حاشیے پر یہ مصرع یوں بدلا ہے (موٹا قلم، شکستہ):

وقت خیال جلوہ حسن بتاں اسد

147اس غزل کے مطلع کے دونوں مصرعوں کے درمیان لکھا ہے: "پسند خاطر عبد العلے" اور ساتھ نشان ص لگایا ہے۔ دوسرے، چوتھے اور پانچوں شعر کو اسی نشان ص سے ممتاز کیا ہے۔ غالباً یہ تین شعر عبد العلی کو پسند آئے ہیں۔

148 چھ اشعار کی اس غزل سے متعلق دو باتیں قابل ذکر ہیں: مفتی انوار الحق کے نسخے میں تیسرا اور چوتھا شعر باہم بدل گئے ہیں، مگر قلمی دیوان میں ترتیب اشعار وہی ہے جو یہاں دی گئی ہے۔ اسی غزل کے حاشیے پر ذیل کے دو شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں بڑھائے گئے ہیں:

گل چہرہ ہے کسی خفقانی مزاج کا

گھبرا رہی ہے بیم خزاں سے بہار حیف

جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے

اے ناتمامی نفس شعلہ بار حیف

149 اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں ذیل کا شعر درج ہے:

مفت دل و جگر خلش غمزہ ہائے ناز

کاوش فروشی مژہ تیز یک طرف

خاص بات اس اندراج کے متعلق یہ ہے کہ یہ غالب کی تحریر سے نمایاں طور پر مشابہ ہے

150 عرشی: "یک"۔

151 اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج ہے (موٹا قلم، شکستہ):

غیر کی منت نہ چھوڑوں گا پئے توفیر درد

زخم دل جوں خندۂ خوباں ہیں سر تا پا نمک

152 مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ لفظ "اضارا" (بجائے "نصارا") چھپ گیا ہے۔ نسخۂ شیرانی اور نسخۂ عرشی دونوں میں "نصارا" ہے۔

153متداول دیوان میں اس غزل کی ردیف "ہونے تک" معروف عام ہے مگر قلمی دیوان میں مطلع سے لے کر مقطع تک آٹھوں اشعار میں ردیف بالالتزام "ہونے تک" ہے۔

154پانچ ابیات کی اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بد خط شکستہ میں یہ دو شعر لکھے ہیں:

رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار

مژگاں کو دوں فشار پئے امتحان اشک

سیل بنائے ہستی شبنم ہے آفتاب

چھوڑے نہ چشم میں تپش دل نشان اشک

155"در حال" کو کاٹ کر اس کے اوپر لفظ "ہنگام" لکھا ہے (موٹا قلم، بد خط)۔

156اس دوسرے مطلع کے سامنے حاشیے پر نشان ص بنا کر کسی شخص نے اپنا نام لکھا ہے: "آغا علی"

157 کتاب میں یہ لفظ ٹھیک طرح سے پڑھا نہ جا سکا مگر سیاق و سباق سے "بخت" لفظ ہی درست معلوم ہوتا ہے جویریہ مسعود

158عرشی: "نذر سبکباری اسد"

159حاشیے پر گیارہ ابیات کی یہ غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھی ہے:

ہے کس قدر ہلاک فریب وفائے گل

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل

آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف

ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دام ہوائے گل

جو تھا سو موج رنگ کے دھوکے میں مر گیا

اے وائے نالہ لب خونیں نوائے گل

دیوانگاں کا چارہ فروغ بہار ہے

ہے شاخ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل

خوش حال اس حریف سیہ مست کا کہ جو

رکھتا ہو مثل سایۂ گل سر بپائے گل

ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار

میرا رقیب ہے نفس [illegible] سائے گل

مژگاں تلک رسائی لخت جگر کہاں

اے وائے گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل

شرمندہ رکھتے ہیں مجھے باد بہار سے

مینائے بے شراب و دل بے ہوائے گل

سطوت سے تیرے جلوۂ حسن غیور کی

خوں ہے مری نگاہ میں رنگ ادائے گل

تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک

بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل

غالب مجھے ہے اس سے ہم آغوشی آرزو

جس کا خیال ہے گل جیب قبائے گل

160یہ مصرع یوں بدلا ہے:

نور سے تیرے ہے اس کی روشنی

اس اصلاح کا عالم یہ ہے کہ بجنسہ غالب کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔

161 کتاب کے متن میں "عنچۂ" ہے مگر غنچہ ہی صحیح ہے۔ جویریہ مسعود

162اس مصرع کی یوں اصلاح کی ہے (موٹا قلم، شکستہ، بد خط):

حسرتیں کرتی ہیں میری خاطر آزاد گل

163حاشیے پر اس لفظ کو "موہوم" لکھا ہے (موٹا قلم، شکستہ بد خط)۔

164اس مصرع پر "لالا" لکھا ہے اور حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں اس کے بجائے مصرع ذیل تحریر کیا ہے:

ہے فروغ ماہ سے ہر موج یک تصویر خاک

165اس مصرع کا آخری حصہ بعد میں "سوز عشق آتش رخسار سے "بنایا گیا ہے۔ حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ مقطع لکھا ہے:

دائم الحبس اس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسد

جانتے ہیں سینۂ پر خوں کو زنداں خانہ ہم

166اس غزل کے حاشیے پر نو اشعار کی یہ غزل درج ہے (موٹا قلم، شکستہ خط):

وہ فراق اور وہ وصال کہاں — وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں

فرصت کاروبار شوق کسے — ذوق نظارۂ جمال کہاں

دل تو دل وہ دماغ بھی نہ رہا — شور سودائے خط و خال کہاں

تھی وہ خوباں ہی کے تصور سے — اب وہ رعنائی خیال کہاں

ہم سے چھوٹ قمار خانۂ عشق — واں جو جائیں گرہ میں مال کہاں

فلک سفلہ بے محابا ہے — اس ستمگر کو انفعال کہاں

بوسے میں وہ مضائقہ نہ کرے — پر مجھے طاقت سوال کہاں

فکر دنیا میں سر کھپاتا ہے — میں کہاں اور یہ وبال کہاں

مضمحل ہو گئے قویٰ غالب — وہ عناصر میں اعتدال کہاں

ایک دل چسپ بات یہ ہے کہ قلمی دیوان کے کاتب نے ساتویں شعر میں لفظ "مضائقہ "کو"مضاعقہ "لکھا ہے۔

167اس غزل کے حاشیے پر اشعار ذیل درج ہیں (موٹا قلم، شکستہ خط)۔ لطف یہ ہے کہ دوسرے شعر مصرع اول یوں شروع کیا ہے:"رات سے غیر کیا بنی۔۔۔"یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ چار شعر بہ ترتیب ذیل طبع ہوئے ہیں:2،3،4،1:

گر ترے دل میں ہوں خیال وصل میں شوق کا زوال

موج محیط آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں

غیر سے رات کیا بنی، یہ جو کہا تو دیکھیے

سامنے آن بیٹھنا، اور یہ دیکھنا کہ یوں

مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح

دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہوا کہ یوں

کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی

آئنہ دار بن گئی حیرت نقشِ پا کہ یوں

[168] اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر درج ہیں۔ موٹے قلم سے شکستہ مگر خوش خط لکھے ہوئے۔ یہ شعر غالب کی تحریر معلوم ہوتے ہیں۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں ترتیب اشعار قلمی دیوان کے اندراج کے مطابق نہیں ہے۔ اشعار ذیل میں قلمی دیوان کے حاشیے کے اندراج کی ترتیب ملحوظ رہی ہے:

عہدے سے مدح ناز کے باہر نہ آسکا

گر اک ادا ہو تو اسے اپنی قضا کہوں

ظالم مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ

ہے ہے خدا نہ کردہ تجھے بے وفا کہوں

میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش

تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں

[169] شیرانی و عرشی: "ہے" ("سے" کے بجائے)۔

[170] عرشی: "جوں ذرہ صد آیینۂ بیرنگ نکالوں"۔

شیرانی: جوں ذرہ صد آیینۂ بے زنگ نکالوں

غالباً یہی دوسری صورت صحیح ہے۔ مفتی صاحب کے نسخے میں "ذرۂ صد آئنہ" کی ترکیب محض کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

171 اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں درج ہیں:

سر پر مرے وبال ہزار آرزو رہا یا رب میں کس غریب کا بخت رسیدہ ہوں

ہوں گرم نشاط تصور سے نغمہ سنج میں عندلیب گلشن نا آفریدہ ہوں

عرشی صاحب نے دوسرے شعر کو "سودائے عشق سے دم سرد کشیدہ ہوں" والی غزل کے حاشیے کا اندراج بتایا ہے جو درست نہیں۔

172 (الف) غزل کے حاشیے پر (موٹا قلم، شکستہ خط) یہ شعر درج ہے:

مگر آتش ہمارا کو کب اقبال چمکا دے

وگرنہ مثل خار خشک مردود گلستاں ہیں

(ب): اسی غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں حسب ذیل غزل درج ہے۔ یہ غزل مفتی انوار الحق کے نسخے میں صفحہ 113 پر متن میں طبع ہوئی ہے:

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں

ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں

شوق اس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں

جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہیں

حسرت لذت آزار رہی جاتی ہے

جادۂ راہ وفا جز دم شمشیر نہیں

رنج نومیدی جاوید گوارا رہیو

خوش ہوں گر نالہ زبونی کش تاثیر نہیں

سر کھجاتا ہے جہاں زخم سر اچھا ہو جائے

لذت سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں

آئنہ دام کو پردے میں چھپاتا ہے عبث

کہ پری زاد نظر قابل تسخیر نہیں

مثل گل زخم ہے میرا بھی سناں سے توام

تیرا ترکش ہی کچھ آبستی تیر نہیں

جب کرم رخصت بے باکی و گستاخی دے

کوئی تقصیر بجز خجلت تقصیر نہیں

میر کے شعر کا احوال کہوں کیا غالب

جس کا دیوان کم از گلشن کشمیر نہیں

ریختے کا وہ ظہوری ہے، بقول ناسخ

"آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں"

173 عرشی: زمانے کے، شب یلدا اسے، موئے سر پریشان ہیں"

174 مفتی انوار الحق کے نسخے میں بجائے "خورشید" کے لفظ "ناہید" طبع ہوا ہے۔ عرشی صاحب بھی فرماتے ہیں کہ قلمی نسخے میں "ناہید" ہے۔ یہ درست نہیں۔

175 عرشی و عرشی: "دود" (بجائے "درد")

176 اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر تحریر کیے ہیں (موٹا قلم، شکستہ خط):

دل لگا کر لگ گیا ان کو بھی تنہا بیٹھنا

بارے اپنے درد دل کی ہم نے پائی دادیاں

ہے مری وحشت عدوئے اعتبارات جہاں

مہر گردوں ہے چراغ رہگزار بادیاں

177 مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے نیز نسخۂ عرشی میں یہاں "سے" کے بجائے "بھی" مگر قلمی نسخے میں یہ مصرع بصورت بالا ہی درج ہے۔

178 مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں (نیز نسخۂ عرشی میں) ان لفظوں کا املا اسی طرح ملتا ہے، مگر چوتھے اور پانچویں شعر کے مصرع ثانی میں "سرے بہ پائے بتے" اور "دلے بہ دست نگارے" آیا ہے۔ اس کے برعکس نسخۂ شیرانی میں چاروں مصرعے بصورت اول لکھے گئے ہیں (سرے، بپائے، بتے وغیرہ)

179 ایضاً

180 اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر لکھا ہے (موٹا قلم، شکستہ)

قیامت ہے کہ سن لیلیٰ کا دشت قیس میں آنا

تعجب سے وہ بولا، یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں

181 شیرانی: "پر پرواز زلف ناز"

182شیرانی و عرشی: سوادِ داغ مرہم

183متداول دیوان میں اس مصرع کو اس مصرعے سے بدل دیا ہے: سادہ پرکار ہیں خوباں غالب۔ جویریہ مسعود

184اس شعر کے حاشیے پر ایک اصلاح (شکستہ، بد خط) درج ہے جو افسوس ہے کہ مجھ سے ٹھیک طرح پڑھی نہیں گئی۔ شاید "مور کے پر" کے بجائے "چیونٹی کے بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اب اپنے لکھے ہوئے اشارے کی بنا پر میرے لیے کوئی قطعی رائے قائم کرنا دشوار ہے۔

185اس غزل کا مقطع جو مفتی انوار الحق کے نسخے کے متن میں طبع ہوا ہے، قلمی دیوان کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں درج ہے:

بسمل اس تیغ دو دستی کا نہیں بچتا اسد

عافیت بیزار کعبتین اچھا نہیں

186شیرانی: ورنہ کیا حسرت کش من پہ نقشِ پا نہیں

187یہاں قلمی دیوان کے متن میں "طلسم" کے بجائے کچھ اور لفظ ہے۔ یوں: "ہائے۔۔۔ دیر میں لخ۔ یہ لفظ، بعد میں اس بری طرح کاٹ دیا ہے کہ پڑھا نہیں جاتا مگر شروع کا "ہائے" بدستور قائم رہا ہے۔

188یہ مصرع متن میں پہلے یوں تھا:

"ہوتے ہیں بے قدر در کنجِ وطن صاحب دلاں"

(مفتی انوار الحق کا نوٹ)

189اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج ہے (موٹا قلم، شکستہ)

برشگال گریۂ عشاق دیکھا چاہیے

کھل گئی مانند گل سو جا سے دیوار چمن

190(ا)اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھی ہے:

وارستہ اس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو

کیجے ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہ ہو

چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا

ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو

ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ

ہر چند بر سبیل شکایت ہی کیوں نہ ہو

پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں درد کی دوا

یوں ہو تو چارۂ غم الفت ہی کیوں نہ ہو

ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ

اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال

ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو

ہنگامۂ زبونیٔ ہمت ہے انفعال

حاصل نہ کیجے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو

وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں

اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو

مٹتا ہے فوت فرصت ہستی کا غم کوئی

عمرِ عزیز صرف عبادت ہی کیوں نہ ہو

س فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسد

اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

(ب) عرشی صاحب لکھتے ہیں کہ قلمی نسخے میں اس غزل کے مطلع کے مصرع اول "حسد پیمانہ سے" کے بجائے "حسد پیمانہ ہے۔ ۔" لکھا ہے۔

191 متداول دیوان میں یہ مصرعہ یوں ہے: "حسد سے دل گر افسردہ ہے، گرم تماشا ہو"۔ جویریہ مسعود

192 متن میں "تماشا رنج" کاٹ کر "شہید درد" بنایا ہے۔

193 "عیش" کو کاٹ کر "ذوق" لکھا ہے۔

194 حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ مصرع یوں بدلا ہے

"دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردہ کیا" ظاہر ہے کہ اس اصلاح سے حسب ذیل تبدیلی مقصود ہے:

"دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسرد گیاں"

جہاں املا کی اس قسم کی غلطیاں ملتی ہیں، وہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا موٹے قلم کی اس شکستہ تحریر کو غالب کے ہاتھ سے منسوب کرنا ممکن ہے؟

195 اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج ہے (موٹا قلم، شکستہ خط):

ہے سبزہ زار ہر در و دیوار غم کدہ

جس کی بہار یہ ہو پھر اس کی خزاں نہ پوچھ

196 یہ غزل کا دوسرا شعر ہے۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ کسی غلطی سے تیسرا شعر بن گیا ہے۔

197 میں "کو موٹے قلم سے کاٹ کر (متن میں) "ہوں" بنایا ہے۔

198 نسخۂ شیرانی و عرشی: "ہر تپش" (بجائے "مر تپش")۔

199 عرشی: "توڑ" (بجائے "طور")۔

200 اس مصرع کے پہلے تین لفظوں کے نیچے متن میں موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ اصلاح درج ہے: "ہے یہ سیاق"۔

201 اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بد خط شکستہ میں حسب ذیل سات ابیات نقل ہوئے ہیں:

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیے

بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے

وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے

صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے

عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر

آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی

ہاں کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہیے

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوری

تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو

اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

نشو و نما ہے اصل سے غالب فروع کو

خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے

اس کے بعد اگلے صفحے کے حاشیے پر اسی خط میں ذیل کے تین شعر درج ہیں:

ہے رنگ لالہ و گل و نسریں جدا جدا

ہر رنگ میں بہا کا اثبات چاہیے

سر پائے خُم پہ چاہیے ہنگام بیخودی

رو سوئے قبلہ وقت مناجات چاہیے

یعنی بحسب گردش پیمانہ صفات

عارف ہمیشہ مست مئے ذات چاہیے

تیس برس پہلے کے جو اشارات مجھے اس وقت میسر ہیں، اُن میں یہ آخر الذکر تین شعر ترتیب بالا سے درج ہیں لیکن اول الذکر سات شعروں کے متعلق افسوس ہے کہ میں نے یہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھی۔ صرف شعر 2 کے متعلق یقین ہے کہ وہ اپنے صحیح مقام پر درج ہوا ہے۔ چنانچہ اس دوسرے شعر نیز مطلع اور مقطع سے قطع نظر باقی چار شعروں کی ترتیب اُس وقت تک مشتبہ رہے گی جب تک ہندوستان کے احباب میں سے کوئی صاحب قلمی نسخے سے رجوع فرما کے اس مسئلے کو حل نہیں کر دیں گے۔

202 کتاب کے اصل متن میں "بر خود غلطیہائے" درج ہے۔ اسے جدید کے مطابق "بر خود غلطی ہائے" لکھا۔ جویریہ مسعود

203 قلمی نسخے میں یوں ہی ہے، اگرچہ مفتی انوار الحق کے نسخے میں کسی کارکن کی سہل انگاری کی وجہ سے "غصہ" کے بجائے "وعدہ" چھپ گیا ہے۔ نسخۂ عرشی میں بھی "وعدہ" درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عرشی صاحب نے یہاں مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے پر انحصار کیا ہے۔

204 چھ ابیات کی اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر موٹے قلم سے بد خط شکستہ میں درج ہیں:

خیال مرگ کب تسکیں دل آزردہ کو بخشے

مرے م تمنا میں ہے اک صید زبوں وہ بھی

نہ کرتا کاش نالہ، مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم

کہ ہوگا باعث افزائش درد دروں وہ بھی

نظر راحت پہ میری کر نہ وعدہ شب کے آنے کا

کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی

205 قلمی نسخے کے متن میں "یکموج" لکھا ہے۔ (متداول نسخوں میں "اک موج" ف عام ہے)۔

206 اس غزل کے حاشیے پر یہ دوسرا مقطع لکھا ہے (موٹا قلم، بد خط، شکستہ):

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد

عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

207(ا)اس مطلع کے بجائے حاشیے پر (موٹا قلم، بد خط شکستہ) یہ دوسرا مطلع درج ہے اور متن میں درج شدہ مطلع کے دونوں مصرعوں پر اسی خط میں "لالا" لکھا ہے:

بزم خوباں بسکہ جوشِ جلوہ سے پُر نور ہے

پُشت دست عجزیاں ہر برگ نخل طور ہے

(ب)اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر درج ہیں (موٹا قلم، بد خط شکستہ):

ہے زپا افتادگی نشہ پیمائی مجھے

بے سخن تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے

آگ سے پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا

ہر کوئی درماندگی میں نالے سے مجبور ہے

واں ہے تکلیف عرض بے دماغی اور اسد

یاں صریر خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے

شعر نمبر1 اور شعر نمبر3 کے پہلے مصرعے بداہتہً ساقط الوزن ہیں۔ اس قسم کی کوتاہیوں کے باعث موٹے قلم کے بد خط محرر کی کور ذوقی ثابت ہوتی ہے اور یہ گمان گزرتا ہے کہ یہ غالب کی نہیں، کسی اور شخص کی تحریر ہے۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں پہلے شعر کے مصرع اول کو یوں اصلاح دی گئی ہے:

ہے زپا افتادگی ہی نشہ پیمائی مجھے

اور تیسرے شعر کے مصرع اول کو بطریق ذیل:

ہے وہاں تکلیف عرض بے دماغی اور اسد

صورت اول میں مفتی صاحب کی اصلاح قبول کی جا سکتی ہے، لیکن دوسری صورت میں "ہے تکلیف" کے دونوں لفظ بد خط کاتب نے اس طرح ساتھ ساتھ لکھے ہیں کہ ان کے درمیان "وہاں" کا دخل بہ تکلف ہی ممکن ہے۔

208 عرشی: "معذور" (بجائے "مجبور")۔

209 اس مقطع کے دونوں مصرعوں میں حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں "جس جگہ ہو مسند آرا" اور "اُس جگہ" بنایا گیا ہے۔ مفتی انوار الحق نے اس اصلاح کو اپنے مطبوعہ نسخے کے متن میں جگہ دی ہے۔

210 اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے یہ دو شعر (بد خط، شکستہ) لکھے ہیں:

زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا

نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے

جاداد بادہ نوشی رنداں ہے شش جہت

غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے دوسرے شعر کے پہلے مصرع کا املا بد خط شکستہ لکھنے والے نے یوں کیا ہے:

جانداد بادہ نوشی زنداں ہے ششجہت

"جانداد" سے قطع نظر "زنداں" کا "زند" حاشیے میں بہت نمایاں ہے۔ اندریں حالات موٹے قلم کے شکستہ اندراجات کو غالب کی تحریر ماننا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

211 1938ع کے لیے ہوئے اشارات مجھے یہ نہیں بتاتے کہ قلمی نسخے میں اس مصرع کی کیا صورت ہے۔ مطبوعہ نسخے میں جو صورت ملتی ہے اُس نے مصرع کو بداہتہً مہمل بنا دیا ہے۔ میری رائے میں یہ مصرع دراصل یوں ہے: مینائے مے ہے سرو نشاط بہار مے عرشی صاحب نے صورت ذیل کو ترجیح دی ہے:

مینائے مے ہے، سرو، نشاط بہار سے

نیز نسخۂ شیرانی میں بھی یہی صورت ہے۔

212 اس غزل کے وع میں حاشیے پر "فوجدار محمد خاں بہادر" کی 1248ھ کی مہر لگی ہے۔

213 "سراسر" پر "لا" لکھ کر "ہے" سے پہلے فا" کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح مصرع کی صورت بعد از ترمیم یوں ہو گئی ہے:

ریزش خون وفا ہے جرعہ نوشی ہائے یار

214 مطبوعہ نسخے میں کاتب نے شاید غلطی سے "نام" درج کیا ہے۔

215 اس غزل کے اوپر لفظ "غلط" لکھا ہے (موٹا قلم، شکستہ، بدخط)۔

216 " قلمی نسخے میں اس مصرع کا کوئی لفظ بہ سہو کاتب رہ گیا ہے کیونکہ متن میں یہ مصرع یوں ج ہے:

"کہ عید خلق یہ حیراں ہے قربانی"

جو کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتا۔ میں نے جسارت کر کے ایک لفظ "چشم" بڑھا دیا ہے۔ ارباب نظر س جرأت کو معاف فرما کر خود تصحیح فرمالیں۔" (مفتی انوار الحق کا نوٹ)۔

217 اس غزل کے حاشیے پر دس ابیات کی یہ غزل تحریر ہے (موٹا قلم، شکستہ بدخط):

عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی

میری وحشت تری شہرت ہی سہی

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے

کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی

اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی

ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے

غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی

اپنی ہستی سے ہو جو کچھ ہو

آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی

عمر ہر چند کہ ہے برق خرام

دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی

ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں

نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی

کچھ تو دے اے فلک ناانصاف

آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خُو ڈالیں گے

بے نیازی تری عادت ہی سہی

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد

گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

218 اس شعر کے مقابل حاشیے پر یہ شعر لکھا ہے (موٹا قلم، بد خط، شکستہ):

سیاہی جیسے گر جاوے دم تحریر کاغذ پر

مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی

219 "تہید ستی" جدید املا کے مطابق "تہی ستی" لکھا ہے۔ جویریہ مسعود

220 قلمی نسخے میں یہ لفظ "گو" ہی ہے، اگرچہ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں متداول صورت "گر" اختیار کی گئی ہے۔

221 چھ ابیات کی اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل تین شعر لکھے ہیں (موٹا قلم، بد خط، شکستہ):

مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہل ہوس شاید

یہ جانا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی

کروں بیداد ذوق پر فشانی عرض کیا قدرت

کہ طاقت اُڑ گئی اُڑنے سے پہلے میرے شہپر کی

کہاں تک روؤں اس کے خیمے کے پیچھے قیامت ہے

مری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی

222 متن میں "کیا" کے نیچے "یہ" لکھا ہے (موٹا قلم، بد خط شکستہ) یہاں کسی لغزش قلم سے میرے اشارات "یہ" کو حاشیے کا اندراج بتاتے ہیں حالانکہ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ" کا لفظ "کیا" کے "بالکل نیچے" ہے۔

223اس چھوٹی سی غزل کے حاشیے پر ایک پانچواں شعر درج ہے (موٹا قلم، بد خط شکستہ):

یقیں ہے آدمی کو دست گاہ فقر حاصل ہو

دم تیغ توکل سے اگر پائے سبب کاٹے

224اس غزل کے حاشیے پر یہ ساتواں شعر لکھا ہوا ملتا ہے (موٹا قلم، بد خط شکستہ):

نہ ہووے کیونکہ اُسے فرض قتل اہل وفا

لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے

مفتی انوار الحق نے اس شعر کو متن میں جگہ دی ہے مگر اس کا اظہار نہیں کیا کہ یہ شعر حاشیے سے متن میں منتقل ہوا۔

225اس مصرع پر نشان "ـــَـ" بنا ہے اور پھر حاشیے پر یہی نشان بنا کر موٹے قلم سے شکستہ خط میں مصرع ذیل تحریر کیا ہے:

"بہ کسوت عرق شرم قطرہ زن ہے خیال"

226چھ ابیات کی اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر لکھا ہے (موٹا قلم، بد خط شکستہ):

رفوئے زخم سے مطلب ہے لذت زخم سوزن کی

سمجھیو مت کہ پاس درد سے دیوانہ غافل ہے

227 مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں "غنچہ دل" ہے، جو بداہتۂ سہو کاتب ہے۔

228 قلمی نسخے میں اس غزل اور اس سے اگلی غزل (تشنۂ خون تماشا جو وہ پانی مانگے) کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں چھ ابیات کی وہ غزل درج ہے جس کا مطلع ہے:

باعث واماندگی ہے عمرِ فرصت جو مجھے

کر دیا ہے پا بہ زنجیر رم آہو مجھے

لیکن چونکہ یہی غزل آگے چل کر متن میں موجود ہے، اس لیے باقی شعر یہاں حاشیے میں نہیں دیے جا رہے ہیں:

229 یہ شعر قلمی نسخے کے متن میں یوں بدلا گیا ہے:

یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال

ہیے وقتِ تپش یک دست صد پہلو مجھے

(یہ حاشیہ مفتی انوار الحق کے نسخے کے نوٹ مندرجہ صفحہ 174 پر مبنی ہے)۔

230 اس مصرع میں "ہے اسد" لفظ کاٹ کر "غالب" لکھا گیا ہے اور مصرع کی صورت یوں ہو گئی ہے:

"خوبرویوں نے بنایا غالب بد خو مجھے"

ملاحظہ ہو مفتی انوار الحق کے نسخے میں صفحہ 174 کے حاشیے کا نوٹ۔

231 اس سے پہلے (ایک صفحہ چھوڑ کر) یہی غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں حاشیے پر درج ملتی ہے۔ اسی شکستہ خط میں اب یہاں متن میں اس غزل پر "غلط، مکرر نوشتہ شد" لکھا ہے۔

اس سلسلے میں مفتی انوار الحق کے اُس نوٹ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے اس سے ما قبل اسی زمین کی غزل (ہم زباں آیا نظر فکر سخن میں تو مجھے) کے حاشیے پر دیا ہے: "قلمی دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزل پہلے کہی گئی تھی، پھر اس کے کچھ عرصے بعد اس طرح کی دوسری غزل کہی گئی جو آگے آتی ہے۔ چنانچہ اس نسخے پر نظر ثانی کرتے وقت اس غزل کے حاشیے پر اسے غالباً غالب نے خود بڑھا دیا۔ مگر چند صفحے بعد دیکھا تو وہ غزل پہلے ہی لکھی ہوئی موجود تھی اس لیے وہاں حاشیے پر یہ لکھ دیا کہ "غلط، مکرر نوشتہ شد"۔

مفتی صاحب کا یہ بیان کہ چند صفحے بعد دیکھا تو وہ غزل پہلے ہی موجود تھی، محل نظر ہے۔ قلمی نسخے میں دونوں غزلوں کے درمیان صرف ایک غزل کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح میرے قلم بند کیے ہوئے اشارات بتاتے ہیں کہ اس دوسری غزل پر متن میں (نہ کہ حاشیے پر) "غلط، مکرر نوشتہ شد" لکھا ہے۔

232 مصرع کی یہ صورت مفتی انوار الحق کے نسخے کے اندراج کے مطابق نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے مصرع اُسی طرح لکھا ہے جس طرح دیوان کے اکثر متداول نسخوں میں ملتا ہے۔ تاہم مفتی صاحب نے اپنے مطبوعہ نسخے کے صفحہ 174 پر جو نوٹ لکھا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قلمی نسخے کے متن میں یہ مصرع اسی صورت میں درج ہے جو میں نے اُوپر اختیار کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مفتی صاحب کا بیان ہے کہ قلمی نسخے کے حاشیے پر یہ اصلاح موجود ہے:

"نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی"

میرے اپنے اشارات میں اس قسم کی ئی یادداشت نہیں ملتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں نے مطبوعہ نسخے کے مذکورۂ بالا نوٹ کی تصریحات پر اکتفا کیا۔

233 یہ مصرع موٹے قلم سے شکستہ خط میں یوں بدلا ہے:

"زمیں جوش طر سے جام لبریز سفالی ہے"

234 متن میں اس غزل کے اوپر موٹے قلم سے بد خط شکستہ میں "غلط" لکھا ہے۔

235 اس غزل پر بھی بعینہ اُسی طرح "غلط" لکھا ہے جس طرح غزل ماسبق پر۔

236 اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بد خط شکستہ میں یہ پانچ شعر لکھے ہیں: غبار دشت وحشت سرمہ ساز انتظار آیا

کہ چشم آبلہ میں طول میل راہ مژگاں ہے

زبس دوش رم آہو پہ ہے محمل تمنا کا

جنون قیس سے بھی شوخی لیلیٰ نمایاں ہے

ہوئی یہ کثرت غم سے تلف کیفیت شادی

کہ صبح عید مجھ کو بدتر از چاک گریباں ہے

رہا بے قدر دل در پردۂ جوش ظہور آخر

گل و نرگس بہم آئینہ و اقلیم کوراں ہے

اسد بدن قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ

گروا ہو تو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے

[23] "یہ" بمعنیٰ "اس قدر" جویریہ مسعود

238 عرشی: جا و (بجائے جادہ)۔ مطبوعہ نسخے میں "جادہ" بداہتہً سہو کاتب ہے۔

239 اس غزل کے اوپر موٹے قلم سے شکستہ خط میں "مکرر نوشتہ شد" لکھا ہے۔ وجہ شاید یہ ہے کہ ابیات 3،4،6 ایک صفحہ پہلے (قلمی نسخے کے) حاشیے پر درج ہو چکے ہیں۔

240 اس غزل کے اوپر بھی موٹے قلم سے شکستہ خط میں "مکرر نوشتہ شد" لکھا ہے، حالانکہ اس کا صرف ایک شعر (3) اسی زمین کی ایک سابق غزل کے حاشیے پر درج شدہ اشعار میں آیا ہے۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر 231 ہو)

241 اس غزل کے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں حسب ذیل شعر لکھا ہے:

توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا

آسماں سے بادۂ گلفام گو برسا کرے

242 متن میں پہلے اس مصرع کے حصۂ آخر کے اوپر "خامشی میں بھی نوا پرداز ہے" لکھا ہے پھر کاٹ دیا ہے۔

243 عرشی: "بال و پر پرواز"۔

244 اس غزل کے حاشیے پر ذیل کے تین شعر موٹے قلم سے بد خط شکستہ میں لکھے ہوئے ہیں

جی جلے ذوق فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں

ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتشبار ہے

ہے وہی بد مستیِ ہر ذرہ کا خود عذر خواہ

جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے

مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی

زندگی سے بھی مرا جی ان دنوں بیزار ہے

245 اس غزل کے حاشیے پر سات اشعا کی حسب ذیل غزل لکھی ہے (موٹا قلم، بد خط شکستہ)۔ عجیب بات ہے کہ حاشیے کی غزل کے تیسرے شعر کے تقریباً سامنے متن مندرجہ غزل کا دوسرا شعر آتا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ایک ہی شعر حاشیے اور متن میں دوبارہ آمنے سامنے لکھا ہوا ہے۔ س سے عجیب یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حاشیے کے ان اندراجات کے عین بالمقابل وہ صفحہ ہے جس کے متن میں اگلی سے اگلی غزل ثر سوز محبت کا۔۔۔الخ) درج ہے:

اثر سوز محبت کا قیامت محابا ہے

کہ رگ سے سنگ میں تخم شرر کا ریشہ پیدا ہے

بہ سعی غیر ہے قطع لباس خانہ ویرانی

کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامان صحرا ہے

تصرف وحشیوں میں ہے تصورہائے مجنوں کا

سوادِ چشم آہو عکس خال روئے لیلیٰ ہے

خزاں کیا، فصل گل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو

وہی ہم ہیں، قفس ہے، اور ماتم بال و پر کا ہے

تصور بہر تسکین طپیدن ہائے طفل دل

بہ باغ رنگ ہائے رفتہ گلچین تماشا ہے

مجھے شب ہائے تاریک فراق شعلہ رویاں میں

چراغ خانہ دل سوزش داغ تمنا ہے

ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں

ستمگر! ناخدا ترس! آشنا کش! ماجرا کیا ہے؟

246 اس مقطع کے مصرع اول کا آخری لفظ متن میں "ہے" کہ "ہو" حسب نسخۂ مفتی انوار الحق درج ہوا ہے۔ اسے متن ہی میں بدل کر خوش خط "ہو" بنا دیا ہے۔ اسے اس سے زیادہ دل چسپ بات ہے کہ بعد میں اس مقطع پر "لا۔ لا۔ لا" لکھ دیا ہے اور اس کے بجائے اس غزل کے حاشیے پر لکھی ہوئی غزل کے مقطع کو یہاں منتقل کرنا چاہا ہے۔

247 مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں یہ غزل چھٹے شعر پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر نسخۂ عرشی ظاہر کرتا ہے کہ قلمی د ان میں حسب ذیل مشہور مقطع موجود ہے:

اسد ہے نزع میں چل بے وفا برائے خدا

مقام ترک حجاب و وداع تمکیں ہے

248 اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات اشعار درج ہیں۔ ان میں سے پانچ شعر یعنی پہلا، تیسرا، چوتھا، پا ل اور ساتواں، چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچ کر کاٹ دیے گئے ہیں۔ مگر ان کے پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ان شعروں کے املا کی بعض خصوصیتیں قابل ذکر ہیں۔ دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں "مری" کو "مبری" نیز "فضا" کو "فزا"۔ اور دوسرے مصرع میں "اسی" کو بالوضاحت "اوسی" لکھا ہے۔ چوتھے شعر میں "نشاط دیدۂ بینا" کے بعد لفظ "ہے" غائب ہے۔ پانچویں شعر کے مصرع

ثانی میں قافیہ "وا" لکھا ہے مگر متن کی اگلی سے اگلی غزل کا پانچواں شعر دیکھیے تو یہ قافیہ "پا" درج ہوا ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔ ان تصریحات کے بعد سات ابیات کی اس غزل کی نقل مطابق اصل پیش کی جاتی ہے:

بزم مے پرستی حسرت تکلیف بے جا ہے

کہ جام بادہ کف بر لب بہ تکلیف تقاضا ہے

میری ہستی فزائے حیرت آباد تمنا ہے

جسے کہتے ہیں نالہ وہ اوسی عالم کا عنقا ہے

نہ لائی شوخی اندیشہ تاب د نومیدی

کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے

نشاط دیدۂ بینا کو خواب وچہ بیداری

بہم آوردہ مژگاں روئے بر روئے تماشا ہے

نسودے آبلوں میں گر سرشک دیدۂ نم سے

بجولاں گاہ نومیدی نگاہ عاجزاں وا ہے

وفائے دلبراں ہے اتفاقی ورنہ اے ہمدم

اثر فریاد دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے

اسد یاس تمنا سے نہ رکھ امید آزادی

گداز ہر تمنا آبیار ہر تمنا ہے

249اس شعر کے مصرع اول پر اصلاح ذیل موٹے قلم سے خوش خط شکستہ میں درج ہے:

عزیز وذکر وصل غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ

250متن کی گزشتہ سے پیوستہ غزل کے حاشیے پر جو سات شعر درج ہیں، اُن میں سے پانچ اشعار (نمبر1، نمبر3، نمبر4، نمبر5، نمبر7) اس غزل کے پانچ اشعار سے ملا کر پڑھنے چاہئیں

(1) اس غزل کا مطلع بجنسہ مذکورۂ بالا شعر نمبر1 ہے۔

(2) غزل کا دوسرا شعر مذکورۂ بالا پانچ اشعار میں نمبر4 ہے، جہاں "بوسۂ روئے تماشا" کے بجائے "روئے برروئے تماشا" درج ہوا ہے۔

(3) تیسرا شعر مذکورۂ بالا شعر نمبر3 سے اس حد تک مختلف ہے کہ یہاں اگرچہ "کف افسوس ملنا" درج ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ حاشیے کا یہ اندراج بعد کی اصلاح کی نقل ہے۔

(4) پانچواں شعر بجنسہ مذکورہ بالا شعر نمبر5 ہے، بجز اس فرق کے کہ یہاں متن میں قافیہ "پا" ہے وہاں حاشیے میں قافیہ "وا" ہے، جو ممکن ہے سہو کاتب ہو۔

(5) مقطع کا مصرع اول دونوں جگہ مشترک ہے مگر حاشیے کا اندراج "گداز ہر تمنا۔۔۔۔" الخ۔ بعد کی اصلاح کی نقل معلوم ہوتا ہے۔

251عرشی: "رندے"۔

252مطبوعہ نسخہ ان پانچوں اشعار کی ردیف میں "جائے" درج کرتا ہے۔ مگر نسخۂ عرشی میں "جاوے" ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔

253عرشی: "رویانیدن"۔

254اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ دو شعر درج ہیں:

کیوں نہ ہو بے التفاتی اس کی خاطر جمع ہے

جانتا ہے محوِ پرسش ہائے پنہانی مجھے

میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی

لکھ دیا منجملۂ اسباب ویرانی مجھے

255عرشی: "گیا" (بجائے "گئی")

256"خود فروشیہائے" کو جدید املا کے مطابق "خود فروشی ہائے" لکھا۔ جویریہ مسعود

257 مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں یہ مصرع یوں ہے:

فریاد اسد ہے تنگی ہائے بتاں سے

اس صورت میں مصرع مہمل معلوم ہوتا ہے، اس لیے یہاں متن میں مطبوعہ نسخے کی ہو بہو نقل کے بجائے یہ مصرع نسخۂ عرشی سے لیا گیا ہے۔

258 مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ لفظ "ایجاء" چھپا ہے اور افسوس ہے کہ میرے اپنے لکھے ہوئے اشارت میں اس لفظ کی تصحیح محفوظ نہیں ہے۔ "ایجاء" چونکہ صراحتہً غلط ہے اس لیے یہاں یا تو "ایجاز" لکھ دینا ممکن تھا یا "ایجاد"۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں پروفیسر شیرانی کا جو مخطوطہ محفوظ ہے، اس میں یہ لفظ "ایجاد" لکھا ہے۔ میں نے اسی سند پر اس لفظ کو "ایجاد" بنا دیا ہے۔

259شیرانی: "ہے"۔

260متداول دیوان میں غالب نے لفظ "وفا" کو "نشاط" کر دیا ہے اور کیا خوب کیا ہے کہ اس ایک تبدیلی سے معنی آفرینی کی حد کر دی ہے۔ جویریہ مسعود

261 مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں اس مصرع کی صورت یہ ہے:

قاصد تپش نالہ سے یارب خبر آوے

مولانا عرشی نے "سے" کو سہو کاتب بتایا ہے اور مصرع کو وہ صورت دی ہے جو یہاں متن میں اختیار کی گئ ہے۔

262 مفتی انوار الحق کے نسخے میں (نیز نسخۂ [illegible] شی میں) "نقدر نجم" چھپ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسے "نقد انجم" پڑھنا چاہیے۔

263 عرشی: "کردن"۔

264 یہ [illegible] ع کاتب غزل نے اس طرح نقل کیا ہے:

غیر کو کیونکر وہ یار [illegible]۔۔۔

265 کاتب نے یہ مصرع یوں لکھا ہے: "ہو کے عاشق وہ پر [illegible] ش او نازک بن گیا" مگر لفظ "وش" کے اوپر لفظ "رخ" بھی درج کیا ہے۔

266 کاتب نے یوں لکھا ہے: "رنگ شہرت ندیا نادیا تازہ خیالی نے مجھے"۔

268 کاتب: "دل کو"

269 کاتب: "کرے قتل لگاوٹ میں۔۔۔"

270 کاتب: "دیکھا جنبش لب ہی۔۔۔"

271 پہلے "جذبہ" کے بعد "الفت" لکھا ہے، پھر اسے کاٹ دیا ہے اور آگے مصرع موجودہ شکل میں لکھا ہے۔

272 کاتب: "داستانی شوق طولانی" لطف یہ ہے کہ یہاں کے شعروں میں کہیں کہیں غالب کی تحریر کی بھی جھلک نظر آتی ہے۔

273 کاتب: "اودہر وہ بد گمانی ہے ایدہر یہ ناتوانی ہے"۔

274 کاتب: "نہ پوچھا جائے ہے مجھ۔۔۔"۔

275"ناامیدی کو "ناامید" درج کیا ہے مگر پھر بھی یہ مصرع غالب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

276اس سے ماقبل کا شعر اس نقل میں شامل نہیں ہے۔ کاتب سے شاید سہواً حذف ہو گیا ہے۔

277 کاتب: "دوڑے ہے ایک گل و لالہ پر خیال"۔

278 کاتب: "پھر بتا (بجائے، چاہتا" کے) ہوں نامۂ اعمال (اعمال، کا لفظ کاٹ دیا ہے) دلدار کھولنا"۔

27 کاتب نے "مقابل" کے بعد "میں" نہیں لکھا۔

☆☆☆

☆☆

پروف ریڈنگ: جویریہ مسعود، یس قرنی اور اعجاز عبید

ای بک کی تشکیل: اعجاز عبید